RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
۱۷۸۹

بہ عون معین مطلق فیض و توفیق خدا برحق کی

احسن الشہادتین
فی ہورا السبطین

۱۲۹۹ھ

مطبع فیض منبع نامی ہاشمی احمدی باہتمام فضلکریم طبع شد

Checked
1987

CHECKED 1995

HYDERABAD A.P.

۲۱۳

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD, A.P.

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلقنا فی امة نبیه الذی فاذ رتبته الی قاب
واکرمنا بولایته الذی ردت الشمس مرتین و
ب الزهرا ام السبطین التی فضلت علی النساء العلمین
من الباکین علی مصائب الحسن والحسین وتسعة
ذریة الحسین الذین من بکی علی مصابهم رجح حسناته
عما الثقلین وهم ائمة المشرقین وهداة المغربین صلواة
الله علیهم ما دامت طلوع النیرین

ترجمہ سب خوبیاں واسطے اللہ کے ہیں جسنے پیدا کیا ہمکو بیچ گروہ اوس

نبیؐ کے کہ جسکا پہونچا رتبہ قاب قوسین تک اور عزت بخشی ہمکو ولایت علیؑ وصی اونکے سے کہ لوٹا دیا گیا واسطے اونکے دوبارہ آفتاب + اور بزرگی بخشی ہمکو محبت سے زہراؑ امان سبطین کی وہ جو فضیلت دی گئین اوپر عورتین جہان کی + اور گردانا ہمکو رونے والون مین اوپر مصیبت حسنؑ اور حسینؑ رضی اللہ عنہما کے + جو لوگ روئے اوپر مصیبت اونکی غالب ہون نیکیان اونکی عمل سے ثقلین کے یعنی جن و انس اور وہ لوگ پیشوا ہین پورب اور پچہم کے اور رہنما درود اللہ کا ہوجیو اوپر اونکے جب تک رہے طلوع آفتاب اور ماہتاب کا

ہی سزاوار حمد وہ بیچون
رب طغرانویس کن فیکون
ازازل تا ابد ہے جسکا ظہور
جسنے بخشا ہے مہر و ماہ کو نور
ہے وہ قیوم عالم و دانا
بھید جسکا نہ آجتک جانا
وحدہ لاشریک وقادر ہے
نیک و بد پر سبھون کی ناظر ہے
دور ہر ایک سے ایک آن نہین
لامکان ہے کہین مکان نہین
جسکو چاہے جہان مین عزت دے
گر تکبر کرے تو ذلت دے

حمد وثنا اوس منشی دیوان قضا و قدر کے لئے زیبا ہے کہ جسنے صابرین اور صابرین کو مژدہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن سے تقرب اور اختصاص بخشا + اور بلارسیدگان بیدا محبت اور محنت کشیدگان سرکرد مشقت کو خلعت وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَن

Checked
1998
CHECKED 1998

لِمَن یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَاءٌ وَلٰکِن لَّا تَشعُرُونَ کی خوشخبری دی یعنی سرفروشان راہ خدا وجانبازان مقتل تسلیم ورضا کی گلشن شہادت کو آب زندگانی سے تر وتازہ وشاداب فرمایا اور طاؤس آرزوے وصال کو سحاب فیض بقولہ وَبَشِّرِ الصَّابِرِینَ الَّذِینَ اِذَا اَصَابَتھُم مُّصِیبَۃٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ سے امید کی فصیل پر وجد مین لایا + اور وہ ایسا قادر مطلق ہی جسنے شاخ دل مین غنچۂ عشق کو اپنے جوش بہار سے ایسا شگفتہ فرمایا جسکی تمنا ہی مواصلت مین بعالم محویت سرمستان بادہ شوق نے شربت شہادت نوش کیا اور اوسکی یاد مین دونون عالم کو فراموش کیا + اور اوسکے واسطے امتحان کے شناوران دریاے شہادت وغواصان بحر محبت کو گرداب الم مین مثل موج دریا کے روان کیا اور لجۂ غم مین گوہر جان کو غریق بحر رحمت فرمایا وہ ایسا خالق بندہ نواز ہے جسنے شہدا کو رنج وبلا پر صابر کیا اور اپنی راہ کے پیاسون کو آب شمشیر سے جسمین خاصیت آب حیات کی ہے سیراب فرمایا اور اونکی روحونکو زیر عرش قنادیل سبز مین مثل طایرون کے جگہہ دیکر اپنی فضاے قربت مین رکھا + اور **نعت** اوس سرور کائنات خاتم الرسالت شافع روز قیامت صاحب قاب قوسین رسول الثقلین محبوب رب المشرقین والمغربین امام القبلتین جد السبطین الطیبین السعیدین الشہیدین الحسن والحسین کے واسطے روا ہے کہ جو باعث ایجاد ارض وسما

وجمیع انس و جان سے ہے اگر آفرینش اوسکی منظور نہوتی تو کوئی شے عالم ظہور مین نہ آتی جیسا کہ وارد ہے لولاک لما خلقت الافلاک پس افضل ترین صلوٰۃ و سلام سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین پیر دستگیر عاصیان و انیس بیچارگان رفیق شکستہ دلان و غمخوار امتان پر قیامت تک ہو جو کہ جسنے امت عاصی کو خود کیسے کیسے رنج و محن سہکر اور ریاضت شاقہ کھینچکر نار دوزخ سے بچایا +

نظم

ز رحمت کن نظر بر حال زارم یا رسول اللہ
فقیرم بینوایم خاکسارم یا رسول اللہ
ز بوی گیسوی مشکین بسر سودای خوش دارم
بذوق تیغ ابرو جان نثارم یا رسول اللہ
فتادہ، دلم با آتش سودای عشق تو
سپندم شعلہ ام برقم شرارم یا رسول اللہ
توئی تسکین دل آرام جان صبر و قرار من
رخ پر نور بنما بیقرارم یا رسول اللہ
ز دستم می برد دامان صبر آن جا قدس
بعشق تو گریبان تار تارم یا رسول اللہ
ہمہ تن غرق دریای گناہم ای شفیع من
بجز تو نیست کس در شمارم یا رسول اللہ
دم آخر نمائی جلوۂ دیدار طالب را
ز لطف تو ہمین امید دارم یا رسول اللہ

مناجات

ای آئینہ حسن رخ سید ابرار
محروم زیارت سے نہو تشنۂ دیدار
ای نرگس شہلای شہنشاہ دو عالم
تو دیکھہ لے مجکو نظر رحم سے اکبار
ای ابروی خمدار شہ مسجد و محراب
کر مجکو بشارت کی اشارت سے خبردار

ای لعل شکربار شہِ یثرب و بطحی
ان کانون سے سنوا مجھے وہ خوبیِ گفتار
ای طرۂ طرار مہِ برج نبوت
اس دام محبت سے چھوٹے دلِ بیمار
ای قامتِ بے سایۂ سلطان مدینہ
ان انکھونسے دکھلا مجھے وہ شوخیِ رفتار
ای آینہ سینہ خورشید رسالت
کردی تو مری سینہ کو گنجینہ اسرار
ای قلب صفا ای ضیا بخش پیمبر
کر دور مرے آینہ قلب سے زنگار
ای خاک کفِ پائے نبی کہہ ہے یہ تیرا
کحل البصر دیدۂ مشتاق ہو سو با

اور ہزارون درود اور سلام اونکی آل اصحاب باصفا پر ہوجیو کہ جنکی صفت کلام اللہ اور حدیثون سے ثابت ہے

نظم

درودِ خدا بر روانِ تو باد
بر اصحاب و بر پیروان تو باد
درودِ خدا اونپہ ہووے تمام
جو ہین آل و اصحاب خیر الانام
خلیفہ ابوبکر نیکو سیر
دویم بعد صدیق حضرت عمر
سیوم حضرت عثمان سخی و غنی
چہارم علی سا وصی نبی
علی سا وصی جسکا ہے لاجواب
پہرا جاکے جسکے لئے آفتاب
تلے گرمیِ شمش روزِ جزا
دیا سایۂ دامنِ فاطمہ
کہلے لب پے ذکرِ نامِ حسین
بکا جسکی آنکھونکو ہے فرض عین
دے پیشوائی کو بارہ امام
وصی ایک کا ایک ہے لاکلام
نبی پر درود اور اونپر سلام
معہ آل و اصحاب عالیمقام

اماموں کے بعد از ہوا دستگیر
شہنشاہ بغداد پیران پیر
بالطاف اصحاب عالیمقام
بڑا خلق مین شاہ ارزان کا نام
ہوا ہادیِ خلق یہہ با حشم
وحیدِ زمان عارف باکرم
اب ہے جانشینِ شہ خوش سیر
غلام نجف شاہ والا گہر
الہی بحقِ رسولِ زمان
زمانے مین رکہو اسے شادمان

سبب تالیف کتاب

امّا بعد نحیف وضعیف خاک راہ نعلین آل رسول الثقلین **شاہ رضا حسین** ولد شاہ حیدر علی ارزان شاہی ساکن آستانہ جنت نشانہ حضرت شاہ ارزانی رضی اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حقیر طریق یافتہ مرشدنا حضرت شاہ **غلام نجف** مدظلہ العالی کا ہے ایکدن طبیعت قاصر مین یہ بات آئی کہ ایک رسالہ فضایل اور نکات شہادت مین امام القبلتین نور دیدگان رسول الثقلین چراغ حرمین سراج دارین امام حسن و امام حسین صلواۃ اللہ علیہم وعلی اباہم وعلی اولادہم وعلی ذریاتہم اجمعین کے ایسا لکھا جاے کہ جو وسیلہ نجات فقیر اور یادگار زمانہ رہے اور اس حوصلے کو پورا کرنے کے لئے ہر چند طبیعت کو بہت زور دیا مگر کوئی بات ذہن مین گنجایش پذیر نہوئی آخر ایک روز حضور مین جناب ہدایت مآب واقف راز ربانی

کاشف کشف شاہ ارزانی • یافتہ در طریق زہد شرف • عارف باخدا غلام نجف منزل شناس رتبۂ ناسوت و جبروت و نکتہ سنج مقام ملکوت و لاہوت صدر نشین سجادۂ فقر و فنا صوفی صافی طریقت پیر و حکیم شریعت محقق رموز حقیقت اسرار فہم معرفت پیر بے بدل مرشد عدیم المثل حضرتنا و مقتدانا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت **شاہ غلام نجف** صاحب مدظلہ قادری سے کے بغرض استعانت اور امداد دینے کے التماس کیا • **ابیات**

رضا حسین غلام ولی غلام نجف
ہوا جو آنکے حاضر بہ بارگاہ شرف
یہ عرض آنکے حضرت سے کی کہ ای رہبر
نئی کتاب ہو تالیف اب تو ہی بہتر
جہان مین توشۂ عقبی ہو بس یہ وہ کلام
رہے جہان مین عاصی کا او حضور کا نام
یہ سنکے مرشد کامل نے سعی فرمائی
عجیب نعمت عظمی یہ ہو نکے ہاتھ آئی
رقم ہے جسمین احادیث و آیت قرآن
لکہا ہے اوسکے مطابق جو حق کا ہے فرمان
جو کوئی پڑہ کے اسے اپنے دل کو شاد کرے
دعاے خیر مصنف کو دیکھے یاد کرے
یہ آرزو ہی دل سے بحق آل عبا
جزا رسول سے اسکی ملے بروز جزا
لکھی شہادت شبیر ہین نئی وہ کتاب
کہ فیضیاب ہوئے جس سے سب براہ صواب

حضور اقدس نے فرمایا کہ ہم جن جن آیات اور احادیث کو بفضل خدا و عنایت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بعد و پیشوایان اور پیران کے پتا اور نشان دین اونکو لکھو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا

که جو آیتین اور حدیثین حضور نے مع دلایل ارشاد فرمایین اونکو حقیر پر حسب قرطاس پر لکھا گیا اور اوس سے یہہ ذخیرہ تیار کیا ورنہ اس ذرہ بیمقدار کی اتنی لیاقت ہرگز نہ تھی کہ جو نکتے اس رسالے مین لکھے گئے ہین اون مین ایک نقطہ بھی دیسکتا مگر مثل مشہور ہے کہ ہمت مردان مدد اللہ + اور چند آیتین اسمین ایسی مندرج ہین کہ حضور حضرتنا او مرشدنا کو گویا محض ہدایت خدا اور عنایات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توجہہ بزرگان اور پیران سے عطا ہوئی ہے خداوندا سایہ ہما پایہ اس مرشد کامل کا ہم مریدان باخلاص کے سرون پر ہمیشہ ہیو بحق محمد و آلہ الامجاد + اور نام اس رسالہ کا **احسن الشہادتین فی رموز السبطین** رکھا گیا + اب ناظرین اور سامعین سے یہ امید ہے کہ بمصداق لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال یعنی دیکھو طرف اسکے کہ کیا لکھا گیا ہے او نہ دیکھو طرف اوسکے کہ کسنے لکھا ہے وقت ملاحظہ خیال رکھے ۵

من نوشتم صرف کردم روزگار   من نمانم این بماند یادگار

بہت عجیب

نکات فضایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

نکتہ اول

سجدہ کرنا کعبہ کا مقام ابراہیم مین

ای طالبان حقایق وکاشفان دقایق واقف اور آگاہ ہو کہ اللہ تعالے

نے واسطے اظہار ربوبیت کے ایک نور اپنے نور پاک سے جدا کیا اور نام اوس نور معدلت ظہور کا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور کئی ہزار برس تک اپنی فضائے قربت مین جگہہ دیکر نسیم محبت اور گنج کرامت سے معمور فرمایا بعد حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے کالبد کو درست کر کے وہ نور پیشانی آدم مین تفویض فرمایا اور واسطے تعظیم اوسی نور مقدس کے ملائکہ مقربین کو حکم سجدہ کا دیا اور فرمایا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا غرض بزرگی سے اوسی نور کے آدم علیہ السلام کو آسمان پر مسجود ملایک کیا

؎ کتابون سے یہ ثابت ہے نہ وہ سجدہ آدم کو تھا بڑہاتا تھا فقط رتبہ خدا اکو اپنے جانان کا

آخر جب وہ نور منتقل ہوتا ہوا یکے بعد دیگرے بطن پاک آمنہ مین آیا اور بعد مدت حمل کے اللہ تعالے نے آپ کو پردۂ زمین پر جلوہ گر فرمایا **رباعی**

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ
ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

اللھم صل علی محمد وآلہ اجمعین

نظم

فلک پہ پتلۂ آدم بنا جو یکبارہی
ملائکہ کو ہوا حکم ایزد باری
جھکاؤ سجدۂ آدم کو سر تو ہے بہتر
جبین مین اسکے ہے نور خدائی حسن بشر
جھکے تمام فرشتونکے سر بحکم خدا
کہا سجود مین سبحان ربی الاعلی
بتائین مومن دیندار غور کی ہے یہ جا
ابو البشر کے جبین مین وہ نور تھا کسکا

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD

محمد عربی کا وہ نور تھا یارو
شرف اسی سے تو آدم کی ذات نے پایا
ادائے شکر خدا کو بنی نہ بات کسے کرین
رہا جبین مین جو آدم کے نور احمد کا
ہوئی جہان مین جو خلقت رسول کی منظور
بنا خلیل کے ہاتھوں سے کعبۂ اطہر

خدا کا شکر بجا لا کے سب روز جمعہ
بشر کو اشرف مخلوق حق نے فرمایا
کیا جو ہمکو رسول زمن کے امت مین
خدائے عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا
خدا نے بھیجدیا بطن آمنہ مین وہ نور
ہی طواف مقام سجود جن و بشر

لکھا ہے کہ جسوقت آپ رونق افروز دنیا ہوئے تو کعبہ نے مقام ابراہیم مین سجدہ کیا + اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ اسمین کیا سبب تھا جو کسی نبی مرسل کے تولد کے وقت کعبہ نے مقام ابراہیم مین سجدہ نہ کیا + اور کیا تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تولد کے وقت + پس اسمین حکمت الہی یون تھی کہ اللہ جلشانہ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ کو اپنا محبوب بنایا اور کعبہ اسواسطے بنایا گیا کہ جسکی طرف انبیا علیہم السلام اور جمیع جن و انس سجدہ کرین + جاے غور ہے کہ اللہ تعالے نے گو کعبہ کو بھی بڑی عظمت اور بزرگی دی کہ جای سجود جن و انس ہوا مگر جسوقت کہ جناب سرور عالم فخر بنی آدم پیدا ہوئے تو منظور الہی یون ہوا کہ کعبہ بھی جو مسجد خلایق اور سب مسجدون مین فایق ہے ہمارے محبوب حبیب رحمۃ للعالمین فخر المرسلین کی تعظیم بجا

۲۱۶۸۹م

اسیواسطے وقت میلاد خیر بنیاد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کعبہ سجدہ تعظیم اور اس زمزمہ مسرت سے ترانہ سنج ہوا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی لِاَنَّ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر پروردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اب بتحقیق پاک کیا مجکو میرے رب نے ناپاکی بتوں اور پلیدی مشرکوں سے + کیا خوب کہا ہے **بیت**

کعبہ کا شب و روز ہے منہ سوی محمدؐ
کعبہ کی طرف منہ ہے نمازوں میں ہمارا

دوسری وجہہ سجدہ کی یہ تھی کہ کعبہ بیت اللہ تھا اور آپ نور اللہ تہے پہر بیت اللہ کیونکر سجدہ اور تعظیم نور اللہ کی بجا نہ لاتا **تیسری** یہ کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ید قدرت سے بنا کر آپ کے دل تقدس منزل کو کعبہ حقیقت اور گنجینہ معرفت گردانا جیسا کہ وارد ہے قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی اور جیسا کہ اپنے حبیب پاک کو خطاب کرکے فرماتا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ یعنے کیا نہ کہولدیا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا + جیسا کہ بیچ تفسیر فتح العزیز کے لکہا ہے مراد اس آیت سے یہ ہے تاکہ وحی کا بوجہہ سنبہالے اور حق تعالےٰ کے بہیدوں کا گنجینہ ہو اور دعوت کا ہم یعنی امت کو اسلام کی جانب بلائیگا + اور احکام الہی کے پہنچائیگا

اور امت اور دین کا غم + اور دنیا اور آخرت کا غم سب اسمین سما جاوے
یعنی تحمل اور بردباری حاصل ہو اور میل اور کدورت اور دشمنی اور بدخواہی
اور سب بُری خصلتین اس سے نکلجاوین اور روشنی علم اور ایمان اور
حکمت کی اوسمین بھرجاوے چنانچہ اپنے محبوب پاک کو مجمع ساری خوبیون
اور نیکیون کا بنایا + اب خیال کرنا چاہیے کہ جب مومنین کا دل عرش
اللہ کا ٹھہرا پھر آپ تو سالار مومنان اور باعث ایجاد ارض و سما ہین
آپ کے دل کا رتبہ خدا ہی خوب جانتا ہے پس وہ کعبہ خلیل ٹھہرا اور آپ
کعبہ رب جلیل ٹھہرے پھر کیونکر کعبہ سجدہ نکرتا اور آپ کی تعظیم بجا نہ لاتا

چنانچہ ایک نقل بطور تمثیل بیان کیجاتی ہے

کہ اتفاقاً حضرت شبلی علیہ الرحمۃ بہ ارادہ طواف کعبہ شریف کے
تشریف لیچلے اثنا راہ مین جب قریب مکان حضرت رابعہ بصری رضی اللہ
تعالے عنہا کے پہونچے تو دلمین یہ خیال کیا کہ یہ بھی ولیہ زمانہ ہین ان سے
ملاقات کرتے چلین یہ سمجھہ کر گئے اور ملاقات کی تب حضرت رابعہ بصری
رضی اللہ عنہا نے دریافت حال فرمایا کہ ای حضرت شبلی رضی اللہ عنہ
کہان کا قصد ہے آپ نے فرمایا کہ واسطے حج اور طواف کعبہ کے
جاتا ہون اوسوقت حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ ای شبلی پہلے اپنے کعبہ دل کو جو بنایا ہوا جلیل اکبر کا ہے

درست اور صاف کرلو تب کعبہ خلیل آذر کا طواف کرو

دل گذرگاہ جلیل اکبر ست
کعبہ بنیاد خلیل آذر ست

یہ سنکر حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے حکم شریعت کا جو واسطے حج وغیرہ کے ہے بیان کیا تب حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ حکم واسطے عام کے ہے نہ واسطے خاص کے + آپ صاحبدل ہوکر ایسا فرماتے ہین غرض بعد رد و کد کے حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شبکو جسوقت ہم نماز تہجد پڑہین تو آپ پائین جانماز کے آرام فرمائے اوسوقت حال معلوم ہوجائیگا خلاصہ یہ کہ جسوقت حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے یہ بات سُنی تو منظور کیا اور جب حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نماز تہجد مین مشغول ہوئین تو حضرت شبلی علیہ الرحمۃ پائین جانماز کے لیٹے تو کیا دیکھتے ہین کہ کعبہ طواف حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا کر رہا ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ دل مومنین کو کعبہ طواف کرے تو ہمارے حضرت کو کہ بادشاہ جمیع جن و انس کے ہین کیونکر تعظیم نہ کریگا اس امر مین جو شخص تعجب کرے اوسکے تعجب پر تعجب ہے اور بہت درست ہے جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلے دل کو اپنے کہ بنایا ہوا جلیل اکبر کا ہے پاک و صاف کرلے تب کعبہ خلیل کا طواف کرے + کرلے جو پہلے کعبہ رب جلیل صاف

تب کعبہ خلیل کا جا کر کرے طوف + تیسرے یہ کہ بیت اللہ سجدگاہ
ہے سارے جن و انس کا + پس سارے انس و جان کا کعبہ بیت اللہ ٹھہرا
اور بیت اللہ کے قبلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ٹھہرے پھر کیونکر
بیت اللہ سجدہ اور تعظیم آپ کی بجا نہ لاتا اور نکتہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہ
نے کعبہ کو اسواسطے بنایا کہ اوسمین مخلوقات ہماری آکر طاعت
اور بندگی اور طواف کرے اور نفع اسمین یہ کہا کہ اگر انسان کیسا ہی
گناہ صغیرہ اور کبیرہ کیئے ہوئے ہو اور ایک دفعہ بھی طواف کعبہ کرے
یا کعبہ کو دیکھے تو سارے گناہ اوسکے بخشدے جائین ۔ اب دیکھنا چاہیئے
کہ اگر کعبہ کے دیکھنے سے گناہ عفو ہوتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے دیکھنے سے دوزخ سے آزادی ہوجاتی ہے جیسا کہ حدیث مین موجود ہے
لا یدخل النار من رآنی یعنی نہین داخل ہوگا دوزخ مین جسنے دیکھا مجکو
اور سوائے اسکے اللہ جلشانہ نے قبولیت حج اور طواف کو بھی اپنے محبوب
کی محبت اور فرمانبرداری پر منحصر کیا کہ جو کوئی میرے حبیب کی محبت
اور اطاعت کے ساتھہ طواف کعبہ وغیرہ کریگا اوسکو ہم قبول کرینگے
جیسا کہ حدیث مین آیا ہے من حج فما زار قبری فقد ظلمنی یعنے جسنے
حج کیا اور نہین کی زیارت میری قبر کی پس اوسنے ظلم کیا مجھپر اور اسبارہ
مین چند حدیثین وارد ہین چنانچہ روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے مجمع اصحاب مین فرمایا **حدیث** مَنْ مَسَّ جِلْدِیْ لَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ ترجمہ یعنے جسنے مس کیا بدن کو ہماری ہرگز نچہوے گی اوسکو آگ صحابون نے عرض کیا کہ یا سرور عالم بعد وفات حضور کے پھر کیا ہوگا تب آپنے فرمایا **حدیث** مَنْ مَسَّ قَبْرِیْ لَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ ترجمہ یعنے جسنے چہوا قبر کو ہماری ہرگز نچہوے گی اوسکو آگ پہر صحابون نے عرض کیا یا سرور عالم اگر نہ مس کر سکے قبر مبارک کو تو کیا ہو اوسوقت آپ نے فرمایا کہ **حدیث** مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ ترجمہ یعنی جسنے زیارت کی قبر کی ہماری واجب ہوئی شفاعت میری واسطے اوسکے + اب دیکہنا چاہئیے کہ اگر کعبہ دیکہنے سے صرف اوسیوقت تک کا عفو گناہ ہوتا ہے تو زیارت روضہ مقدسہ سے شفاعت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قیامت مین حاصل ہوتی ہے،

بہیجو درود و سلام نبیؐ پر | آل نبیؐ اولاد علیؑ پر

دوسرا نکتہ منسوخی ادیان مین

واضح ہو کہ انبیاء سابقین کے وقت مین یہ حکم تہا کہ جس نبیؐ کی امت ہووے وہ اپنے نبیؐ کا کلمہ پڑہے اور اطاعت اور فرمانبرداری کرے یہ تخصیص نتھی کہ ایک نبیؐ کے بعد اگر دوسرا نبیؐ ہو تو ضرور ہوگا کہ نبیؐ سابق کی فرمانبرداری اور دین و آئین کو چہوڑ کر نبیؐ حال کا دین و اطاعت

قبول کرے اور سوای اسکے ایک نبیؐ کے ہونے سے دوسرے نبیؐ کا دین و آئین منسوخ ہو مگر جسوقت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا مین ظہور کیا تو آئین کل انبیا سابقین علیہم السلام کے منسوخ ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ قتادہ سے بیچ تفسیر کے منقول ہے کہا بھیجا اللہ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو طرف عرب و عجم کے پس بہت بزرگ اونکا ہے اللہ کے نزدیک اور بہت تابعدار اونکا ہے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

نظم

پس از حمد خلّاق ہر دوسرا
قتادہ سے تفسیر مین ہے لکھا
کہلے مومنون پر یہ سابق کا حال
کہ اگلے رسولان شیرین مقال
ہوئی خلق دنیا مین وہ با خدا
کسیکا طریقہ نہ بدلا گیا
رہا حکم اولا یہ سبکا عمل
نہ پہلے کتابت مین آیا خلل
تفاخر کی ہو کیون نہ ہم سبکی جا
ہمارے نبیؐ کا زہے مرتبا
ہوئے جبکہ پیدا رسولِ خدا
زمانہ یہ حکم اونکا ناسخ ہوا
ملا جبکہ قرآن بافضال رب
کئے حکم منسوخ اول کے سب
یہ کہتے ہین خود خاتم الانبیا
ہوئین پانچ باتین یہ مجہہ مین سوا
یہ ہے بات پہلے بفضل الٰہ
کیا مجکو ہر قوم کا بادشاہ

ہوئے میرے تابع عرب اور عجم بروز جزا ہوں شفیع امم
دویم یہ غنیمت کا اسباب و مال ہوا میری امت کے اوپر حلال
وگرنہ یہ معمول سابق میں تھا غنیمت جلاتے تھے جنگل میں جا
سیوم یہ پائے سجدہ مصطفےٰ عنایت ہوئی پاک مسجد کی جا
چہارم جبل اور شجر نے کہا کہ بے شک ہی تو خاتم الانبیا
بس ہے پانچوین خاتمہ کی یہ بات کہ تھے بت جو عزیٰ و لات و منات
یہ بولے کہ ای سرور با کرم تو ہی ہے تو ہی ہے شفیع امم
طفیل نبی اور بفضل خدا اس احقر نے کیا خوب نکتہ لکھا
الٰہی بحق **رسالت مآب** شفاعت سے بندہ بھی ہو کامیاب

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دی گئیں مجھے پانچ چیزیں کہ نہیں دی گئیں وہ کسی نبی مرسل کو پہلے میرے **اولاً** یہ کہ بھیجا گیا میں طرف تمام لوگوں احمر اور اسود یعنی طرف عرب اور عجم کے اور نبی بھیجے جاتے تھے طرف اپنی قوم کے ہر عصر میں اور مدد دیا گیا میں ساتھ رعب کے کہ رعب پڑتا ہے میرا میرے دشمن پر مسافت مہینا بھر کی راہ اور کھلایا گیا میں غنیمت یعنی غنیمت ہماری امت کے لیے حلال ہوئی اور ون کے یہاں یہ حکم نہ تھا بلکہ رکھ دیتے تھے ایک میدان میں اور آگ آکر اسکو جلا دیتی

تھی اور گردانی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی اور دی گئی شفاعت پس ذخیرہ کر رکھا مین نے اوسکو اپنی امت کے لئے قیامت تک اور وہ اگر چاہا اللہ نے پہونچنے والے ہین اونلوگونکو کہ نہین شریک کرتے ساتھہ اللہ کے کسیکو غرض اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناسخ ادیان ہژدہ ہزار عالم کے نبیونکا بنایا اور شجر اور حجر در و دیوار اور بتون نے گواہی نبوت کی دی اور سلام کیا ؎

عزی منات لات ہوئے سرنگون تمام
دینے لگے گواہی نبوت کی لاکلام
کیا سنگریزے کیا حجر اور کیا جبل تمام
جھک جھک کے اوس جناب کو کرنے لگے سلام
ہر بت سے بتکدہ مین نبی کی ثنا ہوئی
دنیا مین جب ولادت خیر الوریٰ ہوئی

اب اس نکتہ کو مومنین بغور خیال ولحاظ فرمائین کہ اللہ جلشانہٗ نے جسوقت نور ختم المرسلین کا پیدا کیا اور آپ کے نور سے سائر انبیا پیدا ہوئے اوسوقت اللہ تعالے نے بالکل نبیون سے عہد وپیمان لیا کہ میرے محبوب پاک کی رسالت پر تم لوگ مع اپنی امتون کے ایمان لاؤ اگر ایمان لاؤ گے تو تم لوگونکو ہم نبی اور مرسل کرینگے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ آل عمران مین فرماتا ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

تلک الرسل

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ **ترجمہ** اور جسوقت لیا اللہ نے عہد پیغمبرون سے البتہ جو کچھہ دون مین تمکو کتاب سے اور حکمت سے پھر آویگا تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنیوالا اوس چیز کو کہ ساتھہ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو تم ساتھہ اوسکے اور البتہ مدد دینا اوسکو کہا کیا اقرار کیا تمنے اور لیا تمنے اوپر اوسکے بھاری عہد میرا کہا اونہون نے اقرار کیا ہمنے کہا پس شاہد رہو اور مین تمہارے ساتھہ شاہدون سے ہون + اور مدارج النبوہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا ہوا اور اونکے نور سے سارے انبیا کے انوار پیدا ہوئے تو حکم کیا خدا نے اونکے نور کو کہ انوار انبیا کی طرف نظر کرے جب حضرت کے نور نے نظر کی تو آپ کے نور نے انوار انبیا کو چھپا لیا تب سب انبیا بولے کہ ای پروردگار یہ کون ہے کہ جسکے نور نے ہمارے انوار کو چھپا لیا اور ہمپر غالب آیا خدا نے فرمایا کہ یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے اگر ایمان لاؤ اسپر تو تم سبکو نبی کرونگا بولے کہ ہم سب ایمان لائے اس شخص پر اور اوسکے نبوت پر پھر خدا نے کہا کہ مین گواہ ہوا تمہارے اوپر اور بھی معنی اس آیت کے ہین + واضح ہو کہ جب روز میثاق مین عہد و پیمان

ہو چکا تو اوسکے ساتھ یہ بھی فرمان ہوا کہ جسوقت خواجہ کائنات پیدا ہون تو وہان پر بھی تم سب اونپر ایمان لانا اور اطاعت کرنا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ ۱۰ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ اَقْرَرْتُمْ یعنی پھر آویگا تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنیوالا اوس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اوسکے اور البتہ نذر دینا اوسکو + اب مرتبہ محبوب رب العالمین کو مومنین بغور قیاس کرین کہ جسکی رسالت پر ایمان لانے سے ایک لاکھ اسّی ہزار نبیؐ ہوئے پھر اوسکا مرتبہ کسیکے وہم و قیاس مین کب آسکتا ہے

نظم

درجے کو اوس نبیؐ کے کہانتک کرون بیان
اقرار کل نبیؐ کا رسالت پہ ہی عیان

اسکے سوا وہ باعث ایجاد خلق ہے
لولاک جسکی شان مین نازل ہی مومنان

سچ پوچھئے تو رتبہ رسولؐ کریم کا
لفظ احد او میم مین احمد کی ہی نہان

روحی فداک ای شہ دین سید البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دوسرا امر یہ ہے کہ ایک لاکھ اسّی ہزار نبیؐ ہوئے اور سب کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو پردہ دنیا پر تشریف لائے اسمین کیا بھید اور سبب ہے معلوم ہوتا ہے کہ اول وجہ تو اسمین یہ ہے کہ اللہ جلشانہ نے جسقدر کہ کمالات بنائے منظور یہ ہوا کہ خاتمہ اون کمالات

کا اپنے حبیب پاک پر کرین کیونکہ ایجاد کون و مکان کہ مراد عالم سے ہے نور مبارک سے آغاز فرمایا تو اختتام بھی اوسکا آپ ہی پر ہوتا تاکہ اول سے آخر تک باعث ظہور عالم کے بھی آپ ہی ہون اور مضامین لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ جو آپ کی شان مین نازل ہے بالبداہت نزدیک ہر خاص و عام کے صادق آوین جیسا کہ اشارہ خبر ہے کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ علاوہ برین اگر آپ سب نبیون سے قبل پیدا ہوتے تو بالکل کمالات اور مراتب نبوت وہین ختم ہو جاتے اور انبیا محروم رہ جاتے اسواسطے آپ سب نبیون کے آخر مین پیدا ہوئے کہ جسمین اور نبی مرتبہ نبوت وغیرہ سے محروم نرہین اور یہ نکتہ اسمین قابل غور و لحاظ ہے کہ کسقدر خاطر اپنے محبوب کی اللہ پاک کو منظور تھی کہ انبیاء سابقین جو نبی ہوکر دنیا مین آتے گئے اور جو لوگ نبوت کے قائل نہوتے تو واسطے تصدیق نبوت کے معجزہ دکھاتے تب بعضے لوگ ایمان لاتے اور بعضے ایمان نہ لاتے اسمین حکمت الٰہی یون تھی کہ اگر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے پیدا ہوتے تو اسیطرح سے واسطے تصدیق نبوت کے آپ بھی اپنی نبوت اور رسالت کی دلیل کو سناتے اور معجزہ دکھاتے تب لوگ ایمان لاتے اللہ جلشانہ کو یہ منظور ہوا

پ ۲۷ سورۂ حدید

که یه امر خلاف شان ہمارے محبوب کے ہوگا اسکا انتظام پیشتر سے
کیا جاوے جیسا که رواج دنیا ہے که جب کوئی بادشاہ چاہتا ہے
که کسیکو سردار مقرر کرکے کسی ملک مین بھیجین تو سابقًا اوسکے ارکان
دولت یکی بعد دیگرے جاکر خبر آمد آمد کی اوسکے مشتہر کرتے ہین
تاکه وہان کے سکنا کو اوسکی عظمت و شان و جلالت کا اشتیاق
پیدا ہو اور اپنی مفاخرت جانکر بامید ملازمت کے حاضر ہین اوسیطرح
ایک لاکھہ اسی ہزار نبی جو ہمارے محبوب رسالت پر ایمان لائے ہین
قبل سے دنیا مین تشریف لیجاوین اور اپنی اپنی امتون کو میرے حبیب
پاک کی رسالت کا مژدہ دین اور جو جو خوبیان اور اوصاف حمیدہ
اور مرتبه کمالات پسندیدہ وغیرہ کا آپ کے واسطے تجویز ہوا ہے ساری
مخلوقات مین نشر کرین که آپ کی قدر اور مراتب سے سب لوگ پہلے
سے آگاہ رہین اسوجہ سے سب انبیا کو اللہ تعالی نے قبل آپ کے
دنیا مین مبعوث فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیه وآله وسلم سب نبیون کے
بعد رونق افروز دنیا ہوئے **مصرع** ضرور اک پیشکار آتا ہے قبل آمد
سلطان + جہان مین آنا آدم کا نشان تھا تیری آمد کا + اور نسخ ادیان
آپ کے وقت مین اسواسطے ہوا که روز میثاق جب کل انبیا سے
عہد لیا گیا تو ایک شرط اوسمین یه بھی تھی که جبوقت جناب ختم المرسلین

شفیع المذنبین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز دنیا ہوں تو وہان پر بھی تم لوگ ایمان لانا اور اطاعت اور فرمانبرداری کرنا جیسا کہ آیہ مذکورہ بالا سے ثابت ہے چنانچہ ابنیاء سابقین جو پیدا ہوتے گئے تو اپنی اپنی امتوں کو برابر فضایل حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سناتی اور آگاہ کرتے رہے کہ جسوقت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونگے تو سارے دین منسوخ ہو جائینگے اور ساری مخلوقات کو اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرنا اور اپ پر ایمان لانا ہوگا چنانچہ بطور پیشخبری کے حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی کتاب غزال الغزلات کی پانچوین باب دسوین آیت مین وہ تک عبرانی زبان مین آنحضرت صلعم کا مذکور ہے اور بڑے شوق سے معہ حلیہ کے الہام ربانی سے حضرت سلیمان بیان فرماتے ہین اور آخر مین اسم مبارک جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر لاتے ہین وہ عبارت اصل عبرانی توریت سے یہ ہے + دُوْدِیْ صَحْ وِ + اَدُوْمْ + دَغُوْل مِرْبَابَہ رُوْشُوْ کِتِمْ یَاذْ قِصُوْتَاوُ تَلْتَلِیْم شِحُوْرُوْتْ کَعُوْرِیْبْ عِنَاوُ کِیُوْنِیْم عَلْ اَفِیْقِیْ مَایِمْ بَحَالَابْ یُوْشِبُوْتْ عَلْ مِلِیْتْ لِحَایَاوُ کَعُرُوْغَتْ هَبُّوْسِمْ مِغْدِلُوْتْ مِرْقَاحِیْم سِفْتُوْتَاوُ شُوْشَنِّیْم نُطَافُوْتْ مُوْرْ عُوْبِیْرْ یَادَاوُ

فائدہ

از کتاب ذوالفقار [illegible] شجاعت علیشاہ [illegible] عبارت [illegible] کتاب [illegible] زبان [illegible]

ذِہَابْ مُمُلَّا ئِیمْ بَتَرْشِیشْ مِعَاوْ عِشِتْ شِینْ مِعُلِفِتْ سَپِّرِیمْ
شُوقَاوْ عَمُّودِی شِیشْ مُیُسَّادِیمْ عَلْ اَدْنِی یَازْ مَرْئِیہُو کَلِبَانُونْ
بَاحُورْ کَا اَرَازِیمْ خِلُّو مُحَمَّدِیمْ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زِہْ دُودِی
وَزِہْ رِعِی یَا بِنُوثْ یِرُوشَلَایِمْ ترجمہ میرا دوست

نورانی گندم گون ہزارون مین سردار ہے اوسکا سر ہیرے کا سا چمکتا ہے اوسکی زلفین مسلسل سیاہ مثل زاغ کے ہین اوسکی آنکھین ایسی ہین جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر اور وہ دودھ مین ڈہلی ہوئین نگینہ کے مانند جڑی ہوئین خانہ مین اوسکے رخسار ایسے جیسے ٹٹی ہم خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور گول صفحہ پر خوشبو رگڑی ہوئی اوسکے ہونٹھ پھول کی پنکھڑیان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے اوسکے ہاتھ مین سونے کے سے ڈہلے ہوئے جواہر سے جھلکتے ہوئے اوسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپٹی ہوئی اوسکی پنڈلیان ہین جیسے سنگ مرمر کی ستون سونے کے بیٹھکے پر جڑے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے درخشان ہے وہ جوان ہے مانند صنوبر کے اوسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمد ہے یہہ میرا دوست ہے اور محبوب ای یرسلم کے بیٹیو فقط

اسیطرح اور بھی پیشنجریان کتاب سابقین مین لکھی ہین اور وہ عہد و میثاق کی خبر دیتی ہین + اور جو وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف محمدیم کے لفظ مین ہا کا آنا تعظیماً ہے جیسے [illegible] بیت المقدس کی کتب مین اور تعظیماً [illegible] عبارت مین [illegible] بقاعدہ عبرانی زبان [illegible] ہر ایک نام بزرگ میں لفظ [illegible] لگایا جاتا ہے عبرانی مین جیسے خدا کا نام الوہ ہے [illegible] الوہیم [illegible] یہودی [illegible] اور جب وہ [illegible] تو بعل بت کو بعلیم [illegible] کہتے ہیں [illegible] غلام محمد

سورۂ فتح رکوع ۴

رونق افروز دنیا ہوئے تو اللہ تعالے نے موافق عہد روز میثاق ساری دینون کو منسوخ کر کے فرمایا کہ هُوَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ یعنی وہ ہے جسنے بھیجا پیغمبر اپنے کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے توکہ غالب کرے اوسکو اوپر دین سارے کے اور کفایت ہے اللہ شاہد ہونے والا محمد رسول اوسکا ہے بعدہ فرمایا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ یعنے تابعداری کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اب اس کلمہ کو بغور سمجھنا چاہیے کہ دونون کلمے بلا فرق حرف اور لفظ کے موجود ہین پس اوس خالق یکتا نے حکم دیا کہ جتنے بندگان میرے ہین آپ پر ایمان لاوین اور اطاعت قبول کرین اور جو شخص کہ میرے محبوب کی رسالت پر ایمان نلاویگا اور اونکی فرمانبرداری نکریگا اگر وہ کیسا ہی ولی زمانہ ہوا اور ہزار سال تک عبادت کرے تو ہم اوسکی ایک عبادت بھی قبول نکرینگے اسیواسطے اللہ تعالے نے کل ادیان سابق کو منسوخ کیا پس ظاہر ہے کہ جب تک عشق حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہوگا اور صدق دل سے محمد الرسول اللہ نہ کہیگا ہرگز اوسکا ایمان کامل نہین ہوسکتا چنانچہ حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس صدق دل سے ہمپر ایمان لاوے مگر جبتک

ساتہ عشق اور محبت کے پر ایمان نہ لاویگا وہ ہرگز مسلمان نہین ہو سکتا + اب دیکھنا چاہیے کہ کسقدر فضیلت آپ کی اللہ تعالےٰ کو منظور ہے اور کسقدر مرتبہ بخشا کہ جب تک ساتہ عشق اور محبت کے آپ پر ایمان نہ لاوے

ایمان اوسکا کامل نہین ہے
ہزار سال عبادت کند نمازی نیست
کسیکہ عشق ندارد خدای راضی نیست +
بھیجو درود وسلام نبیؐ پر
آل نبی اولاد علی پر

نکتہ تیسرا
پیدا ہونا آنحضرت کا قدم کے بل

مومنین بغور قیاس و خیال کرین کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پیدا کیا تو قدم کے بل اور کل انسان سر کے بل پیدا ہوتے ہین اسمین کیا سر تہا + اب اس جگہہ یہ نکتہ باریک قابل لحاظ کرنیکی ہے

نظم ہوئی خلق دنیا جو خیر البشر
جہان مین تھا وقت نماز سحر
بہشتونمین بھی ہر گھڑی جابجا
اسیوقت کو حق نے جائز کیا
بزرگی ایسی صبح کو حق نے دی
قسم خود بھی کھاتا ہے والفجر کی
شب و روز کی تھی زبس آرزو
کہ پیدا ہو ہم بن سنتے نہین بکھو
یہ دنیا مین سب جانتے ہین بشر
تولد ہے انسان کا پہلے بہ سر
بدن سارا ہوتا ہے بعد از نمود
برہو ذات احمدؐ یہ اب سب درود

تولد ہوئے جبکہ خیر البشر
قدم پہلے پیدا ہوئے بعد سر
ہوا فیض حاصل بذات نبیؐ
بزرگی جہان مین زمین کو ملی
ہوا جبکہ پیدا شہ کائنات
زمین سے کہی آسمان نے یہ بات
بانصاف اب تو یہ ہمکو بتا
بزرگی مین تو یا کہ مین ہون سوا
فلک نے ندامت سے تب سر جھکا
یہ کی عرض حق سے کہ رب العلا
کدھر لیکے جاؤن یہ مقسوم مین
رہا اس بزرگی سے محروم مین
ندا حق کی آئی فلک کی طرف
کہ اک روز دینگے تجھے بھی شرف
محل یہ ہے روز معراج پر
اوسیدن تجھے اسکی ہوگی خبر
نبیؐ عرش پر جبکہ یان آئیگا
تو رتبہ ترا سب مین بڑھ جائیگا

یعنی جسوقت اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو اوسوقت دونون مین مناظرہ ہوا آسمان نے اپنی بزرگیان اور بڑائیان بیان کین اور زمین نے اپنی بڑائیان اور بزرگیان عیان کین مگر جب آسمان نے کہا کہ مجھپر عرش اور کرسی اور لوح و قلم ہین اوسوقت زمین لاجواب ہوکر نہایت غمگین ہوئی تب درگاہ خدا سے فرمان پہونچا کہ ای زمین تو غمناک نہو تجھپر اوس شخص کو پیدا کرونگا کہ جسکے سبب سے آسمان اور عرش اور کرسی اور اٹھارہ ہزار خلقت خلق ہوئی ہے اور اوسکے قدم کے سبب سے تجھکو

خواجہ ل

ایسی بزرگی اور عزت بخشونگا کہ آسمان بھی شرمندہ ہو جاے
رُوحِی فِدَاكَ یَا رَسُولَ اللّٰہ مصرع بلند آسمان پیش قدرت خجل
گشتہ کوتاہ اسطرح جب خبر آمد آمد حضرت کون ومکان نبیؐ آخر الزمان
خاتم پیغمبران محمدؐ مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مشہور ہوئی تو دن
اور رات مین بھی مناظرہ ہوا + دن نے التجا کی کہ خداوندا رسول اکرم فخر
بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک سے مجکو سرفراز کرنا اور رات
نے التجا کی کہ پروردگارا اوس شاہ دوعالم نبیؐ مکرم کے قدم میمنت لزوم سے
مجکو ممتاز کرنا اوسوقت اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مین تم دونون کو ممتاز کرونگا
اسیواسطے اوس معبود حقیقی نے حضرت صلعم کو وقت صبح صادق کے
پیدا کیا کیونکہ وہ وقت بہشت کا ہے اور اسوقت مین خیر وبرکت
اور نزول رحمت ہوتی ہے اور یہ وقت خدا کے نزدیک بزرگ
اور برتر ہے کہ جسکی وہ قسم کھاتا ہے وَالْفَجْرِ قسم ہے فجر کی
اور اسیوقت بہشتیونکو لقاے پروردگار بھی حاصل ہوگی اور یہ وقت
ایسا ہے کہ ہر اون اور رات دونون کا موجود ہے نہ دن کہا
جاسکتا ہے نہ رات کہی جاسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ
شمس مین فرماتا ہے وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ
پس اس آیت کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وقت ایسا ہے

کہ رات اور دن دونوں موجود ہیں الغرض جب حضرت حبیب الرحمن مختار کون و مکان فخر زمین و زمان خاتم پیغمبران محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قدوم میمنت لزوم اپنے دنیا میں رکھے اور بدولت اوسی قدم کے زمین کو بزرگی حاصل ہوئی تو زمین مارے خوشی کے اپنے جامہ میں نہ سمائی

ع + ببالید ازبسکہ برخویشتن

ع + زشادی نہ گنجید در پیرہن

+ جب ہوئے پیدا نبی آئی زمین سے یہ ندا

عرش اعلی سے دوبالا میرا رتبہ ہوگیا +

اور آسمان سے کہنے لگے کہ اب کہہ رتبہ میرا بڑا ہے یا تیرا + اوسوقت آسمان نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اور جناب احدیت میں عرض کی کہ یارب العالمین اپنے حبیب پاک کے قدم کی زیارت سے مجھے بھی مشرف کرنا اور عزت بخشنا حکم ہوا کہ اس سعادت سے تو شب معراج کو مشرف کیا جائیگا + پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم کے بل پیدا ہونیکا یہی سبب تھا کہ برکت سے قدم مبارک کے زمین کو عزت اور بزرگی حاصل ہو جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ قسم کھاتا ہوں ساتھ اس شہر کے یعنی مکہ کے وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ وحالانکہ تو فرود آیا اوس جگہہ میں کہ پناہ خلق اور محل حج اور مقام بیت الحرام کا ہے اور حلول و نزول حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسواسطے اوس شہر

ہوا کہ آپ کے سبب سی کعبہ کو بزرگی ہو یعنی شرف المکان بالمکین ۰

ابیات

مواہب لدنیہ مین ہی یہ خبر
یہ کہتے ہین فاروق اعظم عمر
ہی لا اقسم سے یہ ثابت بہم
کہ کھاتا ہے اوس شہر کی رب قسم
وہ ہی شہر مکہ کا ای ہوشمند
جو دو نو جہان مین ہوا ہے بلند
یہ ہے دوسری بعد اوسکو سند
کہا انت حل بهذا البلد
کہ اوترے وہان آکے خیر الانام
محل حج کا ہے جو کہ بیت الحرام
جہان مین نزول رسول خدا
بزرگی کعبہ کا باعث ہوا
یہان کیون نہ آئے شہ مرسلین
شرف ہی مکان کا بذات مکین

اور مواہب لدنیہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اونہون نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی روحی تحقیق پہونچی فضیلت آپ کی پاس خدا کی اسدرجہ کو کہ سوگند کھائی آپ کی خاک پا کی اور فرمایا کہ لَااُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنی قسم کھاتا بلد کی عبارت زمین سے ہے کہ اوسپر چلتے ہین اور قسم کھانا خاک پا کی ہے اور یہہ سر مکنون ہے ۵ ای کعبہ را زیمن قدوم تو صد شرف وی مروہ را ز مقدم پاک تو صد صفا + بطحا ز نور طلعت تو یافتہ فروغ یثرب ز خاک پای تو با رونق و بہا + اور یہہ قاعدہ بھی ہے کہ واسطے بزرگی اور عزت اور شرف کے مثال قدم ہی سے دیجاتی ہے

جیسے کسی نے کہا آپ قدم رنجہ فرمائین + یا اپنے قدم سے مجھے اور میرے مکان کو عزت بخشین + چنانچہ دو ایک مثالین لکھی جاتی ہین کہ جب شب معراج کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عرش پر پہونچے تو آپ نے چاہا کہ نعلین پاؤن سے جدا کرین خطاب ہوا کہ اے محبوب میرے کسواسطے نعلین پاے مبارک سے جدا کرتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عرض کیا کہ یا رب العالمین کیونکر نہ نعلین کو اوتارون موسی علیہ السلام کوہ طور پر نعلین پہنے تشریف لیگئے تھے اونکو حکم ہوا کہ یا موسی نعلین پاؤن سے اوتار کر آؤ اور یہ تو تیرا عرش اعظم ہے رتبہ مین کہین طور سے زیادہ ہے کیونکر نہ اوتارون حکم ہوا اے حبیب مین نے موسی کو اسواسطے نعلین اوتارنے کا حکم دیا تہا کہ کوہ طور کی خاک اونکے پاؤن مین لگے اور بسبب اوس خاک کے اونکو شرف اور بزرگی حاصل ہو اور تمکو پہنے رہنے کا حکم اسواسطے دیا تا کہ تمہاری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دون

نظم

سخن حق یہ ہے افلاک نہ پیدا کرتے — تمکو گر صاحب لولاک نہ پیدا کرتے
تم اگر جوہر اجسام نہوتے تو کبھی — آتش و آب و ہوا خاک نہ پیدا کرتے
کردیا تجہپہ فدا ملک خدائی ہمنے — تم نہوتے تو یہ املاک نہ پیدا کرتے
شق نہوتا اگر اے دوست تمہارا سینہ — ہم گریبان سحر چاک نہ پیدا کرتے

تمکو ہوتا نہ اگر شوق شکار دل خلق
کوئی دل قابل فتراک نہ پیدا کرتے
تم نہوتے اگر اے اصل وجود عالم
ہم کوئی جان و دل پاک نہ پیدا کرتے
پارۂ نور تمہاری جو نہوتے انسان
ایک بھی صاحب ادراک نہ پیدا کرتے
تم اگر روضۂ رضوان مین نکرتے گلگشت
ہم وہان جز خس و خاشاک نہ پیدا کرتے
تم اگر مرکب جنت پہ نہوتے اسوار
ہم کوئی توسن چالاک نہ پیدا کرتے

اب دیکھنا چاہیے کہ یہان بھی شرف اور بزرگی عرش کو قدم ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حاصل ہوئی۔

دوسری روایت بتائید روایت مذکورہ بالا کے بیان کیجاتی ہے

کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شب معراج کو چاہا کہ براق پر سوار ہون تو براق اسقدر بلند ہوا کہ صاحب معراج کا پاؤن براق تک نہ پہونچ سکا تب روح پاک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حاضر ہوکر گردن اپنی نیاز سے جہکائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قدم مبارک گردن پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے رکھکر پوچھا یہ کسکی روح ہے اوسوقت روح نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عرض کیا یا جدّا یا ابعدا حضور ہی کی اولاد سے ہے اور یہ تمنا رکھتا ہے کہ آج کے روز کوئی بزرگی عنایت ہو تو حضور کے دین کو روشن کرے اوسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قدم ہمارا

تمہاری گردن پر اور قدم تمہارا کل اولیا کی گردن پر چنانچہ روایت ہے
کہ ایک روز بروز جمعہ سلطان الاولیا شہنشاہ الاتقیا سید الواصلین حضرت
محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر مبارک پر وعظ فرما رہے تھے کہ
عین وعظ میں حالت جوش عرفان لاحق ہوئی اور مست جام معرفت ہو کر فرمانے
لگے کہ قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ جب یہ کلام فیض التیام زبان
فیض ترجمان سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سرزد ہوا تو جناب
الٰہی سے فرشتگان ملاء اعلیٰ کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ولی زندہ اور متوفی
کو اطلاع دیجاوے کہ ہمارے محبوب مرغوب فرماتے ہیں کہ قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی
رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ پس ہر ایک ولی باولایت اپنی اپنی گردنیں زیر قدم
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خم کریں پس جب ارشاد الٰہی سب
ولیوں نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں اور جب ہاتف غیب یہ حکم محکم لیکر اوپر
مزار شریف حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ کے پہونچا اور حکم سے آگاہ
کیا تو حضرت بایزید رضی اللہ عنہ نے خواب استراحت سے بیدار ہو کر فرمایا
کہ آج یہ کیا علامت ہے کہ شاید روز قیامت ہے فرشتے نے کہا کہ
نہیں آج زبان سے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے کلمہ قَدَمِیْ
عَلَی الرَّقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ صادر ہوا ہے اسواسطے ملایک ہر ولی کے پاس
ارشاد الٰہی لیکر آئے ہیں کہ سب ولی اپنی اپنی گردنیں زیر قدم حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے خم کریں سو آپ بھی تعمیل ارشاد فرمائیے یہ حکم خدا سنکر حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ متوجہ جانب جناب ایزدی ہوئے کہ الٰہی تو عادل اور حکیم ہے اور کام حکیم کا خالی حکمت سے نہیں ہوتا عرض یہ ہے کہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کون سی فوقیت اس بندہ سے زیادہ ہے کہ ایسا ارشاد ہوا ہے کہ کل ولی اپنی اپنی گردنیں زیر قدم حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہ کے خم کریں درگاہ خدا سے حکم ہوا کہ محی الدین عبد القادر جیلانی کو تین وجہ سے تم پر فوقیت زیادہ ہے ایک تو یہ کہ وہ فرزند سعادت مند مصطفےٰ اور قرۃ العین مرتضیٰ اور لخت جگر سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں اور دوسرے یہ کہ تم فارغ مشغول اور وہ مشغول فارغ ہیں تیسرے یہ کہ وہ محبوب مرغوب معشوق مطلوب حضور اینجانب ہیں اور یہ ارشاد واسطے کل اولیا کے نافذ ہوا ہے کہ سب ولی اپنی اپنی گردنیں زیر قدم حضرت محبوب سبحانی کے جھکا دیں اور سعادت دارین پاویں سو سب نے تعمیل ارشاد کی اب تم بھی سر کو جھکاؤ اور نعمت دارین پاؤ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے یہ ندائے غیبی سنکر سر جھکایا اور زبان مبارک سے فرمایا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَدَمُہٗ عَلٰی رَاْسِیْ فَبَالِیْ وَجَدِّیْ اب دیکھنا چاہئے کہ جو بزرگی اور عظمت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو بدولت اوسی قدم کے

کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وقت معراج کے گردن پر رکہا کہ جہکا کر اوپر کیا گیا چنانچہ وقت پیدایش کے نشان قدم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے کتف مبارک پر موجود تہا ؎

ہرانکہ سر بہ پیش پاش کردند
سر خود را باوج عرش بردند

اور اسیطرح روایت شیخ صنعان کی جو کہ قطب ولایت تہے مشہور اور زبانون پر زد کو رہے کہ اونہون نے ذرا انکار کیا تہا جب حضرت رضی اللہ عنہ کو دریافت ہوا تو فرمایا جب اوسنے ہمارے قدم سے انکار کیا تو اوسکی پشت پر سور کا قدم + اور ایسا ہی ہوا کہ ایک دختر نصرانی کی عشق مین سور کا ندہے پر اوٹہانا پڑا آخر نوبت خوک خوری اور شراب نوشی اور ترک اسلام کی بہی پہونچنے کو تہی کہ شیخ فریدالدین عطار اونکے مرید کی التجا سے محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ بر سر رحم آئے اور ایک چلو پانی وضو کا ہوا پر پہینکنے سے شیخ صنعان کو ہوش مین لائے آخر اونہون نے گردن نیاز قدم کے نیچے رکہی اوسوقت شیخ صنعان پہر اپنے مراتب کو پہونچے اب خیال کرنا چاہئے کہ ذرا سے انحراف مین شیخ صنعان سے ولی کا کیا حال ہوگیا اور پہر سرفرازی ہوئی تو بسبب اوسی قدم کے کہ جو پشت مبارک پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکہا تہا خلاصہ یہ کہ جو شخص پیر اپنے سے منحرف ہوا اوسکا کہین ٹہکانا نہین

اور آپ تو پیران پیر ہین آپ کے رتبہ کا کیا حساب ہے **نظم**

ہے انکے در سے گدا و امیر کیصورت
تو لیکے آئینہ ڈھونڈے نظیر کیصورت
ہر ایک گل مین ہی رتبہ قدیر کیصورت
عجب ہی رشک چمن دستگیر کیصورت
ہر ایک غنچہ و گل مین ہی پیر کیصورت

جو یاد غوث مین ہر دم ہے بلبل مستغرق
بہلا وہ کیون نہو کامل فقیر کیصورت
یقین ہے گلشن جنت مین جا ملی اوسکو
جو دیکھی حضرت پیران پیر کیصورت
ہر ایک غنچہ و گل مین ہی پیر کیصورت

روایت تیسری بہ تصدیق روایت مذکورہ بالا کے ہے کہ جسوقت حضرت علیہ السلام بیت المقدس مین پہونچے تو سنگ سخرہ پر قدم رکہا اوسوقت پتھر نے عرض کیا کہ یا رب العالمین جب قدم تیرے محبوب کا پڑا تو اور کسیکا قدم نہ پڑے اللہ تعالے نے دعا اوسکی قبول فرمائی اور اوس پتھر کو معلق اوٹھا رکہا کہ ہنوز معلق ہے اور روز قیامت تک ویسا ہی معلق رہیگا + اب دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے سنگ سخرہ کو بھی آپ ہی کے قدم کی بدولت کتنی بزرگی دی کہ خلق کو تعظیم اوسکی ضرور اور زیارت گاہ خلق ہے اور نقل ہے کہ جب وفات آنحضرت صلعم کی قریب پہونچی تو ایک تابوت لعل و یاقوت کا جنت سے خدا نے بھیجا اور فرمایا کہ اگر آپ راضی ہون تو آپکا جسد مبارک اس تابوت

مین رہکر جنت مین اوٹھالون حضرت صلعم نے جواب ندیا تہا کہ زمین نے فریاد کی کہ یا حضرت ابتک مین حضور کے قدم سے مشرف رہی اور اب بعد وفات کے محروم ہوا چاہتی ہون اور آپ کے قدم کی بدولت اللہ تعالے نے ہمکو ایسی بزرگی بخشی کہ جو چیز ہمپر پڑتی ہے اگر نجس ہو پاک ہوجاتی ہے جب قدم حضور کا ہمپر نہین تو مین بھی نہین اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگاہ خدا مین عرض کی کہ یا رب العالمین ہمکو بھی زمین ہی مین رہنے دے چنانچہ بہ تمثیل وتصدیق روایت مذکورہ بالا کے عبارت لکھی جاتی ہے کہ اللہ جلشانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جو پیدا کیا تو خطاب سے انی جاعل فی الارض خلیفہ کے سرفراز فرمایا یعنی خلیفہ روی زمین گردانا اور یکے بعد دیگرے کل انبیا علیہم السلام اوسکا انتظام کرتے چلے آئے مگر اختتام اوس امر کا ذات بابرکات پر حضرت ختم رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا اور اصل اسکی یہ تھی کہ یہ سبب بزرگی اوسی نور متبرک کی تھی کہ جو نور حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا پیشانی آدم مین تھا کہ جسکی وجہہ سے آسمان پر ملایک نے سجدہ کیا اور زمین کو انی جاعل فی الارض خلیفہ سے سرفراز فرمایا اور کیا نازک مقام قابل سمجھنے کے ہے کہ مولد کل انبیا علیہم السلام کا ملک شام اور عراق اور مصر وغیرہ مین ہوا اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تو اللہ تعالے نے مکہ مین پیدا کیا اسمین کئی حکمتین کہی ہین اولا تو یہ کہ جب اللہ تعالے نے چاہا کہ زمین اور آسمان کو پیدا کرے تو دانہ مروارید کو پیدا کیا اور اوس دانہ کو ازراہ ہیبت اور جلالت کے دیکہا کہ وہ گداختہ ہوکر دہوان ہوگیا اور اوس دہوئین سے طبقات سماوات قایم ہوئے اور خاک مروارید کو اوس جگہہ گرایا جہان خانۂ کعبہ ہے اور اوسہین پانی کو ملاکر ہوا کو حکم ہوا کہ چارون طرف پہیلا وے چنانچہ ہوا نے بموجب حکم چارون طرف گوشون پر جہانتک خواہش پروردگار ہوئی پہیلا دیا اور اوسی جگہہ سے سمت بہی مقرر ہوئی یعنی پورب اور پچہم اور اوتر اور دکہن ہین بعد جب زمان تولد آپ کا قریب پونہچا تو جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خدا منادی کی کہ آجکی رات نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحم مادر مین قرار پایا خوش نصیب اوس امت کے کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سا پیغمبر پاوے اور زہے تقدیر اوس شخص کی کہ جو حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاوے الغرض خبر نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشتہر ہوئی تو چارون سمتون مین مناظرہ ہوا اور چارون نے درگاہ خدا مین التجا کی یعنی پچہم نے عرض کیا کہ بارخدایا حضرت کے قدوم میمنت لزوم سے مجہکو سرفراز کرنا اور پورب نے التجا کی کہ خداوندا حضرت کے قدم فیض مقدم سے مجہکو ممتاز کرنا اور

اُترنے دعا مانگی کہ بار آلہا حضرت کے قدم پاک کو مجھہ مین نزول فرمانا دکھن نے بصد تمنا بیان کیا کہ یا رحیم و کریم حضرت کون و مکان مجھہ زمین وزمان کے قدم سے مجکو شاداب فرمانا اوسوقت اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم سب خاطر جمع رکھو ہم کسیکو محروم نہین رکھینگے مابعد اللہ تعالے نے اوسط کو بزرگی بخشی اور کام اوسط کا بہت پسند کیا جیسا کہ حدیث شریف مین موجود ہے خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُهَا بہتر سب چیزون مین اوسط ہوتا ہے اور کعبہ کو جاے اوسط یعنی ناف زمین کہ جہان سے بناے زمین قایم ہوئی قایم کیا اور ایسی عزت اور بزرگی بخشی کہ جگہہ تعظیم کل عالم کی مقرر کی اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے جو زمان اوسط کو عزت بخشی اور اوسی اوسط مین کعبہ کو بنایا اور اوسی اوسط سے بناے زمین قایم کی اور سب کام اوسط کا پسند فرمایا صرف اس نظر سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ سردار کافہ عالم اور چراغ کعبہ مین پیدا کر کے کل عالم کو زیر نگین آپ کے کرینگے اللہ اللہ کسقدر پاسداری اور خاطر اپنے حبیب کی اللہ تعالے کو منظور تھی کہ پہلے جاے مولود کو اپنے حبیب کے بزرگ اور جای عبادت قایم کر کے تب قدم سے حضرت کے اوسکو سرفراز فرمایا قصہ کوتاہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مکہ مین رکھا اور صغر سنی سے عالم جوانی یعنی اوسط

پارہ ۶
سورہ مائدہ
رکوع اول

مین قدم مارا تو اللہ تعالے نے مرتبہ نبوت سے سرفراز فرماکر درجہ کمال کو پہونچایا کہ سجدہ ہزار عالم پر سایہ آپ کا جاے اور کافی ہوا سطرح پر کہ جیسے آفتاب خط استوا پر پہونچکر کامل ہو جاتا ہے کہ کل شئے پر تمازت اوسکی پہونچتی ہے اوسیطرح پر اوس آفتاب رسالت لازوال کو اللہ تعالی نے کمال تک پہنچا کر فرمایا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کے دن کامل کی مین نے نعمت اپنی واسطے تمہارے اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین خلاصہ یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مجمع کمالات لازوال کا بنا کر آپکو کعبہ مین پیدا کیا اور آپ کے قدوم میمنت لزوم سے کل اشیا کو بزرگی اور عزت بخشی اور سارے جہان کو آپ کے زیر نگین کر کے وارث بنایا جیسے کہ اللہ تعالے اکیسوین پارہ مین سورہ احزاب مین فرماتا ہے وَاَوْرَثَکُمْ وَدِیَارَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَؤُھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اور وارث کیا تمکو زمین اونکی کا اور گہرون اونکے کا اور مالون اونکے کا اور اوس زمین کا کہ پاؤن نرکہا تمنے اوسپر اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے قادر غرض برکت سے اوسی قدم کی کل جہان مشرف ہے ۵ فضل خالق سے پا اوسکی منزلت بہاری کی مالک روی زمین کی والی میدان کی ہوئی بعدہ اللہ تعالے کو یہ منظور ہوا کہ جیسا بادشاہ کون ومکان بنا

احزاب

ویساہی اوسکا وزیر بھی ہونا چاہیئے اسواسطے حضرت حیدر کرار صاحب ذوالفقار خیبر شکن بت فگن حضرت علی علیہ السلام کو خاص خانہ کعبہ کے اندر پیدا کیا اور یہ بات قابل سمجھنے کے ہے کہ انبیاء سابقین کے وقت مین برابر خانہ کعبہ مین بت پرستی ہوا کی اور وہ لوگ برابر راہ ہدایت بتاتے رہے جب ہمارے بادشاہ کونین دو مکان فخر زمین و زمان جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا تو ویسا ہی وزیر بھی پیدا کیا اسی وجہ خاص کے سبب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خاص خانہ کعبہ مین پیدا کیا اور اپ نے بالکل بت کعبہ کے توڑے جیسا کہ کتب تواریخ اور احادیث سے ثابت اور مشہور ہے **ابیات**

یہ اہل خرد سے ہے میرا سوال
سمجھ کر کہے بندۂ ذوالجلال
سبب اسکا تبلائے ہر ہوشیار
کہ ہے اسمین کیا رمز پروردگار
مساجد کے حق مین ہے میرا کلام
نہین ہے سبب کوئی مسجد کا نام
خدا نے اگر بیت اقصیٰ کہا
سبب اوسکا ہر ایک پر ہے کھلا
کہین پر کہا بیت معمور گر
تو اوسکا بھی مطلب ہوا جلوہ گر
زیادہ تحیر کا ہے یہ مقام
اسی بات مین اب مجھے ہے کلام ؛
کہ بیت اللہ کعبہ کو کیون ہے کہا
بظاہر یہ مطلب ہے جس نام کا
کہ ہے خاص یہ گھر خدا کا مکان
میری عقل کیونکر نہ گم ہو یہان

نہ بیٹا جسے اور نہ ماں ہے نہ باپ
زبان سے نہ کچھہ ہاتھہ پیر سے کام
نہو ساری باتو نسے جب وہ خبر
بتا دے کوئی بھید اسکا شتاب
کسی نے کیا کچھہ نہ اسکا بیان
زہے مرتضیٰ خالق ذو الکرام
لقب جسکو شیر خدا کا دیا
علی ہے زمانے مین دست خدا
زہے رتبہ سرور اسخیا
زمانے مین ہو جو کہ شیر خدا
سوائی مکان خدائے کریم
بنا گھر جو اپنا خدا نے کہا
لقب جبکہ اسد اللہ انکو دیا

اکیلا ہمیشہ سے ہے بس وہ آپ
کرے اپنی قدرت سے ہر دم کلام
تو کیا چاہیے پھر بھلا اوسکو گھر
ہر اک سے ملے مجھکو شافی جواب
مجھی سے سنو اسکی اب خوبیان
برائی علیؑ تھا یہ سب انتظام
کسی جا پہ ہمنام اپنا کیا
کہ قرآن مین ہی فوق ایدی کہا
عطا سیف کی اور کہلا لا فتےٰ
کسی گھر مین اوسکا گذر کب ہوا
وہ کیونکر کسی جا پہ ہووے مقیم
تو حیدر کو اوس گھر مین پیدا کیا
تو بیت اللہ گھر شیر حق کا ہوا

اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح ہارون علیہ السلام کو وزیر موسیٰ علیہ السلام کا بنایا کہ جسکی خبر اونیسوین ۱۹ پارہ سورہ فرقان مین دیا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا اور البتہ دی ہمنے کتاب موسیٰ کو اور کیا ہمنے ساتھ اوسکے بھائی ہارون کو وزیر

پس جسطرح ہارون علیہ السلام کو وزیر موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے کیا ویسا ہی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وزیر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو کر کے خاص خانہ کعبہ مین پیدا کیا جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یا علیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی یعنی یا علی تم میرے لئے ہو اسطرح جیسے ہارون موسیٰ کے لئے ۵ جیسا کہ مکان خوب ہے ویسا ہی مکین ہے ؛ یہ نور الہی ہے تو وہ عرش بریں ہے ۵

بہ صفت شاہ لافتا ست علیؑ ‌‌ زینت شرع مصطفیٰ ست علیؑ
کعبہ معمور از تولد اوست ‌‌ دولت خانۂ خدا ست علیؑ
۵ فرزند بخانۂ خدا شد ‌‌ با بنت رسولؐ کدخدا شد

رباعی روزیکہ بہ کعبہ مرتضیٰ شد پیدا + صلواۃ اللہ + در کون و مکان جلوہ نما شد پیدا + سبحان اللہ + جبرئیل بہ تہنیت فرود آمد و گفت ای ختم رسلؐ + فرزند بخانۂ خدا شد پیدا + اللہ اللہ رباعی قیصر بلگرامی صد شکر ہوئے علیٔ اعظم پیدا + خالق کا ہوا نور مجسم پیدا + جبرئیل امین فلک سے کہتے اوترے ‌‌ کعبہ مین ہوئے قبلۂ عالم پیدا

ولہ ہے سجدۂ خلق کو وجود کعبہ ‌‌ خالق کے لئے ہے بس سجود کعبہ
کعبے کے صدف سے پایا ہے درّ نجف ‌‌ لو ایک ہوئے علی وجود کعبہ
ولہ رب سے جو محمدؐ و علیؑ ایک ہوئے ‌‌ رتبہ مین نبیؐ اور ولی ایک ہوئے

تیرہوان وجہ جو ملے رجب کے ایام صغیر درجہ بین کعبہ وثلثی ایک ہوئے
پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم سے پیدا ہونے کا ایک سبب
یہ تہا کہ اللہ تعالے کو یہ منظور ہوا کہ جیسے ذات ہماری واحد ہے ویسا ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یکتا اور فرد ہین چنانچہ دلیل یکتائی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون سمجھنا چاہیے کہ صورت اور سیرت اور خصلت
اور شمایل اور رسالت مین کوئی فرد بشر نبی و مرسل نہین ہوئے اور نہ ہونگے
اسوجہ سے اللہ پاک نے حضرت کو قدم کے بل پیدا کیا اور آپ کے
نور کو پیشانی آدم مین تفویض فرما کر آسمان پر سجود ملایک کیا اور چونکہ
یہ منظور تہا کہ قدم ہمارے حبیب کے زمین پر پڑینگے اور تعظیم اوس قدم کی کل جن
والنس کو ضرور اور لازم ہے اسواسطے کل مخلوقات سر کے بل پیدا کیے
گئے کہ تعظیم قدم کی ہمارے محبوب کی ہو سو وحی فِدَاکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ
ع خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد ٭ زمین بوس قدر تو جبریل کرد ٭ خلاصہ
یہ کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر مسجود ملایک
کیا اور زمین پر مسجود جن و انس فرمایا اور اوس قدم کو اللہ تعالے نے
اتنی بزرگی دی کہ بسبب قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ابولہب کافر جسکی مذمت کلام اللہ مین صاف صاف موجود ہے اوسکے عذاب
مین تخفیف ہوئی چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب حضرت عباس

رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو خواب مین دیکھا اور احوال پوچھا اوسنے کہا کہ جبسروز سے مین مرا ہون برابر عذاب شدیدہ مین مبتلا ہون مگر ہر روز دوشنبہ کہ قدم مبارک حضرت صلعم کے اوسے روز پردہ زمین پر رونق بخش ہوئے ہین اور مین نے آپ کی ولادت کی خوشی مین ثوبیہ اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور انگشت سبابہ سے آزادی کا اشارہ کیا تہا عذاب مین تخفیف ہوتی ہے اور اوس کلمہ کی انگلی کے چوسنے سے پیاس کی شدت مین کمی ہوتی ہے اور دوسری روایت یون ہے کہ جب قدم انحضرت کے بردہ دنیا پر آئے اور اللہ تعالے نے خطاب سے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ کے سرفراز فرمایا تو اوسوقت ابلیس نے درگاہ خدا مین عرض کی کہ یارب العالمین مین بہی عالم مین داخل ہون مجکو بدولت قدم انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عذاب سے معاف فرما چنانچہ روایت ہی کہ جبسروز شیطان مردود ولعنتی ہوکر نکالا گیا تو یہ عذاب مقرر تہا کہ ایک فرشتہ روزمرہ شیطان لعین کے منہ پر طمانچہ مارتا تہا اور دوسرے روز اوسوقت تک اثر اوس طمانچہ کا باقی رہتا تہا کہ پہر دوسرا طمانچہ مارتا تہا جب شیطان نے گریہ وزاری کی اور قدم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیا اوس روز سے اللہ تعالے نے عذاب طمانچہ کا موقوف کیا + اے محبان اہل بیت اب دیکہو اور خیال کرو کہ جب ابولہب سے کافر اور شیطان سے

لعونکے لئے قدم مبارک کے واسطہ سے عذاب مین تخفیف ہوئی تو پھر وہ مسلمان بھی جو آپ کے قدم مبارک کی محبت رکھتے ہین بیشک داخل بہشت ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم کے بل پیدا ہونیکا بھی سبب تہا اور بھی سبب وجہین تھین جو اوپر بیان کی گئین

بہیجو درود وسلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر

نکتہ چہارم

فَاذْکُرُونِی اور تشہد یعنی التحیات مین

واضح ہو کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ فَاذْکُرُونِی اَذْکُرْکُمْ یعنی ذکر کرو تم ہمارا تو مین ذکر کرون تمہارا ۔ اب اسکو یون دیکھنا چاہیے کہ بندہ اللہ کو کیونکر یاد کرے اور اللہ بندہ کو کیونکر یاد کرے اور عجب باریکی دیکھی جاتی ہے کہ ان دونون کلمون سے عوض ومعاوضہ معلوم ہوتا ہے ۔ یعنی جب اوس خالق کون ومکان نے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیدا کیا اور فرمایا فَاذْکُرُونِی یعنی ذکر کرو ہمارا اور ذکر سے یہ اشارہ پایا گیا کہ ہماری پاکی کو بیان اور اعلان کرو اور اوس پاکی کو یون نزول فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب صفت ثابت ہے واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ رب ہے عالمون کا پس فَاذْکُرُونِی سے

یہ مطلب نکلا اور معاوضہ اوسکا یہ ہوا کہ اذکرکم یعنی ہم ذکر کرین تمہارا پس جب حضرت صلعم نے پاکی کو اللہ تعالے کی بیان اور اعلان فرمایا الحمد للہ رب العالمین تب اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب ہم رب عالمون کے ٹھہرے تو آپ رحمت عالمون کے ہین اور اوسکا نزول یون فرمایا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمکو مگر واسطے رحمت عالمون کے بعدہ فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ اللہ ایک ہے اور پاک ہے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ تعالی کی پاکی کو لوگون پر بیان اور اعلان کیا تو اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ نے ہماری پاکی بیان اور اعلان کی تو ہمنے بھی آپ کے نام نامی کو اپنے نام کے ساتھہ ضم کیا یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اب ایک نکتہ اس جگہہ قابل غور کے ہے کہ اللہ تعالے کو پاکی اوس رحمۃ للعالمین کی اسقدر منظور تھی کہ اپنے بندونکو حکم دیا کہ ای ایمان والو پہلے لا الہ الا اللہ کہکر اپنی زبان کو پاک کرلو تب کہو محمد الرسول اللہ صلعم اور ماسوا اسکے غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے کو باوجود نزول قران بوساطت جبرئیل علیہ السلام کے اطمینان خاطر نہوئی اور یہ منظور ہوا کہ کلمہ بغیر وساطت او

اور نے پردے کے ہو تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج مین
بلایا چنانچہ **روایت ہے** کہ جب حضرت صلعم اطباق سماوات پر پہنچے
تو فرشتگان ملاء اعلے یہ ورد کر رہے تھے لا اِلٰہ تب حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِلّا اللہ بھی کہو تب فرشتون نے کہا لا
اِلٰہ اِلّا اللہ اوسوقت اللہ تعالے نے فرمایا کہ ساتھ اوسکے محمد رسول
اللہ بھی کہو تب فرشتون نے کہا کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ
اب خیال کرنا چاہیے کہ قول فرشتون کا وجب ہی کہ صرف لا اِلٰہ کہتے تھے
اور قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا اِلّا اللہ
سنت ہوا اور قول اللہ تعالے کا کہ فرمایا کہو محمد رسول اللہ فرض ہوا

بیت طاعت اوست فرض عین شدہ   بر ہمہ خلق ہمچو دین شدہ

اب یہان سے دیکھنا چاہئے کہ کتنی فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ثابت ہے کہ اگر صرف لا اِلٰہ اِلّا اللہ ہزار بار کہے
تو مسلمان نہین ہو سکتا تاوقتیکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
ایمان نہ لاوے اور ساتھ صدق کے محمد رسول اللہ نہ کہے ایمان
اوسکا کامل نہین ہو سکتا چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہزار سال کوئی عبادت
کرے مگر تاوقتیکہ ہمیر ساتھ عشق ومحبت کے ایمان نہ لاویگا مسلمان

نہین ہوسکتا + قصہ کوتاہ جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اطباق سموات سے گذر کر حجاب عظمت تک پہونچے تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ ای حبیب میرے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے تو آپ نے فرمایا کہ التحیات للہ وصلوٰۃ والطیبات تو ادہر سے خطاب ہوا کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ وسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اوسوقت اللہ تعالے نے فرمایا کہ یا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ نے اپنی امت کو بہی شامل کرلیا تب آپ نے عرض کی کہ یارب العالمین جب تونے مجہے سردار امت کا بنایا اور خطاب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا دیا تب مین کیونکر امت کو ساتہہ نہ لون اور جب آپ نے اپنی امت کو شامل کرلیا تب فرشتون نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اے گدایان کوچہ احمدی و فدایان روے محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خیال کرنیکی بات ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کتنی غمخواری اور محبت امت کی منظور تہی کہ وقت پیدایش اور معراج اور وفات کے نہ بہولے یعنی جبوقت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شکم مادر سے بردہ دنیا پر تشریف لائے تو فرمایا یارب ہبلی امتی اور بعد وفات مزار شریف مین لب منجنبا

جنبش مین تہے اور یہی آواز آتی تہی یا رب ہب لی امتی اوسوقت اللہ تعالے نے فرشتون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ جب رسول میرا امت کو اپنی وقت تولد اور معراج اور وفات کے نہ بھولا تو قیامت مین کیونکر بہولیگا الغرض اوس معبود حقیقی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج مین بلاکر جسقدر راز پنہانی تہے اوس سے واقف اور آگاہ کیا اور اوسمین وساطت کسیکی نہ تھی چنانچہ وہی راز آجتک خاصان خدا مین سینہ بسینہ چلے آتے ہین اور قیامت تک چلے جاوینگے قصہ مختصر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدارج قاب قوسین اوادنی کو طی فرما چکے تو چند سوال اللہ تعالے سے کئے منجملہ اونکے ایک سوال یہ بھی تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تو نے مسجود ملایک کیا اوسکے عوض مین ہمکو کیا مرحمت ہوا خطاب ہوا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول تو یہ کہ آدم علیہ السلام کو جو فرشتون نے سجدہ کیا تو حقیقتاً وہ سجدہ تمہارے ہی نور کو کیا کیونکہ وہ نور پیشانی آدم مین تھا اور سوای اسکے فرشتونکو صرف ایکمرتبہ حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اور تمہاری حق مین ہمیشے یون فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تحقیق اللہ اور فرشتے اوسکے درود بہیجتے ہین اوپر نبی کے بعدہ فرمایا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ای لوگو جو ایمان لائے ہو تو درود بھیجو اوپر اور سلام بھیجنا + اب دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے بھیجنے مین درود کے خود شامل ہوا اور طرف ملائکہ کے حکم کیا بعدہ طرف ایمان والونکے حکم ہوا کہ اگر ایمان لائے ہو تو درود بھیجو اور ویسی ہی تاکید درود کی حدیث سے ثابت ہی کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص نے نام ہمارا لیا اور نہ درود نہ بھیجا یا جس شخص نے نام ہمارا لکھا اور ساتھہ اوسکے لفظ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ لکھا وہ شخص قیامت مین ساتھہ بخیلون کے پکارا جائیگا اب خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا پاک اور شستہ پیدا کیا کہ بیان مین اوسکے زبان انسان کی قاصر ہے **مصرع** در ثنائش زبان ناطقہ لال ؛ اور غور کرنیکی جگہہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ای محمدؐ اگر آدم علیہ السلام کو ایک مرتبہ مین نے مسجود ملایک کیا تو آپ کی شان مین مینے خود درود پڑہا اور فرشتونکو شامل کیا اور جمیع جن و انس پر قیامت تک واجب ہوا یہ رتبہ آدم کو کہان ملا **دوسرے** یہ کہ حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے خاص اپنے نور پاک سے پیدا کیا اور یہی سبب تہا کہ جسم مبارک کو آپ کے سایہ نہ تہا **تیسرے** یہ کہ اپنے بندونکو حکم دیا کہ پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے اپنی زبان کو پاک کرو تب کہو محمد الرسول اللہ

چوتھے یہ کہ بعد وفات بھی ویسا ہی رتبہ مرحمت فرمایا کہ حاجیون کو طواف بیت اللہ کا فرض ہوا اور اسمین یہ بھید رکھا کہ پہلے طواف بیت اللہ کا کر کے اپنے کو گناہون سے پاک کر لو تب زیارت بیت رسول اللہ صلعم کی کرو خلاصہ یہ کہ توصیف اور پاکی اوس رحمۃ للعالمین کی انسان سے کیا بیان ہو سکے کیونکہ جسکی صفت خود رب العالمین فرماوے پھر دوسرے کی کیا مجال ہے کہ زبان ہلاوے غرض **نظم**

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے شان پوچھو مصطفی کی	خدا اور انتظار حمد ما نیست
محمدؐ چشم براہ ثنا نیست	خدا مدحت طراز مصطفے بس	محمدؐ حامد حمد خدا بس

نکتۂ پنجم

احد اور احمدؐ مین اور درمیان دو میم **محمدؐ** کے ہونا **حاجبین** کا اور لفظ اللہ مین ہونا **فتحہ بشدّ و ایستادہ** کا اور لفظ **محمّدؐ** مین ہونا **فتحہ بشد و افتادہ** کا اور برزخ مبارک مین اور لفظ **محمدؐ** سے از روی قاعدہ ابجد کے (۳۱۳) مرسل کا ہونا اور نکلنا لفظ **محمدؐ** کا لب سے بشکل بوسہ کے

اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے نور سے ایک نور جدا کیا اور نام اوس نور کا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رکھا اور لفظ محمد صلعم مین بہت سی صفتین پیدا کین یعنی کہین احد اور کہین احمد اور کہین محمدؐ ا

محمود بنایا یہ ثبوت اسکے حدیث شریف مین موجود ہے اَنَا فِی مَا وَرَاءِ الْعَرْشِ اَحَدٌ وَفِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ وَفِی تَحْتَ الثَّرٰی مَحْمُودٌ یعنی ہم اوس پار عرش کے احد ہین اور آسمان پر احمد اور زمین پر محمد اور تحت الثری مین محمود اور لفظ احد اور احمد او محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جسقدر باریکی اور صفت پیدا ہے وہ قابل لحاظ کے ہے اوسکو یون غور کرنا چاہیے کہ الحمد کے لفظ مین سے اگر لام کو جدا کیجیے تو حمد رہ جاتا ہے اور لفظ محمد کے میم اول کو جدا کرنے سے بھی حمد رہ جاتا ہے اور معنی حمد کے تعریف کے ہین اور تعریف اوسکی یہ نکلی کہ حمد مین الف اللہ کا ملانے سے احمد ہوتا ہے پس احمد گویا تعریف اللہ کی ٹھہری

ابیات

بہ حمد خدای نگہدار جان — لکھون نکتہ نغز کی خوبیان
بغور اسکو دیکھے اگر ہوشمند — نہایت ہو اہل خرد کو پسند
کہ احمد ہے نام رسالت مآب — احد سے ہوا نام حق دستیاب
الف گر نہ ان دو مین ہووے شمول — تو باقی حروفون سے ہو کیا حصول
الف اور اس لام الحمد کو — جدا ای سرہای حطی سے ہو
نظر بھر کے دیکھے اسی ہوشیار — کہ ہے اسمین کیا رمز پروردگار
الف اور یہ لام الحمد کا — جدا ہو تو حمد اس سے حاصل ہوا
محمد کے بھی میم کو جب کہ لو — تو حاصل محمد سے بھی حمد ہو

الف جبکہ اللہ کا اسکو دو   توجیہ حمد پر شکل احمدؐ کی ہو
یہ مضمون اس سے ہوا آشکار   کہ احمد ہے تعریف پروردگار

اور کیا باریکی کا نکتہ ہے کہ احمد کے میم کو حذف کرنے سے احد ہوتا ہے اور لفظ احد اور احمدؐ کو یون سمجھنا چاہیے کہ شمع روشن ہے اور چاہے کہ لو اوسکی دو ہو ہرگز نہین ہوسکتی تا وقتیکہ دوسری شمع روشن نہ کرو اور جب دوسری شمع روشن ہوئی تو نور وہی ہے جو کہ شمع اول مین تھا بس اوسیطرح پر لفظ احد اور احمد کو سمجھنا چاہیے اور تمثیل اوسکی یون ہے کہ آگ ایک شے ہے کہ اوسکے نور سے کل چیز روشن ہوتی ہے مگر جو چیز جلتی ہے نام اوسکا خواص پر اوسکے لیا جاتا ہے جسطرح پر کہ لکڑی جلرہی ہے اور چراغ روشن ہورہا ہے اور شمع روشن ہے یہہ کوئی نہین کہتا کہ آگ جل رہی ہے حالانکہ وہی ایک چیز ہے کہ جس سے چراغ اور شمع اور مشعل اور لکڑی جلتی ہے مگر خواص اشیا پر نام کہا جاتا ہے چنانچہ اوسکے ثبوت مین ایک روایت لکھی جاتی ہے کہ جسکی خبر اللہ تعالے نے قران شریف مین صاف صاف دیتا ہے یعنی جب حضرت آدم اور حوا علیہم السلام گندم کہانے کی وجہہ سے بہشت سے تشریف لائے تو حضرت حوا علیہا سلام اللہ ایک دانہ گندم ہمراہ اپنے بردہ دنیا پر لائین جب گناہ معاف ہوئے تو شکایت بھوک کی درگاہ خدا مین کی اور حفاقت

اوسوقت جبرئیل عم بحکم خدا آئے اور کہا کہ اس گندم کو پتھر پر مارو حضرت حوّا نے ویسا ہی کیا چنانچہ اوس گندم کو اللہ تعالیٰ نے تین سو پارہ کرکے اشیای مختلف پیدا کین جیسا کہ سورہ بقر مین وارد ھے مِن بَقلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا یعنی ساگ اوسکی سے اور گیہون اوسکی سے اور مسور اوسکی سے اور پیاز اوسکی سے +

اب خیال کرنا چاہئے کہ گندم وہی ایک تھا اوسی سے یہہ سب چیزین پیدا ہوئین اور نام اور خواص علیحدہ علیحدہ ہوا پس اسی طرح پر یہ آگ ھے کہ کہین ہیزم جلتی ھے اور کہین مشعل اور کہین چراغ حالانکہ اصل مین وہ آگ ہے اوسی طرح پر نور احد کا احمدؐ مین آیا اور بشریت کے سبب سی احمد کہایا اور احمد سے محمدؐ ہوا اور الفت اور محبت اللہ اور محمدؐ صلعم مین جسقدر ھے وہ ظاہر ھے کہ اللہ کے نور سے نور محمدؐ صلعم پیدا ہوا زیادہ تحریر مین صورت تطویل پیدا ہوتی ہے لیکن اس جگہہ فہم من فہم کافی ہے +

قطعہ

دیکھو الف اللہ سے الفت کا ہی سامان
اور میم محمدؐ سے محبت ہی نمایان
پردہ ہی فقط میم کا احمد مین احد مین
دو شمع اور اک نور جو کہو تو ہی شایان

اور اوسی لفظ محمدؐ صلعم مین کتنی محبت حسنین پیدا ھے کہ درمیان دو میم محمدؐ صلعم کے ح حسنین کی موجود ھے گویا اللہ تعالیٰ لازم اور ملزوم نمایان

کہ بغیر داخل ہونے حسنینؑ کے درمیان دو میم کے لفظ محمدؐ صلعم کا نہین بن سکتا خلاصہ یہہ کہ حسنینؑ آغوش محمدؐ مین ہر وقت موجود ہین ظاہر و باطن یعنی تحریراً و تقریراً ۔

شعر

آغوش محمدؐ مین حسنینؑ کی جا ہے
دو قالب اور اک جان جو کہئے تو بجا ہے

رباعی

در کشور حسن لم یزل شاہ توئی
بر اوج سمائے دلبری ماہ توئی
با یار نشینندہ در آغوش نبیؐ
واللہ توئی و ثم باللہ توئی +

اور شان حسنینؑ رضی اللہ عنہما کو اگر خوب غور کر کے ملاحظہ کرو تو ساتھ احد اور احمدؐ محمدؐ کے موجود ہے اسکو یون سمجھنا چاہئے کہ الف اللہ کا احد اور احمد مین آیا اور وہی احد اور احمدؐ کے الف کو ساتھ دو میم محمدؐ صلعم کے ملاؤ تو لفظ امام کا ہوتا ہے اور دال محمد صلعم کی دلالت کرتی ہے اوپر امامت امامینؑ کے +

دوسری صفت اسم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین یہ ہے کہ میم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد روز محشر ہے اور ح سے حساب حشر اور دال سے مراد دین اور دنیا نکتہ اسمین یہ ہے کہ درمیان دو میم محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حائے حسنینؑ کا ہے چنانچہ اسی ح سے روز حساب مقرر کیا گیا ہے جو ظلم کہ کافران اور ظالمان کربلا نے اس دنیا مین حسنین علیہم السلام پر کیا ہے حساب اوسکا روز حساب کے دن لیا جاویگا یعنی روز قیامت مین جزا سزا اونکی دیجاویگی

جیسا کہ اللہ تعالی سورہ انبیا مین فرماتا ہے اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ **ترجمہ** نزدیک آیا ہے واسطے لوگون کے حساب اونکا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہین **نظم**

محمدؐ کے ہین نام مین تین میم
دو اول ایک آخر مین ہے مستقیم
محمدؐ سے ہے میم اول مراد
دوم میم محشر ہے رکھہ دلمین یاد
یہہ دی میم ثالث نے سبکو خبر
کہ ہے مخبر صادق نامور
بتائیہ معبود ربّ عباد
کیا پھر اک میم نے دلکو شاد
زہے لطف خلّاق ہر دو جہان
ہوا میم اول سے مکہ عیان
پڑی میم ثالث پہ جب دم نظر
تو نام مدینہ ہوا جلوہ گر

تیسری صفت لفظ محمدؐ صلعم مین یہ پیدا ہوئی کہ اللہ تعالے نے جیسا اسم ذات اپنا رکہا یعنی اللہ کہ اوسمین کہین نقطہ نہین ہے اور فتح مشدّد موجود ہے اوسیطرح پر اسم ذات حضرت صلعم کا بھی رکھا یعنی محمدؐ کہ اسمین بھی کہین نقطہ نہین اور ایک حرف مشدد مفتوح اسمین بھی موجود ہے پس اسمین کئی رمزین ہین کہ جب اوس معبود مطلق نے چاہا کہ ایجاد عالم ہو تو حضرت صلعم کے نور کو پیدا کیا اور احدیت مین رکھا اور جب اوسکی خواہش مستغنی عن الغرض نے

دوست رکھا اس بات کو کہ آپ کو واحدیت سے عبدیت مین لاوے تب آپ کا نام احمدؐ رکھا کہ اوسمین کہین نقطہ نہین

ابیات

زہے قدرت و شان و عز و جل — کرون کیون نہ سجدہ اوسی سر کے جل
عجب شان سے قدرت کارساز — کہ حکمت سے خالی نہین جسکا راز
کرے غور ہر مومن باخدا — کہ بے نقطہ ہے نام اللّٰہ کا
محمدؐ کے اب نام پر ہو نظر — کسی جا پہ نقطہ نہین جلوہ گر
ہوئی اسمین یہہ خواہش کارساز — خداوند کونین ہے بے نیاز
نقاط ان حروف کے ہون کب شریک — کہ وحدانیت پر ہے یہ اسم ٹھیک
ہوا بس یہ خالق کو مد نظر — رسولون مین یکتا ہو خیر البشر

اور جب یہ منظور ہوا کہ اب کثرت ہو تو محمد صلعم کہکر پکارا غرض اللہ تعالیٰ شانہ کو یہہ منظور تھا کہ جسطرح ہماری ذات معبودیت مین واحد ہے اوسی طرح ہمارا حبیب بھی عبدیت مین فرد اور یکتا ہے اسیواسطے اپنے اسم ذات کو بے نقطہ اور بے کسرہ کے بنایا اور اوسی روش پر حضرت صلعم کے نام نامی کو بھی بے نقطہ اور بے کسرہ کے رکھا کہ جسمین کسی طرح کسر شان محبوبیت کی نہو اور اپنے نام کو تاج ربوبیت سے آراستہ کرکے اوسپر فتحہ مشدد ایستادہ قائم کیا اور حضرت

صلعم کے اسم پاک کو تاج شفاعت اور رحمت سے پیراستہ کرکے فتحہ مشدد و اقتادہ قایم کیا اور جب تک اللہ تعالے نے اپ کی ذات کو احدیت مین رکھا تب تک آپ کا کوئی نام نہ مقرر کیا اور جب آپکو اللہ تعالی عبدیت مین لایا تو فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا نہین ہون مین رب تمہارا + جب یہ خطاب ہوا تو حضرت صلعم نے سر کو جھکایا اور کہا کہ قَالُوا بَلٰی یعنے کہا کہ البتہ تب آپ کا نام اللہ تعالے نے محمد صلعم رکھا پس لفظ اللہ مین جو فتحہ مشدد والیستادہ اور لفظ محمد مین فتحہ مشدد وافتادہ ہے صرف واسطے فرق معبودیت اور عبدیت کے ہے اب اس جگہہ عقل وفہم کو دخل نہین آگے قدم کو مدخل نہین

نظم

کرے غور ہر مومن باخدا
ملا ہے محمد سے نام خدا
سنو اسکے باعث کا مجھہ سے کلام
کہ محمود ہے حقتعالے کا نام
کرو واو اس نام کا جب حذف
تو نام محمد کا دیکھو شرف
بنام خدا شان خلفہ بھی ہے
بصارت اگر ہے تو خود دیکھہ لے
کہ صادق ہی نام خدای جہان
ہی تصدیق بوبکر اس سے عیان
سوا اسکے عادل جو ہی نام رب
جناب عمر کا ہے عادل لقب
غنی ہے ہمین اب یہ ثابت ہوا
کہین حضرت عثمان غنی باخدا
علی ولی شیر پروردگار
ہوا یا علی سے یہ آشکار

اب غور کرنے کا مقام ہے

کہ نام حضرت صلعم کا مشتق ہے نام خدا سے وہ اسطرح ہیں کہ محمود نام خدا کا ہے اور حرف واو حذف کرنے سے محمد صلعم ہوتا ہے اور شان خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین بھی ساتھہ ہی موجود ہے اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ یا صادق نام خدا کا ہے اور صدیق خطاب حضرت صدیق اکبر رض کا ہے اور یا عادل نام اللہ کا ہے اور عادل خطاب حضرت عمر خطاب رض کا ہے اور یا غنی نام اللہ کا ہے اور غنی خطاب حضرت عثمان غنی رض کا ہے اور یا علی نام اللہ کا ہے اور علی نام علی ع کا ہے اور حضرت صلعم کی برزخ مبارک مین خلفاے راشدین اور پنجتن پاک دونون موجود ہین یعنی ترکیب حرفی مین بینی کے الف سے حضرت ابابکر صدیق رض اور دہنی آنکھہ کے عین سے حضرت عمر خطاب رض اور بائین آنکھہ کے عین سے حضرت عثمان غنی رض جسطرح چہار وزیران ہین وہ چار ہوتے ہین اور لب مبارک کی حاے حطی سے حیدر کرار ع اور شان پنجتن پاک کو یون ملاحظہ فرماوین کہ اوسی برزخ مبارک کی پوری بینی کو ساتھہ عین آنکھہ کے ملاؤ تو لفظ علی پیدا ہوتا ہے اور فرق مبارک کی ف سے فاطمہ اور دونون گوش پاک سے حسنین اور لب مبارک سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نظم بستہ دیکھیے صنعت کردگار ‏ ‏ ‏ اگر نام محمد مین ہین حرف چار

حروف محمدؐ مین مالعد ہیم ہوئی حاے حطی جو ہے مستقیم
نہون حاے حطی سے کیونشا وہم ملے حے سے حسنینؑ وحیدر بہم
ملی کاسئہ سر سے فاے بتول خوزادی کونین بنت رسول
پھر ابرو نبی سے بہہ ہی منجلی کہ لو عین آنکھونکا تب ہو علیؑ
لب وگوش سے نام حسنین کا جمال محمدؐ سے پیدا ہوا

اب خیال کرنا چاہیے کہ جو کچھہ تکلم اور کلام ہوتا ہے وہ لب ہی سے ہوتا ہے اور عین کے معنی آنکھہ کے ہین اور آنکھہ روشن ہوتی ہے پس لب مبارک سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو حدیث نکلی اوسکو حضرت علی علیہ السلام نے بعینہ روشن کیا کہ اظہر من الشمس ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ اَنَا مَدِینَةُ العِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا یعنی ہم شہر ہین علم کے اور علی دروازہ ہین اوسکے + اور دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی یعنی محمدؐ صلعم مین کیا کیا صفتین پیدا کین ہین منجملہ اونکے یہان ہر دو ایک صفتین لکھی جاتی ہین مگر اوسکو خوب غور سے سمجھنا چاہیے یعنی لفظ محمد صلعم مین چار حروف ہین دو میم ایک حے ایک دال پس غور کرنا چاہیے کہ حرف میم کو اگر لکھیے تو تین حرف ملفوظ ہوتے ہین یعنی م ی م

اور تین میم نام مین حضرت صلعم کے ہین یعنی میم اول اور میم دوم اور ایک میم مشدد کہ اصل مین وہ بھی حکم میم ہی کا رکہتا ہے پس اون تینون میم کو اگر ساتہہ ترکیب حرفی کے یعنی مَ ی مَ کہ یہ سب ملکر حرف میم کا تلفظ ہوتا ہے قاعدہ ابجد سے عدد نکالیے تو تینون میم کے دو سو ستر ہوتے ہین اور اوسی قاعدہ سے عدد دال کے پینتیس ٣٥ ہوتے ہین یعنی د ا و ر ا اور ل۲ اور حی کو بلا اضافہ یعنی بغیر ملانے دوسرے حرف کے قاعدے پر کہینچیے تو اٹھ عدد ہوتے ہین پس سبکو ایکجا کرنے سے تین سو تیرہ ٣١٣ عدد ہوتے ہین پس اُنہین یہ باریکیان اللہ تعالے نے رکھی ہین کہ اعداد سے ان سب حرفون کے تین سو تیرہ ٣١٣ نبی مرسل پیدا کیے کہ جنکی رسالت کا ذکر کلام اللہ اور کتب ہاے معتبرہ سے ثابت ہے اور دوسرے جنگ بدر مین ہمراہ حضرت صلعم کے تین سو تیرہ ٣١٣ صحابی غازی تھے کہ اللہ تعالے درجہ اور رتبہ اعلے اون لوگون کا کیا اور بعض روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ باعث اسکے کہ لشکر اسلام مین غازیان کم تھے اور کفار ان زیادہ تھے تین سو تیرہ ٣١٣ فرشتے کو اللہ تعالے نے واسطے مدد کے بھیجا اور فرشتون مین اونکو قدر و منزلت دی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ یا حضرت جسطرح اللہ تعالے کے نزدیک صحابیون مین

بدریون کا درجہ ہی ویسا ہی فرشتون مین اون فرشتون کا درجہ جو بدر مین آئے تھے افضل اور بہتر ہے القصہ وہ فرشتگان آئے اور کفارون کو قتل کیا ایسا

ملے ایک لب سی جو لب دوسرا
تو ہو میم اسم محمد ادا
ہوئے بند جب ہونٹھ تب یہ کھلا
کہ بوسہ لبون نے لیا نام کا
عدو لب کے تبیس ۳۲ ہین جا بجا
دہن کو ہوئی اتنے دندان عطا
لبون نے جو بوسہ لیا نام کا
کئے منہ نے ورد ہاے دندان فدا
لبون کو ملا حکم رب ودود
کہ اتنا محمد پہ بھیجو درود
لکھون اب حروف محمد کا حال
کہ ہے اسمین کیا قدرت ذوالجلال
کیا زبر بین سے جب یہ حساب
ہوئی سیصد و سیزدہ دستیاب
ملی سیصد و سیزدہ سے خبر
کہ دنیا مین مرسل ہوئے اسقدر
یہ اسرار اعداد حی سے کھلے
بہشت اتنے خالق نے پیدا کئے
ہے ساتون بہشتون مین خلقت کی جا
بہشت آٹھوین ہے لقاے خدا
ہے اعداد سے دال کی آشکار
کہ باہین جنت کے نہرین ۴ ہین چار
بجا لاؤن اب شکر رب انام
ہوا انکشہ میمہ حی بس تمام

پس دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے کیسی فضیلت آپ کے نام نامی مین بخشی کہ تین سو تیرہ ۳۱۳ نبی مرسل بنائے اور بزرگی دی تو آپ ہی کے نام نامی سے اور مدار اسکے اوسی لفظ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

یون سمجھنا چاہیے کہ اوسی قاعدہ ابجد سے بلا ملائے دوسرے حرف کے تین حرف سے تین باریکیان پیدا ہین یعنی اول حرف میم کہ عدد اوسکے کہ عدد اوسکے چالیس ہوتے ہین اللہ تعالی نے جنت الفردوس کے چالیس دروازے بنائے کہ ہر دروازے سے ہر درجہ کا آدمی پکارا جاویگا یعنی صدیق اور شہدا اور عادل اور زکوات دینے والا اور حاجی اور غازی وعلی ہذا القیاس جیسا کہ تصریح اسکی کتب ہاے معتبرہ سے بالطریق احسن ثابت

اور روشن ہے اشعار		خوشا آنکہ باشد فداے رسول
کہ باشد ورد این مدارج حصول		باخلاص سعیش بجاے رسد
کہ از باب جنت ندا ے رسد		اور حرف ح سے کہ جسکے عدد آٹھ

ہوتے ہین اللہ تعالے نے آٹھ بہشت بنائے اور حرف د سے کہ جسکے عدد چار ہوتے ہین اللہ تعالے نے بہشت مین چار ہی نہرین بنائین کہ حدیث موجود ہے فرایت نہر الماء یخرج من میم بسم اللہ ونہر اللبن من هاء بسم اللہ ونہر العسل من میم الرحمن ونہر الخمر من میم الرحیم یعنی دیکھا مین نے کہ نہر پانی کی بسم اللہ کے میم سے اور نہر دودھ کی اللہ کی ہ سے اور نہر شہد کی رحمن کے میم سے اور نہر شراب کی رحیم کے میم سے جاری ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ نہر دودھ کی اللہ کی ہ سے اور نہر شہد کی رحمن کے میم سے جاری ہے اور دونون نہرین ملکر

کو نور سے علی مین اسیطرح سے ذات جناب خواجہ کائنات اور حضرات حسنین کو سمجھنا چاہیئے کہ جیسے شیر و شہد کی نہر ملکر ایک ہو گئی ہے اوسیطرح یہ حضرات حسنین علیہم السلام ذات احمد مین مانند شیر و شکر کے وصل مین ہین خلاصہ یہ کہ برکت سے انہین حرفون کے اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو عزت اور رونق بخشی

نظم ؛

ہے جلوہ انہین حرفونسے فردوس برین کو
اور رتبہ ہدایت کا ملا صاحبین کو
پھر نام محمد جو کھدا اسکے دین پر
تابع کیا بس مہر سلیمان کے نگین کو
احمد مین ہویدا ہے صفت لفظ احد کی
مدخل نہین اب آگے رہا مان کو نہین کو

تیسرے مقام غور و لحاظ ہے کہ اللہ تعالی کو کیسی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہے کہ نام اپنے حبیب کا جو لیا تو پہلے بوسہ لیا بعد اوسکے نام حضرت صلعم کا لیا اور یہ قاعدہ ہے کہ بوسہ بجز معشوق یا فرزند کے دوسرے کا نہین لیا جاتا ہے اب اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ بوسہ لینے مین دونون لب ملجاتے ہین اسیواسطے اللہ تعالے نے حضرت کے نام نامی مین پہلے حرف میم کا داخل کیا کیونکہ حرف میم جب آدمی کی زبان سے نکلتا ہے تو دونون لب ملکر بوسہ لینے کی شکل ہو جاتی ہے پس جسوقت نام حضرت صلعم کا لیا جاتا ہے تو پہلے بوسہ ادا ہوتا ہے بعد ازان نام ادا ہوتا ہے

ع
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

نظم سرشار ہو گیا مین پیتے ہی جام احمدؐ
نکلے ہے مُنہ سی میرے ہر دم جو نام احمدؐ
ہے میم ہی کا او سنے مُنہ پر نقاب ڈالا
بنکر احد وہ آیا آپ ہی بنام احمدؐ
بہیجو درود و سلام نبیؐ پر
آل نبیؐ اولاد علی پر

نکتہ ششم

ہونا سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سوال کرنا بادشاہ کا اور جواب دینا حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا

اب دیکہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سایہ نہ تھا اسمین بہت سی وجہین لاتعداد موجود ہین مگر اس جگہہ مختصر چند وجہ لکہی جاتی ہے اولًا تو یہ کہ آپ محبوب خدا تہے اور محبوب کا یکتا ہونا ضرور ہے کیونکہ دنیا مین بہی یہی قاعدہ ہے کہ اپنے محبوب کو آدمی یہی چاہتا ہے کہ ہمارا محبوب سب سے بہتر اور یکتا رہے اور آپ تو محبوب خالق یکتا کے تہے منظور یون ہوا کہ جسطرح ہم واحد ہین اسطرح محبوب ہمارا ہر فرد بشر مین یکتا اور فرد رہے سایہ نہ بنایا دوسرے یہ کہ آپ کا جسم محض نور تہا پس نور کو سایہ کہان تیسرے یہ کہ آپ سایۂ خدا تہے یعنی ظل اللہ پس سایہ کو سایہ کیونکر ہو سکتا ہے چنانچہ روایت ہی کہ وقت مین والد جناب امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بادشاہ وقت نے

که کافر تھا کل علما اور فضلاے علام الدہر کو طلب کیا تو اوسوقت سات سو فاضل منتخب ٹھہرے اون لوگوسے بادشاہ نے چند سوالات پوچھے اور کہا کہ اگر جواب باصواب ان سوالونکا تم لوگون نے دیا تو خیر اور نہین تو سب لوگونکو قتل کرینگے منجملہ اوسکے چند سوال اسجگہہ پر لکھے جاتے ہین **اول** یہ کہ خبر سے ثابت ہے کہ بہشت مین بہشتیون کو خشترمین کا تاج اور حلہ پہننے کو ملیگا **دوم** یہ بھی ثابت ہے کہ بیچ درخت طوبی عرش سے ہے اور شاخین اوسکی ہر بہشت مین سایہ گستر ہین **سوم** یہ کیا وجہ تھی کہ جسم مبارک کو حضرت صلعم کے سایہ نہ تھا **چہارم** یہ کہ بہشت مین لوگ کہاوینگے پیوینگے اور بول وبراز نہین ہوگا یہ کیونکر ہوسکتا ہے **پنجم** یہ کہ وہ کون شخص ہے کہ پیدا ہوا اور نہ مرا اور جو نہین پیدا ہوا وہ مرا **ششم** یہ کہ وہ کون زمین ہے کہ جسپر روشنی آفتاب کی ایکمرتبہ پہونچی ہی اور پہر تا قیامت نہ پہونچیگی **ہفتم** وہ کون قبر ہے کہ گرد عالم کے پہری اور صاحب قبر حیات رہے **ہشتم** حضرت صلعم کو ارادہ خدا کیونکر معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت یہ خواہش ہے **نہم** یہ کہ اسوقت اللہ تعالی کیا کرتا ہے **دہم** یہ کہ اول کون تھا اور آخر کون ہے غرض یہ کہ یہ سب سوالات مندرجہ بالا اوس بادشاہ نے فضلا سے پوچھے اور کوئی جواب اون لوگون سے نہ ہوسکا آخر ہفتہ یا دو ہفتہ کی مہلت واسطے جواب کے بادشاہ

دی اور یہ حکم کیا کہ اگر اس عرصہ مین جواب باصواب تم لوگون نے دیا تو خیر اور نہین تو قتل کیے جاوگے غرض اسی تردد مین حضرت امام اعظم رح کے والد مکان پر آئے اور نہایت متفکر تھے اور سن حضرت امام اعظم رض کا اوسوقت بارہ برس کا تھا اونھون نے اپنے والد سے پوچھا کہ سبب تردد اور انتشار کا کیا ہے والد نے اونکے بہت سا حیلہ و حوالہ کیا آخر جب حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بہت جد و جہد کیا تو والد نے آپ کے بیان فرمایا کہ وجہہ تردد کی یہ ہے کہ بادشاہ نے چند سوالات کل فضلا سے کیے ہین اور یہ حکم دیا ہے کہ اگر اتنے عرصہ مین جواب باصواب نہ ملیگا تو کل عالمونکو دار پر کھینچ دونگا اور جواب مین اون سوالات کے کل علما عاری اور عاجز ہین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ سوالات کیا ہین آپکے والد نے سب سوالات بیان فرمائے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ آپ کچھ تردد نفرمائین اور کل ہمین فرمانبردار کو ہمراہ لیچلین انشاء اللہ بمدد خدا و افضال رسول اللہ صلعم حقیر جواب دیگا آپ کے والد نے بہت کچھ انکار کیا اور کہا کہ صغیر سن ہو اگر جواب نہو سکا تو ہمارے ساتھ تم بھی قتل کیے جاوگے تب حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خدمت مین اپنے والد کے عرض کیا کہ اگر حضور ہمراہ نہ لیجائیگا تو مین خود جاؤنگا بلکہ حضو

بادشاہ سے فرماوین کہ ایسے ایسے ادنی ادنی سوالون کا جواب تو ہمارے لڑکے دیسکتے ہین اور انشاء اللہ تعالے اگر مین نے جوابدیا تو نام آوری آپ کی ہے نہین تو تن بتقدیر مرضی مولی از ہمہ اولی آخر آپ کے والد بہت مجبور ہوئے اور روز معہود کو معہ علما مجلس بادشاہ مین حاضر ہوئے بادشاہ نے پوچھا کہ تم لوگون نے ہمارے سوال کا جواب ٹھہرایا اوسوقت حضرت ابوحنیفہ کے والد نے فرمایا کہ کون سخت سوال ہے جسکا جواب ہم لوگ سوچکر دین ایسے سوالون کا جواب ہمارے لڑکے دیسکتے ہین اسعرصہ مین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اوٹھے اور بادشاہ سے کہا کہ اگر ہم لوگ جواب سوال کا تمہارے ندیسکے تو اوسکے بدلے مین قتل کیے جاوینگے اور اگر جواب باصواب تو نے پایا تو اوسکے بدلے مین تو کیا کریگا اوسوقت بادشاہ نے کہا کہ اگر ہم جواب معقول پاوینگے تو تمہارا دین اختیار کرینگے آپ نے فرمایا کہ اچھا پوچھ غرض بادشاہ نے پوچھنا شروع کیا **سوال اول** بہشتیونکو بہشت مین ستر من کا تاج اور حلہ پہننے کو ملیگا وہ لوگ کیونکر بوجھ اوسکا اوٹھاوینگے **جواب** حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای بادشاہ دریا کے کنارے چل تو اسکا جواب دون غرض بادشاہ معہ ارکان سلطنت اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ و فضلا کنارہ پر دریا کے گئے اوسوقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ دریا مین غوطہ

لگاوے بموجب ارشاد کے ایک شخص نے غوطہ لگایا جب اوسنے سر پانی سے باہر کیا تو حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ سر پر تیرے پانی کا بوجھ کسقدر تھا اوسنے کہا کہ مطلق نہین تب حضرت نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب دیکھ کہ جسوقت اوسنے غوطہ لگایا تو اوسوقت لاکھون کروڑون من پانی بلکہ بے انتہا سر پر اوسکے تہا اور بوجھ ایک پیسا بھر کا اوسکو نہ معلوم ہوا پس دنیا کے پانی مین اللہ تعالے نے یہ تاثیر بخشی ہے اور وہ حلہ نورانی اور بہشتی ہے کیا تعجب ہے کہ ایسا ہو بادشاہ نے جب یہ جواب پایا تو تصدیق کیا اور کہا کہ بے شک جواب معقول ہے بعدہ کنارے سے دریا کے پھر دربار شاہی مین آئے تب بادشاہ نے دوسرا سوال پوچھا **سوال دوسرا** یعنی یہ کہ بیخ درخت طوبیٰ کی عرش پر ہے اور سایہ اوسکا ہر بہشت مین سایہ گستر ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ عرش اوپر اور بہشت زیر عرش ہے پس جڑ اوپر شاخ نیچے اسطرح ہوسکتی ہے **جواب** حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذرا خوب خیال کرو کہ آفتاب چوتھے طبق آسمان پر ہے اور نور اوسکا زمین پر ہے حالانکہ قاعدہ ہے کہ نور جب رجوع ہوتا ہے تو طرف عالم بالا کے مثلاً دیکھو کہ شمع اور چراغ اور مشعل ان سبھونکی لو اوپر ہی کو جاتی ہے پس جسطرح کہ آفتاب چوتھے طبق آسمان پر ہے اور نور اوسکا زمین پر ہے اوسی طرح درخت طوبیٰ کو بھی سمجھنا چاہیے بادشاہ نے کہا کہ بیشک یہ

سوال تیسرا یہ ہے کہ حضرت صلعم کے جسم مبارک کو سایہ نہ تہا اسکی کیا وجہ ہے
جواب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اول تو آپکا جسم محض نور خدا تہا
پس نور کو سایہ نہین ہوتا دوسرے یہ کہ وہان ودی کو مدخل نہ تہا تیسرے
یہ کہ جسم آپکا کل معجزہ تہا چوتھے یہ کہ لطیف اسقدر تہا کہ باعث لطافت
کے نظر نہین آتا تہا **بیت** یہ تھی رفعت جو اوسکو سایہ نہ تہا ۞ کہ رنگ ومی
دان سمایا نہ تہا ۞ نہ ہونیکا سایہ کے تہا یہ سبب ۞ ہوا صرف پوشش مین کعبکو سب
وہ قد اسلیے تہا نہ سایہ فگن ۞ کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن ۞ بنا سایہ اوسکا
لطیف اسقدر ۞ نہ آیا لطافت کے باعث نظر ۞ بعدہ فرمایا کہ شمع روشن
کرکے لاؤ بموجب حکم شمع روشن ہوکر آئی اوسوقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ
عنہ نے پوچھا کہ اے بادشاہ تبلاؤ اسکو سایہ کہان ہے بادشاہ لاجواب
ہوا تب حضرت ابوحنیفہ رض نے فرمایا کہ یہ نور دنیاوی ہے یعنی آگ کو اللہ تعالے
نے یہ قدرت دی ہے اور ہمارے حضرت تو نور خاص پروردگار کے ہے
اونہین اگر سایہ نہوا تو کون بڑی بات ہے بادشاہ نے تصدیق کی
اور کہا کہ سچ ہے **سوال چوتھا** یہ ہے کہ بہشت مین لوگ کہاوینگے پیوینگے
اور بول وبراز نہوگا **جواب** خیال کرنا چاہیے کہ جو عورتین حاملہ ہوتی
ہین تو حیض کا خون لڑکے کی غذا ہو جاتا ہے اگر لڑکا اندر شکم مادر کے
بول وبراز کرے تو انتڑیان سڑ جایئن اور حاملہ ہرگز نہ بچے پس جسطرح

یہ قدرت ہے کہ لڑکا ماں کے شکم مین حیض کا خون پیتا ہے اور اوسکو تحلیل کرا دیتا ہے اور بہشت مین تو بہشتیون کو غذای لطیف نورانی کہانے کو ملیگی تو اوسکے تحلیل ہونے مین کیا تعجب ہے اور ماورا اسکے اون لوگون کے جسم سے پسینا جاری ہوگا اور وہ غذا تحلیل ہو جائیگی بادشاہ نے تصدیق کیا اور کہا بیشک یہی جواب ہے **سوال پانچوان** وہ کون شخص ہے کہ جو پیدا ہوا اور نہ مرا اور جو نہ پیدا ہوا وہ مرگیا **جواب** حضرت آدم علیہ السلام کسیکے بطن سے پیدا نہوئے اور انتقال کیا اور حضرت عیسی علیہ السلام بطن سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پیدا ہوئے اور زندہ ہین بادشاہ نے کہا کہ تحقیق ہے **سوال ششم** وہ کون زمین ہے کہ جسپر ایک مرتبہ تمازت آفتاب پہونچی ہے اور بار دیگر قیامت تک نہ پہونچے گی **جواب** وہ زمین دریا رود نیل ہے کہ ایک مرتبہ دعا سے حضرت موسی علیہ السلام کی خشک ہو گیا تہا اور اوسوقت تمازت آفتاب اوس زمین پر پہونچی تھی پہر وہ دریا پانی ہو گیا اور روان رہیگا **سوال ہفتم** وہ کون قبر ہے کہ گرد عالم پہری اور صاحب قبر زندہ رہا **جواب** حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی مین گئے اور وہ مچہلی گرد عالم کے پہر آئی اور حضرت یونس علیہ السلام زندہ رہے اور قبر سے اشارہ طرف اوسی مچہلی کے ہے اور صاحب قبر سے اشارہ طرف حضرت یونس علیہ السلام کے ہے **سوال ہشتم** حضرت صلعم کو ارادہ خدا کیونکر

معلوم ہوتا تہا **جواب** اسکو یون تصور کرنا چاہیے کہ روشنائی چیز دوسری اور قلم چیز دوسری اور کاغذ شے دیگر اور ہاتہہ شے دیگر اور مضمون چیز اور اور دل چیز اور مگر جو بات دل مین آئی اوسکو قلم نے کاغذ پر بوساطت ہاتہہ کے لکہا اب خیال کرنا چاہیے کہ دل کو زبان نہین ہے کہ کسی سے کچہہ کلام کرسے اور ہاتہہ کو کان نہین کہ کچہہ سنے مگر جو بات دل پر گذرتی ہے اوسکو قلم چوبی لکہتا ہے اب خیال کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالے نے قلم مین یہ قدرت بخشی کہ ہمارے تمہارے دل کا حال لکہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل قبضہ قدرت مین اوس عالم الغیب کے ہے پہر اگر اپ کو ارادہ خدا معلوم ہوا تو کیا شک ہے بادشاہ نے تصدیق کی اور کہا کہ بے شک یہی بات ہے **سوال نہم** یہ تبلاؤ کہ اسوقت اللہ تعالے کیا کرتا ہے

جواب حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای بادشاہ یا تو تو تخت سے نیچے آیا ہمکو تخت پر بولا تو البتہ جواب اس سوال کا ہوسکتا ہے بادشاہ نے تخت پر بولانا مناسب نجانا خود تخت سے نیچے اوتر آیا اوترتے اوسکے حضرت ابو حنیفہ رح تخت پر جا بیٹھے اور فرمایا کہ دیکہہ اللہ تعالے یہی کرتا ہے کہ تجہکو تخت سے اوتارا اور مجہکو بٹھایا یعنی تجہہ ایسے اعلے کو ادنے کیا اور مجہہ ایسے ادنے کو اعلے کیا بادشاہ نے کہا کہ سچ ہے

سوال دہم اول خدا کے کون اور آخر خدا کے کون ہے

جواب اول بھی خدا تھا اور آخر بھی خدا ہے اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ گنتی کے عدد ایک سے دس تک ہین جب وہی الف ایک کا ساتھ دس کے آوے تو ١١ گیارہ ہوتا ہے یعنی وہی واحد اول تھا اور وہی واحد آخر ہے بادشاہ نے تصدیق کیا اور کہا کہ سچ ہے غرض بادشاہ معہ ارکان سلطنت کے مسلمان ہوگیا کیون نہو یہ بزرگی حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالے نے دی کہ سلطنت کی سلطنت مسلمان ہوگئی اور چراغ امت کہلائی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **سراج الامتی ابو حنیفہ** یعنی چراغ امت کے ابو حنیفہ رض ہین اور نہونا سایہ انحضرت صلعم کے بہت سی وجہوں سے ثابت ہے انسان کہان تک بیان کرے ادنی بات ہے کہ شمع فانوس کے اندر ہے اور وہی شمع کی باہر دوسرے یہ کہ سو جلتی ہے اور سب لوگ جانتے ہین اور باعث لطافت کے کوئی دیکھ نہین سکتا تیسرے یہ کہ آپ آفتاب رسالت تھے چوتھی یہ کہ سایہ خدا تھے

نظم

آفتاب آیا تو پھر سایہ کہان
جب خدا آیا تو پھر بندہ کہان ؛ قطرہ جب دریا مین ہوپنچا گم ہوا
حکم اوس قطرہ نے دریا کا کیا ؛

اور سوا اسکے اللہ تعالے نے آپکو نور سے ایسی لطیف چیزین پیدا کین کہ جو لطافت کے باعث نظر نہین آتین پھر آپ کی لطافت کوئی کیا بیان کرے ۵ لطافت کو اسکی بیان کیا کرگئی عیان جو ہو اوسکو عیان کیا کرگئی زبان جسکی ہو توصیف کی ثنا اوسکی پھر یہ بیان کیا کرگئی

بھیجو درود و سلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر

نکتہ ہفتم قاب قوسین مین

اب دیکھنا چاہیے کہ قاب قوسین مین بہت سی رمزین صوفیان کرام نے لکھی ہین کہ قاب قوسین مراد گوشہ کمان سے ہے یعنی شب معراج کو آپ ایسے وصل ہوے کہ جیسے دونون گوشے کمان کے اور دوسری رمز قاب قوسین مین اور لکھی جاتی ہے یعنی عرب مین مشہور ہے کہ جب دو گروہ مین نزاع ہوتی ہے اور چاہتے ہین کہ صلح ہو جاے تو گروہ کے رئیس اپنی اپنی کمانون کے زہ اوتارتے ہین اسکی زہ وہ اپنی کمان پر چڑہا لیتا ہے اوسکی زہ یہ اپنی کمان مین لگا لیتا ہے پہر کمان اپنی اپنی گہر لیجا کر لٹکا دیتے ہین قتال موقوف ہو جاتی ہے اور دونون فرقون مین امن وامان کی شکل پیدا ہوتی ہے پس گویا کہ حق تعالی فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری کمان شفاعت میری کمان رحمت کی ہے تو زہ میری رحمت کی اپنی کمان شفاعت پر باندہ مین زہ تیری شفاعت کی اپنی کمان رحمت پر باندہون اور دونون کمانون کو ساق عرش پر لٹکا دون جب تک کہ عرش باقی ہے عقد محبت اور صلح کا ساتہ تیری امت کے جانبین سے باقی رہے تیسری رمز قاب قوسین سے یہ پائی جاتی ہے کہ گویا حق تعالے فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تیر شفاعت کا میری قوس رحمت پر چڑہا اور مین تیر رحمت کا تیری قوس شفاعت پر چڑہاؤن پہر تو سہم عنایت درمیان کمان کے امت کے لگا اور مین تیر کرامت کا درمیان معرکہ صغایر امت تیری کے لگاؤن تاکہ جہود

کبایر انکا مدد شفاعت تیری سے بھاگے اور لشکر صغائر کا ہجوم رحمت بیحد سے دفع ہوا اور بعضے ارباب اشارت نے لکھا ہے کہ قوسین کنایت حاجبین سے اور او ادنےٰ عبارت قرب سیاہی چشم سے ہے ساتھہ سفیدی چشم کے یعنی ابرو قرب حضرت کا جناب اقدس الٰہی سے ایسا نزدیک ہوا جیسے قرب دو ابرو کا آپس مین بلکہ اوس سے بھی نزدیک تر اور یہہ رمز عجیبہ اور لکھا جاتا ہے کہ قاب قوسین کہتے ہین گوشہ کمان کو اب دیکھنا چاہیے کہ شکل آنکھہ کی بھی شکل کمان کے ہوتی ہے اور کمان کے واسطے تیر کا ہونا بھی ضرور ہے چنانچہ اس کمان کا تیر کیا ہوا کہ نگاہ جب آپ فضاے قربت مین پہونچے تو اودہر کمان عشق سے نگاہ وصل او ادنےٰ کا نشانہ ہوا اور ادہر کمان محبوبیت سے مازاغ البصر وما طغےٰ کا نشانہ ہوا غرض دونو طالب و مطلوب ایسے وصل ہوے کہ کچھہ فرق باقی نرہا

نظم

× اس طلب کر تیسے مطلوب کے مطلب تھا
تا سمجھہ لین کہ وہی جلوہ ہے جلوہ اپنا × ملگئے دونو حدوث اور قدم کے دریا
فرق کچھہ طالب و مطلوب مین باقی نرہا ×

اور ذات احد اور احمد کو یون سمجھنا چاہیے کہ جیسے دونو آنکھین یعنی آنکھہ ظاہرا دو ہین مگر نور نگاہ ایک ہے جب دونو انکھہ سے انسان کسی چیز کو دیکھے گا ایک ہی چیز نظر آئیگی لازم یہہ تھا کہ جب انسان دونو انکھہ سے کسی چیز کو دیکھتا تو دو چیزین نظر آتین مگر ایسا نہین ہے اسیطرح ذات احد اور احمد کو سمجھنا چاہیے اگرچہ ظاہرا دو ہین لیکن دراصل ایک ہے

نور ہے اور اوسی شمال سے شب معراج کو آپ وصل تھے کہ رونگٹا رونگٹا دیدۂ شوق بنکر محو تجلیات کبریا تھا پانچوان ایک نمر اور قابل پسند صوفی صافی طریقت کے لکھی جاتی ہے یعنی دیکھنا چاہیے کہ روشنی آفتاب کی تمام محیط ہے اگر انسان چاہے کہ آفتاب سے نور لے یعنی آگ کسی چیز مین لگالے تو ممکن ہے اس ترکیب سے یعنی ایک عینک آتشی لو مین آفتاب کے لگا وے اور جس چیز مین نور یعنی آگ اوسکی لینا منظور ہو جیسے شمع یا باروت یا اور کوئی چیز ہو اوسکو عینک کے متصل رکھے اور عینک کو آفتاب مین دکھاوے جب جوت آفتاب کی عینک پر پڑے گی اوسکی حدت سے شمع خواہ کوئی چیز ہو منور ہو جائیگی یعنی آتش حرارت آفتاب سے بوساطت عینک کے اوس شے مین اوتر آویگی اسیطرح جناب سرور کائنات کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے آپ کی ذات کو آئینہ خدا نما بنایا جسوقت اہل شغل آئینہ روی احمدی کا تصور لوح دلپر باندہین بوساطت آپ کے انوار کبریائی لوح دل مین اوتر آئیگا اور دل مانند شمع کے منور ہو جائیگا۔ ھ

بھیجو درود و سلام نبیؐ پر آل نبیؐ اولاد علی پر

در فضائل اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین

حب حیدر سے جو معمور ہے سینہ میرا بنگیا دُر نجف دل کا نگینہ میرا

پنجتن پار لگاوین یہ سفینہ میرا　　بعد مرنیکے وطن ہووی مدینہ میرا

اب دیکھنا چاہیے کہ فضیلت اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی حد بیان سے باہر ہے بشر کو طاقت نہین کہ عشر عشیر لکھہ سکے کہ جنکی فضیلت اور بزرگی کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہے اور منجملہ منصوصات کے آیتہ مباہلہ اور آیہ تطہیر صادق و موجود ہے آیہ مباہلہ پارہ سوم فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ اب خیال کرنا چاہیے کہ اس آیت سے مخصوص آل عبا مراد ہین جو خاص تر اور قریب تر ہین اور تمام آفات اور بلیات اور مصائب اور امتحانات سخت تر انہین اشخاص کے واسطے خاص ہین کہ جنکی فضیلت اور پاکی مین آیہ تطہیر نازل ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ اخراب مین کمال عنایت کی راہ سے فرماتا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا یعنی اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے کہ لیجاوے تم سے ناپاکی کو اے گھر کے لوگ اور پاک کرے تمکو جو حق ہے پاکی کا جیسا کہ مسلم نے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ ایکروز باہر تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبحکو اسحال مین کہ اوڑھے ہوے تھے کمل نقش سیاہ بالونکا پس آئے حضرت امام حسنؓ وہ بھی داخل ہوے اوسمین پھر آئے حضرت امام حسین علیہ السلام وہ بھی داخل ہوے اوسمین پھر آئین جناب فاطمہ زہراؓ اونکو بھی حضرت نے داخل کیا بعد اوسکے آئے حضرت علیؓ اونکو بھی حضرت نے داخل کیا بعد اوسکی فرمایا اللہ تعالے نے

جاہتا ہے کہ دور کرے تمسے پلیدی اور برائی نفس کو اور تمکو خوب منزہ اور پاک کرے واضح ہو کہ مفسّرین نے دربارہ یطہرکم تطہیرا کے بہت سی رمزین لکھین ہین ایک تو مراد طہارت اور پاکی سے یہ ہے کہ پنجتن پاک کو اللہ تعالے نے برائی نفس اور غش و غل اور لہو لعب دنیاوی سے منزہ اور پاک بنایا + دوسرے یہ کہ اللہ تعالے نے پنجتن پاک کو روز ازل ہی سے شستہ اور پاک پیدا کیا تہا یہان پر یطہرکم تطہیرا اس سی یہ مراد لی جاتی ہے کہ پاک کرے تمکو حق پاکی کا ہے اور اس پاکی اور طہارت سے یہ مطلب ہے کہ جو لوازمہ بشریت عورتون کو ضرور اور لازم ہے یعنی حیض و نفاس اوس سے حضرت فاطمہ زہرہ رض کو اللہ تعالے نے مبرا کیا ہے یعنی جو علائق دنیاوی اور عورتون کو ہوتا ہے جیسے کہ تکالیف بار حمل وغیرہ ان سب امورونسے اللہ تعالے نے مبرا کیا چنانچہ جسوقت پیدا ہوئے حسن رض اور پیدا ہوئے حسین علیہ السلام تو محض شستہ اور پاک تہے آپ لوگونکو ضرورت طاہر اور پاک کرنے کی نہتھی یہین یطہرکم تطہیرا سے بہی مراد ہے کہ حضرات حسنین رض علائق دنیا سے پاک اور شستہ پیدا ہوئے جیسا کہ آن سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالے نے شستہ اور پاک پیدا کیا ضرورت طاہر کرنیکی بہی کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتون بار حمل وغیرہ سے منزہ اور پاک

تہین پس اسیطرح سے اللہ تعالے نے اہلبیت رسالت کو بھی منزہ اور پاک پیدا کیا تھا کہ جنکی پاکی اور طہارت کو کلام اللہ مین فرمایا ہے اور بہت سی فضیلت اور بزرگی پنجتن پاک کی احادیث وغیرہ سے ثابت ہے جیسا کہ وارد ہے

حدیث ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ الحسن والحسین فقال من احبی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ وقال ہذا حدیث المنکر

حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرات حسنین علیہم السلام کو اوٹھالیا اور فرمایا کہ جو مجھکو بہت دوست رکھےگا اور اون دونونکو دوست رکھیگا اور اونکے ماباپ کو دوست رکھےگا تو وہ شخص میرے ساتھ ہوگا روز قیامت مین

حدیث مثل اہلبیتی فیکم کمثل سفینۃ النوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ اہلبیت میرے تم لوگون مین مثل کشتی حضرت نوح علیہ السلام کے ہین جو شخص سوار ہوا اوس کشتی پر اوسنے طوفان سے نجات پائی اور جس شخص نے مخالفت کی اوسکی وہ غرق ہوا **حدیث** ان رسول اللہ صلعم قال الحسن والحسین سید شباب اہل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ حسن حسین سردار بہشتی جوانون کے ہین روایت ہے کہ ایکبار حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے حسن وجمال کو دیکھکر فرمایا کہ

حق تعالے نے تمسے حسین زیادہ کسیکو نہین پیدا کیا ہے اور خوبان دو عالم کو تجھہ سا جمال نہین دیا ہے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ذرا آدم علیہ السلام اور حوا ؑ کو بہشت سے فردوس اعلے مین لیجاو اور وہانکی سیر کراؤ غرض آدم اور حوا علیہم السلام جبرئیل علیہ السلام کے ساتہ فردوس علی مین آئے دیکھا کہ ایک شاہزادی موتی کے محل مین بڑے شان وشوکت سے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور کا اوسکے سر پر ہے اور دو گوشوارے نور کے ایسے اوسکے کان مین لٹک رہے ہین جنکی دمک سے سارے درودیوار اور تمامی گل گلزار جنت کی چمک رہے ہین حضرت آدم اور حوا علیہم السلام نے کہا کہ اللہ رے حسن اللہ رے جمال اللہ رے شان اللہ رے جلال پہر نہایت متحیر ہوکر جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون شاہزادی ہے کسکی صاحبزادی ہے کہ جسکے نور سے سارا باغ جنت نور علی نور ہو رہا ہے حوران بہشتی کے دلون مین سرور ہو رہا ہے وہ دونون گوشوارے ایسے دمک رہے ہین جنکے نور سے گل بوٹے چمک رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا مخدومہ دو جہان سیدہ زنان مریم حجرہ عصمت وجلال مغیبہ حجلہ حسن وجمال وکمال عروس جہاز خاتون سراپردہ اعزاز فاطمہ زہرای بتول بنت حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر پوچھا کہ اونکے سر پر تاج کیسا ہے

کہا کہ یہ تاجدار سورہ ہل اتی شہ سوار عرصہ لافتی وصی مصطفے اشفیع ال
ولا علی مرتضی اونکے شوہر ہین تاج ولایت کے گوہر ہین پھر پوچھا
وہ دونون گوشوارے کیسے ہین کہا یہ اونکے دونو فرزند پیارے
آنکھونکے تارے چرخ شہادت کے ستارے حسن وحسین علیہم السلام
ہین آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام کیا یہ لوگ میرے
پہلے پیدا کئے گئے ہین کہا اے آدم علیہ السلام یہ لوگ علم الہی مین
چار ہزار برس تمہاری خلقت سے پہلے موجود تھے جب آدم علیہ السلام
نے ایسا دیکھا اور سُنا تو یون بولے ع حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جسم مبارک کا ٹکڑہ گوشت جدا ہوکر گود مین ہمارے آیا ہے جب خواب سے
بیدار ہوئین تو حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کیا
کہ ہمنے خواب متوحش دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ بیان کرو حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو دیکھا تھا وہ بجنسہ بیان کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا اُم سلمہ یہ خواب تمکو مبارک ہو
اور تعبیر اسکی یہہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حاملہ ہین
اونسے فرزند تولد ہوگا وہ گود مین تمہارے پرورش پاویگا

اور ٹکڑہ گوشت سے اشارہ طرف اوسی فرزند ارجمند کے ہے **حدیث** تفسیر کشاف مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علی علیہ السلام پہلے بہشت مین ہم اور تم اور حسن اور حسین علیہم السلام جاوینگے اور بی بیان ہماری داہنے بائین ہونگی اور باقی اولاد ہمارے پیچھے بی بیون ہمارے کے ہونگے **حدیث** فرماتے ہین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ کے اندر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خیمہ مین حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت حسن اور حضرت حسین علیہ السلام اجمعین تھے پس آپ نے فرمایا کہ اے مسلمانون مین صلح کرونگا اوس سے جو اہل خیمہ سے صلح رکھیگا اور لڑونگا اوس سے جو اہل خیمہ سے لڑیگا اور دوست ہون اونکا جو دوستی رکھیگا اونسے اور نیک بخت پاک ذات پاک طینت ہوگا وہ اونسے جو دوستی رکھیگا اور محبت اور تابعداری کریگا اور اونسے وہی شخص بغض رکھیگا جو شخص کمبخت اور کم نصیب بدخصلت بداطوار ناسزا بدکردار ہوگا **روایت** ہے کہ ایکروز ام ایمن کہلائی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درِ دولت پر حضرت خاتون قیامت کے گئی دیکھا کہ دروازہ بند ہے جوف دروازہ سے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت بتول بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نزدیک چکی کے آرام فرما رہی ہین اور چکی خود بخود چل رہی ہے مگر چلانے والا چکی کا کوئی معلوم نہین ہوتا ہے اور گہوارہ حسین علیہ السلام کا ہل رہا ہے اور ہلانے والا کوئی نظر نہین دیتا ہے اور تسبیح دست مبارک مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا کے خود بخود پہر رہی ہے اور تسبیح پھرانے والا کوئی معلوم نہین ہوتا اُم ایمن یہہ کرامت عجیبہ غریبہ دیکھکر خدمت بابرکت مین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوئی اور یہہ حالات عجیبہ عرض کیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ام ایمن آج دُو تین روز سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بسبب علالت طبیعت حسین علیہ السلام کے آرام نہین فرمایا تہا اور اسوقت واسطے صاحبزادون کے آٹا پیستی تہین اور گہوارہ کو بھی ہلاتی جاتی تہین اور تسبیح بھی پڑھتی تہین کہ اتفاقاً آپ کو غنودگی آگئی اوسوقت فرشتونکو حکم خدا ہوا کہ ایک فرشتہ چکی چلاوے اور ایک گہوارہ ہلاوے اور ایک تسبیح پڑھے کہ حسین کوئی کام موقوف نرہے اسواسطے کہ اگر آٹا تیار نہوا تو حسنین علیہم السلام بہوکہے رہین گے اور اگر گہوارہ نہ ہلایا گیا تو بیدار ہوجاوینگے اور اونکی بیداری کی وجہہ سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی بیدار ہوجاوینگی اور اگر تسبیح موقوف ہوئی تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے روزمرہ مین فرق پڑیگا اے محبان اہلبیت ذرا خیال تو کرو کہ اللہ تعالے

کو کسقدر خاطر منظور تھی کہ فرشتو نسے چکی چلوائی اور گہوارہ ہلوایا اب یہانسے فضیلت اہلبیت کس درجہ کو پائی جاتی ہے کہ حد بیان سے باہر ہے مگر کیا حسرت اور افسوس کا مقام ہے کہ حسن حسینؑ کا گہوارہ فرشتون نے ہلایا اوسی حسین علیہ السلام کو ظالمون نے بے آب و دانہ تشنہ و گرسنہ میدان کربلا مین ساتھ انواع ایذا کے شہید کیا اسوقت روح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا کو کیسا صدمہ گذرا ہوگا ۵ ❊ بھیجو درود و سلام نبیؐ پر آل نبیؐ اولاد علیؓ پر ❊ روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلعم ساتھ جماعت کے نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت امام حسینؑ مسجد کے اندر آئے اور حضرت رسول خدا صلعم کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھے حضرت نے سر مبارک کو نہ اوٹھایا بہت دیر تک سجدہ مین رہے جب حضرت امام حسینؑ پیٹھ سے اوترے تو حضرت صلعم نے سر کو اوٹھایا بعد ادائے نماز صحابون نے عرض کیا کہ آج سجدہ مین کیا وحی نازل ہوئی تھی جو حضور نے اسقدر توقف فرمایا حضرت نے کہا کہ میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا مجھے ناگوار ہوا کہ جب تک وہ جی بھر بیٹھ نہ لے سر کو نہ اوٹھاؤن اسوجہہ سے مین نے سجدہ مین توقف کیا روایت منقول نور الائمہ مین لائے ہین کہ ایک وقت حضرت امام حسین علیہ السلام لڑکون کے شامل محلہ مدینہ منورہ مین کھیل رہے

ہے کہ اسعرصہ مین حضرت خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گوشہ سے آئے اور قصد کیا کہ حضرت حسین ع کو پکڑین امام علیہ السلام نے اپنے کو درمیان لڑکون کے بہگایا اور حضرت صلعم پیچھے حضرت حسین ع کے دوڑے قصہ کوتاہ حضرت حسین علیہ السلام بھاگتے پہرتے تھے اور حضرت صلعم تعاقب کرتے تھے آخرش حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے حسین علیہ السلام کیون بھاگتے پہرتے ہو حسین ع نے فرمایا ای شاہ دوعالم مین بھاگتا نہین ہون حضور کو جست وجو و تلاش مین لاتا ہون جیسے معشوق عاشق سے پرہیز کرتا ہے گویا فکر اور طلب کو اوسکی تیز کرتا ہے القصہ حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکڑا اور گود مین لیا اور ہاتھہ واسطے دعا کے اوٹھائے اور فرمایا **اللھم واحبہ واحبہ** بار خدایا مین حسین ع کو دوست رکھتا ہون تو بھی اونکو دوست رکھہ اور جو اونکو دوست رکھے تو اونکو دوست رکھہ **روایت** مین آیا ہے کہ حضرت صلعم ساتھہ جماعت یارونکے بازار مین گذرے ایک جماعت لڑکون کی کہیلتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک گئے اور اونمین سے ایک لڑکیکو پکڑا اور پیشانی کو بوسہ دیکر گود مین لیا یارون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ابا اس لڑکے پر جو آپ اتنی

امام علیہ السلام دوش نبوت پر سوار اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان کے اس گوشہ سے اوس گوشہ مین اور اوس سے اوس گوشہ مین گھٹنون جاتے اور آتے تھے اسعرصہ مین حسین ؑ نے کہا کہ ناناجان سبکے شتر بولتے ہین ہمارا شتر بولتا نہین حضرت صلعم نے ایکبار فرمایا کہ عفو اور قصد کیا کہ بار دیگر کہین اس مابین مین حضرت جبرئیل ؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالے بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ ایک بار اور آپ نے کلمہ عفو اپنی زبان مبارک سے فرمایا تو کل جہنمی کو دوزخ سے آزاد کرنا پڑیگا بلکہ آگ دوزخکی سرد ہوجاویگی ای محبان حسین اب پہچانیے قدر و مراتب کو حسین علیہ السلام کے خیال فرماو کہ کسقدر پاسداری اللہ اور رسول کو منظور تھی کہ حضرت نے پشت مبارک پر سوار کیا مگر افسوس کہ ظالمون نے اوسی حسین کو کہ جو پشت آفتاب رسالت پر سوار ہوا اور اون گیسوؤنکو دست مبارک مین لیا کہ جسکا ایک بال بخشایش دونو جہان کے لیے کافی اور بس ہے ساتھ انواع ظلم اور ستم خنجر ظلم سے تین دن کا بھوکھا پیاسا شہید کیا اور لاش گھوڑون کے سمون سے روندا اوسوقت کیا صدمہ روح صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا ہوگا

روایت لطایف اشرفی مین ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے داہنے زانو پر حضرت امام حسین علیہ السلام اور بائین زانو پر حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھے تھے کہ اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیغام لائے کہ حق تعالے دونو کو آپ کے پاس نہ رکھیگا ایک کو آپ کے پاس سے لیلیگا آپ ان دونو مین سے ایک کو اختیار فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسین علیہ السلام نہونگے تو میرا دل بھی اونکے فراق مین جلیگا اور حضرت علی اور فاطمہ اور حسن علیہم السلام کو بھی بہت رنج ہوگا اور اگر ابراہیم نہونگے تو مجکو زیادہ قلق ہوگا میرا جگر شق ہوگا مین نے اپنا ہی رنج اختیار کیا نہ رنج ان لوگونکا اور حسین علیہ السلام پر ابراہیم علیہ السلام کا مرنا قبول کیا پھر اسکے تین دن کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا بعد اوسکے جب حضرت امام حسین علیہ السلام حضور نبوی مین آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے بوسے لیتے اور فرماتے اھلاً ومرحبا من فدیہ یا بنی کہا مین نے مرحبا اے حسین کہ تمپر مینے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کیے اے محبان اہلبیت دیکھو اور خیال کرو کہ فرط محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھی * کہ آپ نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو حضرت حسین علیہ السلام پر فدا کیا واے برحال اون ملعونونکے کہ جنھون نے

Checked
1987

اوسی حسین لخت جگر بتول و سرور سینہ رسولؐ کو کیسی کیسی ایذا کے ساتہہ بہوکھا پیاسا میدان کربلا مین شہید کیا اوسوقت حضرت صلعم کی روح اطہر کو کیا کچھہ صدمہ نہوا ہوگا **روایت** عیون اخبار الرضا مین ہے جناب حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ ایکدن مین اپنے جد بزرگوار کے حضور مین گیا ابی بن کعب حضرت کے پاس موجود تھے آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا مرحبا یا ابا عبد اللہ یا زین السموات والارض مرحبا ای حسینؑ ای رونق زمین و آسمان کے۔ ابی نے کہا یا رسول اللہ صلعم آپ کے سوا اور کسی سے بھی رونق اور آرائش آسمان اور زمین کی ہوئی ہے آپ نے فرمایا اے ابی قسم خدا کی حسین علیہ السلام کی بزرگی آسمان مین دنیا سے زیادہ ہے اور نام انکا یمین عرش مین مصباح ہدی اور سفینہ نجات لکھا ہے **روایت ہے** کہ جب حق سبحانہ تعالے نے بہشت کو پیدا کیا تو اوسکو خطاب ہوا کہ اے بہشت تو منزل میرے عشاق اور محبون کی ہوگی اور مسکن فقرا اور مساکین کی ہوگی بہشت نے با دل مغموم عرض کیا کہ خداوندا اس حسن و خوبی کے ساتہہ تو نے مجھے تو عدم سے وجود مین لایا مگر مجھے فقرا اور مساکین کا مسکن بنایا ندا آئی ای بہشت کیا تو راضی نہین ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ سے تیرے ارکان کی زینت فرماؤنگا

اور اپنے عرش کے دونون گوشوارے اونکو بناؤنگا بہشت نے
عرض کیا کہ خداوندا اب مین راضی ہون اور کسی چیز کی تقاضی نہین
ہون سبحان اللہ اگر بہشت ہے تو آرایش اوسکی ارکان کی حسن
اور حسین علیہم السلام مین اور اگر عرش کو رونق ہے تو انہین دونون
حسن اور حسین علیہم السلام سے اور اگر دل مومنان ہے تو روشنی اوسکی
محبت حسنین سے روایت ہی کہ ایک روز حسن اور حسین علیہم السلام
دونون صاحبزادون نے کوئی کتاب لکھی اور حضور مین حضرت محمدؐ
مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گئے اور کہا کہ ناناجان حضور تم دونون
کے حرفون کو دیکھہ کر فرما دیجئے کہ کسکا حرف بہتر ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے دل مین خیال گذرانا کہ اگر مین دونون مین سے
کسیکے حرف کو بہتر کہتا ہون تو البتہ ایک کو رنج پیدا ہوتا ہے یہ سمجھہ کر
آپ نے فرمایا کہ جاؤ علی علیہ السلام سے پوچھو دونو صاحبزادگان خدمت
مین حضرت علی علیہ السلام کے آئے اور فرمایا باباجان آپ دیکھیے کسکا
حرف بہتر ہے آپ نے بھی اوسی خیال سے کہ دو مین ایک کو رنج پیدا
ہوگا فرمایا کہ جاؤ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھو آپ لوگ
خدمت بابرکت مین حضرت خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کے تشریف
لیگئے اور کہا کہ اماجان حضور دیکھیے ہم دونون کے حرفونکو کسکے

اچھے ہین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دل مین خیال کیا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام پر حوالہ کیا اور اونہون نے ہمپر حوالہ کیا اب مین کسپر حوالہ کرون اگر دو مین سے ایک حرف کو اچھا کہتی ہون تو دو مین ایک کو ضرور رنج ہوگا یہ خیال کرکے آپ نے تین موتیان نکالین اور کہا کہ مین ان تینون موتیونکو لٹکاتی ہون تم دونون مین سے جو وہ پائے اوسکا حرف اچھا ہے حسین علیہ السلام اس بات پر راضی ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے موتیونکو لٹکایا اوسیوقت حکم خدا جبرئیل علیہ السلام کو ہوا کہ جلد جاو اور ایک موتی کو دو ٹکڑے کردو کہ حسنین کسی صاحبزادے کو رنج نہو کیونکہ ہمارے نزدیک دونو برابر ہین فوراً جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہنوز موتی زمین پر گرنے نپایا تھا کہ دو ٹکڑے کیا غرض ڈیڑھ موتی بڑے صاحبزادے اور ڈیڑھ موتی چھوٹے صاحبزادے نے پایا تب حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم دونو کے حرف بہتر ہین ای عاشقان حسین علیہم السلام دیکھو تو رتبہ حسنین علیہم السلام کا کسقدر ہے کہ دلجوئی آپ لوگونکی اللہ تعالے کو منظور تھی کہ موتی دو ٹکڑے کیا گیا وائے بر حال ان ظالمان خدا ناترس کے کہ جس حسین علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالے نے موتی دو ٹکڑے کیا

افسوس صد افسوس کہ اوسی حسین علیہ السلام کے سر کو ظالمون نے خنجر ظلم
سے دو ٹکڑے کیا **بیت** موتی پہ جبرئیل سے جسکے لیے ترشا وہ در یتیم
آج ہے نے سر تہ خنجر **روایت** ہی کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ فضیلت مین مین زیادہ ہون
یا تم حضرت حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپکو تو اللہ تعالے نے
سب سے افضل تر بنایا مگر مین فضیلت مین زیادہ ہون حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیونکہ حضرت امام حسین نے فرمایا کہ یہہ تو ظاہر ہے
کہ ہمارا نانا خاتم رسل شافع جزو کل مہدی ہادی انس و جان
باعث نزول فرقان پیغمبر آخر الزمان انیس بیچارگان ہے آپکا
نانا ایسا کہان ہمارا باپ علی شیر خدا صاحب لا فتے خیبر شکن اژدر
مشکلکشا ہے آپ کا باپ ایسا کہان ہماری مان فاطمہ زہرہ بنت
رسول خاتون قیامت ہے آپ کی مان ایسی کہان ہمارا بھائی
حسن مجتبی سرور سینہ مصطفے الممتحن جگر مرتضے و نور دیدہ فاطمہ زہرا
ہے آپ کا بھائی ایسا کہان ہمارا دادا امیر حمزہ صاحب لوا گردن
کش اشقیا ہے اپکا دادا ایسا کہان ہماری نانی حضرت
خدیجہ الکبرا آپ کی نانی ایسی کہان سبحان اللہ
کیا از و نیاز تھا کہ حسین علیہ السلام فرماتے جاتے تھے

اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراے تھے کہ کیا فرط محبت تھی
اور کلمات معشوقانہ تھے روایت ہی کہ ایک روز حضرت عثمان
غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معہ صحابہ کبار دعوت
فرمائی اور بڑی تعظیم وتکریم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اپنے مکان پر لیگئے اور مسجد سے مکان تک جتنے قدم حضرت
کے گنتی مین آئے اوتنے غلام آزاد کئے قصہ مختصر جب دعوت سے
فراغت ہوئی تو حضرت شیر خدا صاحب لافتے اعلی مرتضی اپنے
مکان پر تشریف لائے اور ذکر دعوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور یہہ کہا کہ ہم نے بضاعتی
سے اپنی مجبور ہین تھین تو ہم بھی دعوت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کرتے یہ بات سنکر حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا علی
کچہہ غم نکہا اور جاؤ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ کل
آپ کی معہ صحابہ صغار وکبار بلکہ کل اہل مدینہ کی ہمارے یہان دعوت
قبول فرمائے قصہ کوتاہ حضرت علی علیہ السلام حضور مین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کل آپ کی اور سب اہل مدینہ کی ہمارے یہان دعوت ہے
قبول فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی تمہارا

حال بہر خوب روشن ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ آپکا فرمانا
سب صحیح ہے لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ فرماتی ہین کہ مجکو آسرا قادر مطلق
کا ہے الغرض حضرت بلال نے بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام
مدینہ مین منادی کی کہ کل کل اہل مدینہ کی دعوت حضرت علی علیہ السلام
کے یہان ہے المختصر دوسرے روز کل اہل مدینہ مسجد نبوی مین جمع
ہوے اور دوپہر قریب ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سامان دعوت تیار ہے یا نہین
حضرت علی علیہ السلام حضور مین حضرت فاطمہ زہرا کی گئے اور فرمایا کہ لوگ
جمع ہوے آپ نے فرمایا کہ جاؤ بے خوف وہراس بلا لاؤ ادہر تو یہ فرمایا
اور ادھر سر بسجود ہوئین کہ ای پروردگار تیرے محبوب کی بیٹی نے
دعوت اہل مدینہ کی کی ہے سامان دعوت جلد غیب سے عنایت فرما اسیوقت
دریا ے رحمت ایزدی جوش مین آیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو
حکم ہوا کہ ستر ہزار فرشتے ہمراہ لو اور نعمتہای جنت لیکر در دولت پر
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جلد حاضر ہو اللہ اللہ آپ ابہی
سجدہ مین تھین کہ کل سامان دعوت معہ فروش زربفت وظروفہای
طلائی موجود ہوا القصہ کہ تا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ کل اہل
مدینہ تشریف لائی اور یہ سامان دیکھکر بہت لوگ حیران ہوے آخرش بیٹہے

لوگون کے آگے ظروف طلاقی مین کھانے چُنے اور حکم ہوا کہ جو لوگ
کھانا کھا دین وہ برتن ہمراہ لیجا دین بہ سبب طول کے احوال مفصل نہ لکھا
یعنی ایک ظرف کی قیمت ہفت اقلیم کے بادشاہت پر کافی تھی ای مسلمانو
یہ جگہ نہایت خوشی کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت سے
فراغت پائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائی اور کہا کہ
اللہ تعالی بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہی کہ مسجد سے جتنے قدم
آپ کے دروازی تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گنتی مین
آتے اُتنے دوزخیونکو جنکو محض مایوسی ہی آزاد کیا اور دوسرے
روایت مین ہے کہ جتنے قدم آپ کی گنتی مین آتے پیچھے ہر قدم
کے ایک دنبہ اور اوس دنبہ مین جتنی روئین ہین سینے اتنے دوزخیونکو
دوزخ سے آزاد کیا اب وفور رحمت اور کرامت کو خیال کرنا چاہئے
کہ کتنی بڑی امید امت عاصی کو ہوتی مگر افسوس صد افسوس
کہ جسکی خاطر ایسے دوزخی آزاد کئے جاتین کہ نا امید محقق تھی اور اسکی
فرزند لخت جگر کو اُمتان سبے دغا تشنہ اور گرسنہ معہ اہل وعیال شہید کیا
اُسوقت کیا حال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ہوا ہوگا شیخ مفید علیہ الرحمہ
لاتے ہین کہ جسوقت جبرئیل علیہ السلام واسطے تہنیت ولادت حضرت
امام حسین علیہ السلام کے آتے تھے اثنا راہ مین دیکھا کہ ایک فرشتہ

زمین پر پڑا ہوا زار زار روتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے اُس فرشتہ کو
پہچانا کہ ملائکہ تیسرے آسمان اور مقدم ستّر ہزار فرشتہ کا تھا اور نام اُسکا
فطرس ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ای فطرس یہ تیرا کیا حال ہے
اُس فرشتہ نی کہا کہ یا روح الامین حق جل شانہ تعالی نے مجھکو ایک خدمت
کا حکم فرمایا تھا تھوڑی غفلت واقع ہوئی برق عبرت سے اکثر پر و بال میرے
جلا دیے گئے روز مسند عزت پر تھا آج جلے روز خاک ذلت پر ہوں تم
ابھی جبرئیل علیہ السلام کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ ملازمت میں سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مبارکباد مولود حسین علیہ السلام کو
جاتا ہوں فطرس نے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر مجھکو ہمراہ لیتے چلتے
شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت ہماری کرا دیں اور پر و بال
ہمارے ہو جاویں جبرئیل علیہ السلام اُس فرشتہ کو ہمراہ لیکر خدمت
میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور بعد ادا ے
مبارکباد کے حال اُس فرشتہ کا عرض کیا اُسوقت حضرت امام حسین
علیہ السلام کنار عاطفت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای فطرس آؤ اور
بازو اپنی جسم پر حسین علیہ السلام سے مل فطرس نے بموجب حکم کی تعمیل کیا
فوراً پر و بال اُس نیکخصال کے درست ہو گئے بعدہٗ اپنی جگہ رفیع پر جا کر

عبادت مین مشغول ہوا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کی جب
اوپر اُس قصہ کے آگاہ ہوا تو کہا کہ یا الٰہی کیا بہتر ہوتا کہ اسوقت خبر
ہوتی تو مین بھی ساتھ رفیقان اپنے دشمنان حسین علیہ السلام سے
حرب کرتا خطاب آیا کہ اگر وہ بات نہین ہوتی تو اب معہ ستتر ہزار فرشتہ
کہ جو تابعدار تیرے ہین جا اور اوپر روضہ مقدسہ حضرت امام حسین
علیہ السلام کے خدمت کر اور صبح اور شام اوپر مصیبت امام مظلوم کے
رویا کر اور ثواب رونے کا اپنے اُن لوگون کو بخش کہ جو لوگ
مصیبت امام حسین علیہ السلام مین روتے اور رلاتے ہین بھیجو
درود وسلام نبی پر آل نبی پر اولاد علی پر روایت ہی کہ ایک روز
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہین سفر مین تشریف لیجانیکو
مستعد تھے اور گھوڑا دروازہ پر معہ زین ولگام تیار تھا اور حسین
علیہ السلام اُن دنون بہت صغیر سن تھے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام
کو گود مین لیتے ہوئے باہر نکل آتے اور گھوڑے کے پاس کھڑے
ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام طرف گھوڑے کے ہمکنے لگے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ بیٹا حسین کیا گھوڑے پہ سوار ہونیکو جی چاہتا ہے
فوراً حکم گھوڑے کو ہوا کہ جلد چارون زانو سے آگے حسین علیہ السلام
کے بیٹھ جا گھوڑا فوراً چارون زانو سے آگے حسین علیہ السلام کے

بیٹھ گیا اب غور و انصاف کا مقام ہے کہ جسکی خاطر اللہ پاک کو اسقدر منظور ہوا اور اُسکی سر کو ظالمون نے ساتھ انواع ظلم کے تن سے جدا کیا کیسا غصہ پروردگار عالم کو ہوا ہوگا اور کیسا بدلا اُن ظالمون سے قیامت مین لیا جاویگا روایت ہے کہ ایک شخص تھے خوشخو خوشرو دوستون سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام اُنکا دحیہ کلبی تھا جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو آپ اُنکی بڑی خاطر اور توقیر فرماتے اور جو دحیہ کلبی آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ آتے حضرت امام حسین علیہ السلام علیہ السلام کیواسطے کچھ ساتھ لاتے اور دونون شاہزادے بھی اُنسے مانوس تھے جب وہ آتے تو آپ لوگ بے تکلف اُنکی گود مین جا بیٹھتے اور گریبان اور آستین کو اُنکے ٹٹولنے لگتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی کبھی بصورت دحیہ کلبی کے حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوا کرتے تھے غرض ایک دن جبرئیل علیہ السلام بصورت دحیہ کلبی کے تشریف لائے اور اُسوقت دونون شاہزادے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گود مین تھے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت دحیہ کلبی کے دیکھکر گود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھکر گستاخانہ جبرئیل علیہ السلام کی گود مین جا بیٹھے اور آستین اور گریبان مین اُنکے ہاتھ دینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنے چاہا کہ شاہزادونکو گودسے اٹھاوین جبرئیل علیہ السلام نی کہا کہ یا رسول اللہ آپ خاموش رہین بچونکو کچھ نہ کہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اخی جبرئیل کیونکر نہ کچھ کہون کسطرح چپ رہون یہ لوگ تمھاری قدر اور حرمت جانتی نہین تمکو دحیہ کلبی سمجھکر گستاخی کے ساتھ پیش آتے ہین کبھی گریبان اور کبھی تمھاری ڈاڑھی پر ہاتھ لاتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ آپکو انکی اتنی گستاخی پر اسقدر ملال ہوتا ہے آپکا یہ حال ہوتا ہے حضرت اکثر اتفاق ہوا ہے کہ انکی والدہ ماجدہ خاتون کبری حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا نماز تہجد پڑھکر سو گئی ہین شاہزادون سے غافل ہو گئی ہین اور اگر ان دونون پیارون کو اسوقت گہوارہ مین بیداری ہوئی رونیکی تیاری ہوئی ہے تو اسوقت مجھی فرمان باری ہوا ہے کہ ہان جبرئیل دیکھو جلد جاؤ اور حسنین علیہم السلام کا گہوارہ ہلاؤ اگر یہ لوگ روئینگے تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی نیند کی مخل ہونگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مینے اکثر راتون کو گہوارے انکے جھولائے ہین اگر یہ لوگ میری گود مین بیٹھے اور ہاتھ جیب اور گریبان مین ڈالین تو اسی کیا ہوا اگر مین اسمین حیران ہون سر بگریبان ہون کہ میری آستین اور گریبان مین

یہ لوگ کیا تلاش کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ یا اخی جبرئیل تم اسوقت بصورت دحیہ کلبی کے آئی ہو اور جب دحیہ کلبی
یہان آتے ہین تو لڑکون کے واسطے کچھ میوہ کوئی سوغات لاتے ہین یہ
لوگ تمھارے کپڑون مین وہی سوغات ڈھونڈھتے ہین جبرئیل علیہ السلام
نے عرض کیا اچھا مین بہشت مین جاتا ہون اور پروردگار عالم سے
عرض کرکے ابھی بہشتی میوہ لاتا ہون غرض جبرئیل علیہ السلام نے ایک
خوشہ انگور کا اور انار بہشت سے لا حسنین علیہم السلام کو دیا اتنے مین
ایک سائل آیا اور حرف سوال زبان پر لایا کہ اے اہلبیت نبوت مجہپر کرم
کیجئے للہ مجھے کچھ دیجئے خصوصاً انگور کہ مدت سے مجھے اسکا شوق جی
مین ازبس ذوق سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ
اُس سائل کو خوشہ انگور مین سے کچھ دین اُسپر ایثار کرین جبرئیل علیہ السلام
نے روکا کہ نہین یہ شیطان بد انجام ہے اسپر میوہ بہشتی حرام ہے
غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ انگور اور دانہ انار کو توڑ
توڑکر شاہزادون کے منھ مین دیتے تھے اور بڑے پیار اور
محبت سے اُنکی رخسارون کو چومتے تھے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حسنین علیہم السلام کو بہت
پیار فرماتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ کیون نہین

اَوْلَادُنَا اَکْبَادُنَا میرے اولاد میرے جگر ہین پھر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن اشقیاء امت یہ دونون باغ اور چشم چراغ کو شربت شہادت پلا وینگے اس صورت زیبا کو انکے خاک و خون مین ملا ینگے ایک کو زہر ہلاہل پلاکر اور دوسرے کو خاک کربلا پر لاکر ساتھ انواع ظلم اور مصیبت کے شہید کرینگے اور یہ مصیبت آنکی باعث زیادتی شفاعت کی ہوگی شعر بروز حشر یہ بینی بدست پیغمبر کلید گنج شفاعت بخون بہاے حسین ٭ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سنکر بہت اندوھگین ہوئے اور آنکھین ڈبڈبا آئین نہایت غمگین ہوے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُسوقت ایک انار اور ایک سیب اور ایک بہی بہشت سے لیکر شاہزادونکو دیے صاحبزادے بہت خوش ہوے آپ نے فرمایا گھر لیجاؤ ماں باپ کے ساتھ ملکر کھاؤ مگر سب نہ کھا لینا تھوڑا تھوڑا تینون مین سے رہنے دینا صاحبزادے اُن میوون کو گھر لیگئے معمول تھا کہ ہر روز اُسمین سے گھر کے سب لوگ کھاتے تھے مگر تینون میوے دوسرے دن مسلم اور درست ہو جاتے تھے جب حضرت سیدہ نے قضا فرمایا انار گم ہوگیا پھر جب شیر خدا نے شہادت پائی بہی کا پتہ نہ ملا مگر سیب حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس ہمیشہ رہتا تھا کربلا مین وقت علیہ

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD

پیاس کے جب نوبت اُسکے سونگھنے کی آتی تو تشنگی فرو ہو جاتی جنہون
شہادت پائی وہ سیب بھی غائب ہوگیا مگر اب تک بھی ای عاشقان
ومحبان حسین علیہ السلام جو روضۂ انور پر اُنکی زیارت سراپا فیض برکت
کو جاتی ہین وہی مہک سیب بہشتی کی پاتے ہین ای محبان اہلبیت
نبوی دیکھو اور خیال کرو کہ جس حسین علیہ السلام کے واسطے جبرئیل
علیہ السلام بہشت سے میوہ لائے اور رونا اُنکا گوارا نکیا افسوس
صد افسوس کہ اُسی حسین علیہ السلام کو ظالمان خدا نا ترس نے
تین روز تک بے آب و دانا رکھا کنارہ فراط کے معہ خویش
و اقارب و رفیقان دلبند کو اُسکے انواع الواع ستم کے ساتھ
خنجر ظلم سے شہید کیا **روایت** ہے کہ جسوقت حشر مین انصاف
گنہگاران اور نیک کاران کا ہوگا اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی
دوزخ مین داخل ہونگے تو اُسوقت تک دوزخ یہی کہیگی کہ پروردگار
ہنوز پیٹ ہمارا نہین بھرا اُسوقت اللہ تعالی حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو حکم دیگا کہ عرش کے گوشہ مین شیشیان رکھی ہین اُنہین سے
ایک شیشی اُٹھا لاؤ اور عرق اُسکا دوزخ مین ڈالو جبرئیل علیہ السلام
ویسا ہی کرینگے ہنوز دو تین قطرہ دوزخ مین نہین پڑے ہونگے
کہ دوزخ فریاد لائی گی کہ یا رب العالمین اگر ایک قطرہ اور پڑا تو بالکل

آگ دوزخ کی سرد ہو جائیگی اُسوقت اللہ تعالی فرمائیگا کہ ای جبرئیل بس کرو تب جبرئیل علیہ السلام عرض کرینگے کہ خداوندا اس شئے مین کیا چیز ہے کہ جس سے دوزخ پناہ مانگتی ہے تو اللہ تعالی فرمائیگا کہ یہ اشکِ چشمِ محبانِ اہلبیت ہے یعنی جو شخص دیدہ دلسے محبت اہلبیت مین روتا ہے اُسکے آنسوؤن کو مین خود اُٹھا رکھتا ہون ای مومنین دیکھو تو کیا درجہ محبان اہلبیت کا ہے کہ ایک قطرہ آنسو جو شخص محبت اہلبیت ہوت مین گراوے تو اُسکی اُوپر آگ دوزخ حرام ہو جائے ۔ بھیجو درود و سلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر ۔

درخبر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

آؤ یہ بزم ذکر شہنشاہ کربلا + عطر گل حدیقہ ایمان کو تو بسا + آؤ یہان کہ فضل خدا دستگیر ہے + حاضر ہو سر سے آنکھون سے با صدق با صفا آؤ یہان سعادت کونین ہے یہان + آؤ یہان کہ فیض ہے اور عزت و علا + یہ بزم وہ ہی جسکے لئے قدسیان عرش + سرگرم اہتمام ہین از صبح تا مسا + یہ بزم وہ ہے رحمت حق ہے جہان نثار + جلوہ کنان ہے نور خداوند دوسرا + باندھے صفین کھڑے ہین دورویہ یہان ملک + ملتی نہین ہر ایک کو یہان بیٹھنے کی جا + دبیران کارگاہ لم یزلی و سفینہ چاکان اسرار شہادت خفی و جلی نے اس معرکہ جانکاہ کو قبل

از ظہور آدم بلکہ ہنگام تزئین عرش معظم کے ہویدا کیا اور منظور یہ ہوا کہ تکمیل اس کرامت کا اُس یکتائے روزگار سراپا افتخار جسکا نام ساق عرش پر ہمارے نام نامی کے ذیل میں مندرج ہے یہ سر خفی بروقت ایجاد اٹھارہ ہزار عالم اور خلقت خلاصہ بنی آدم کے کھلیگا اور نتیجہ اس اہتمام و انتظام کا اُس محبوب الٰہی شمع حریم کبریائی کو ملیگا ابھی اسکا محل لاہوت ہے نہ عالم ناسوت و ملکوت چنانچہ جب روح اطہر جناب ختم المرسلین پیدا ہوئی اور ظہور سب خلقتوں کا ہوا تو اُسوقت ملائکہ مقربین کو حکم ہوا کہ عالم جبروت میں میرے حبیب پاک کی زیارت کرو اور معاملات کو بطور اخبار آئندہ حضور میں اُس سرور انبیا کی مجملاً عرض کرو مگر اخفای خفی اور جلاے جلی ملحوظ نظر رہے اور تبلیغ اس حکم میں صرف اوقات سربسر ہے چنانچہ تا وقت ظہور جناب خاتم رسالت محبوب رب المشرقین صاحب اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا یہ راز کہ جسکے سمجھنے سے جگر اور جگر جامہ شق ہوتا ہے پوشیدہ و مستتر رہا اثر اُسکا کسیطرح ظاہر نہ ہوا جبکہ تکمیل رسالت اور نزول وحی کی شوکت اور جلالت ہوئی اور حضرت حسین قرۃ العین نبی آخر الزمان شافع گناہ امتان جگر گوشہ طٰہٰ و یٰسین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بطن مقدس سے حضرت سیدۃ النسا شفیع گناہ ما و شما حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا باہزاراں نور

زیب وزینت وشوکت وجلالت وتہمت ومراقبت رونق افروز ہونگے
اُسوقت حقتعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضور نبوی مین
بھیجا کہ میرے حبیب کو تولد فرزند ارجمند کی مبارکبادی دو اور اُسکی ساتھ
حسین علیہ السلام کی تعزیت بھی کرو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئی
اورحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام
کو آغوش مین لئے تھے اور حلقوم نازنین کو بوسہ دے رہے تھے
جبرئیل علیہ السلام نے پہلے حقتعالی کیطرف سے مبارکبادی بعدہُ
تعزیت شروع کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای اخی
جبرئیل مبارکبادیکا سبب تو معلوم ہے مگر یہ تعزیت کا کیا سبب ہے
کونسا موقع ہے عرض کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
شاہزادے کے حلقوم پر جس جگہ حضور بار بار بوسے دے رہے ہین بعد
وفات آپکے اور انکے مانکی اور بعد شہید ہوجانے انکے باپ اور بھائی
کے اشقیای اُمت خنجر آبدار چلائینگے اور خیمہ اہلبیت نبوت کو آتش
جور وجفا سے جلائینگے اور کچھ واقع کربلا حضور مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے عرض کیا آپ سُنکر بہت روئے اور حضرت علی علیہ السلام بھی
یہ حال سنکر رونے لگے اور روتے ہوے حجرہ مین حضرت فاطمہ زہرا
کے تشریف لے گئے حضرت سیدہ نے فرمایا خیر تو ہے آج دل خوشیکا

نہ غم کا مجھے بڑا تعجب ہے کہ اسوقت رونیکا کیا سبب ہے شیر خدا نے فرمایا کہ غم حسین علیہ السّلام مین روتا ہون اسوقت حقتعالے کیطرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مبارکبادی ولادت حسین علیہ السّلام کی آئی ہے اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبرئیل علیہ السّلام نے خبر شہادت حسین علیہ السّلام کی سُنائی ہے حضرت سیّدہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی زار زار رونے لگین اور یون فرمانے لگین کہ بابا جان میری جان آپ پر قربان میرے حسینؑ نے کیا خطا کی کہ بے رحمان امت اسکو تشنہ بے آب و دانہ کربلا مین شہید کرینگے اور خود شادی عید کرینگے آپ نے فرمایا ای فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا یہ واقعہ ابھی نہ ہوگا بلکہ اُسوقت ہوگا کہ نہ تو مین ہونگا نہ تم اور نہ علی اور نہ حسن علیہ السّلام حضرت سیّدہ نے دوسری بار ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے مظلوم مادر وای شہید مادر وای بیکس مادر جب اُس زمانہ مین نانا ماں باپ بھائی تیرے کوئی نہ رہینگے تو تیری مصیبت پر کون رویگا کاشکہ مین زندہ رہتی نہ مرتی تو اقامت مراسم مصیبت کی تیری بوجہ احسن کرتی ہاتف غیبی نے آواز دی کہ شرائط تعزیت کی اُنکے مصیبت زدگان امت قیامت تک بجا لائینگے سیلاب خون دیدۂ غم سے بہا کر نعرہ

عرش تک پہنچایئنگے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ام الفضل
بنت حارث رضی اللہ عنہا حضور مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئین
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپکی گود مین بٹھا دیا اور حضرت کیطرف سے
رخ پھیرکر دوسری جانب کچھ دیکھنے لگین بعدہ کہنے لگین کہ ابھی میری
آنکھ پھیری پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو کیا دیکھتی ہون کہ دونون
آنکھون سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر آنسو بہہ رہے ہین
مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر ماں باپ میرے قربان ہون حضور کیون روتے ہین حضرت نے فرمایا
کہ ہمارے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب
امت بے وفا اس بیٹے کو شہید کریگی مینے متعجب ہو کر عرض
کیا کہ حضور اس شاہزادے کو فرمایا ہان اور دی مجھے جبرئیل
علیہ السلام نے مٹی سرخ اُسکے مقتل کی اور ایک روایت مین یون
ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے چار مہینہ کے
سن مین ہوا تھا ام الفضل کہتی ہین کہ اُسوقت شاہزادے کے مُنھ کی
رال بہی اور ایک قطرہ اُسکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامہ پر
پڑا اور آپ مُنھ اپنا صاحبزادے کے حلق پر ملتے تھے اور متواتر
بوسہ لیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد پینے جھونکے سے حضرت
امام حسین علیہ السلام کو آغوش ناز سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اُٹھا لیا صاحبزادے نے رو دیا آپ نے فرمایا کہ ای اُمّ الفضل اَھلاً وَّ سَہلاً یعنی آہستہ اور ہولے ہاتھ سے اسکو لیا کرو اسے تکلیف نہ دیا کرو اسواسطے کہ یہ رنج جو میرے جگر گوشہ کو پہنچا کسی چیز سے دفع ہوگا اور یہ صدمہ جو اُسکے قلب کو پہنچا کومنی شے سے رفع ہوگا اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ پیغام باری لائے کہ ای حبیب میرے ذرا سی رونے پر حسین علیہ السّلام کے آپکو اسقدر درد و ملال ہوتا ہے دل نازنین آپکا بیحال ہوتا ہے جسدم حلق تشنہ پر انکی خنجر آبدار چلاوینگے اور تن گلگون کو انکے اُنھین کے خون مین نہلاوینگے اور اُنکے سر کو تن سے دُور کرینگے جسم نازک کو اُنکے گھوڑونکی ٹاپ سے چکنا چور کرینگے اُسدم آپکا کیا حال ہوگا کسقدر ملال ہوگا یہ حال سُنکر نہایت غمگین اور از بس اندوہگین ہوے حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فرشتہ جو مینھ پر موکل ہے حق تعالی سے اجازت لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آیا اُسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تھے پس آپنے فرمایا کہ اُمّ سلمہ دروازے سے خبردار ہو کوئی آنے نپاوے پھر اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان

تھین کہ یکایک حضرت امام حسین علیہ السلام آکر بہ زور اندر چلے گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر کودنے لگے اور چھومنے لگے تب اُس فرشتہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ حسین علیہ السلام کو پیار کرتے ہین فرمایا ہان فرشتہ نے کہا کہ آپ کی اُمت بے وفا تھوڑے دنون مین انکو شہید کریگی اور اگر آپ چاہین تو مین آپ کو وہ جگہ جہان یہ شہید ہونگی دکھا دون پس اُس فرشتہ نے ہاتھ اپنا بڑہایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹی سُرخ دکھلائی پھر اُس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لیکر اپنی کپڑے مین پوٹلی باندہ کر رکھی روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام میرے گھر مین کھیلتے تھے کہ اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت اس بیٹے حسین کو بعد آپکے شہید کریگے اور دی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو تھوڑی سی مٹی سرخ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سونگھا اور فرمایا کہ اسمین رنج اور بلا کی بو آتی ہے پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ ای اُم سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجاے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے

اُس مٹی کو شیشہ مین بند کر رکھا جب نور عین حضرت امام حسین علیہ السّلام سفر عراق کو گئے تو مین ہر روز اُس شیشہ کو کھولکر دیکھا کرتی تھی اور روز زار زار رویا کرتی تھی دسوین تاریخ محرم کو دوپہر تک وہ مٹی برقرار تھی دوپہر ڈھلے جو پھر دیکھا تو موافق فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مٹی خون ہوگئی تھی اور شیشہ مین خون تازہ بھرا تھا مین بے تاب ہوکر زار زار رونے لگی جی جان کھونیلگی مگر اپنےکو سنبھالا تاکہ دشمنان دین شماتت نکرین **روایت** روایت کی ابو نعیم نے اصبغ سے کہا کہ ہم آتے تھے کربلا مین حضرت مرتضے علی علیہ السّلام کے ساتھ قبرگاہ پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کے پس فرمایا حضرت مرتضے علیہ السّلام نے کہ یہ شہیدون کو اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکھنے کی جگہہ ہے اور یہ اُنکی خون بہنے کا مقام ہے کتنے جوانان اہلبیت حضرت محمّد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس میدان مین شہید ہونگے حسین پیارا میرا یہان شہید ہوگا کہ جسکے غم مین فلک تک بھی خون روئیگا + یہین عزیزون کا میرے بہیگا خون یارو + یہین یہ ظلم سیاہ یزید ہوگا + **روایت** ہے کہ جب سن حضرت امام حسین علیہ السّلام کا چار برس کا ہوا تو ایک روز آغوش نازنین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بیٹھے تھے کہ ناگہان حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار حضرت امام حسین علیہ السلام کے مونھہ اور آنکھ اور حلق کے بوسے لیتے تھے اور سر کو اُنکے اپنے گلے اور سینے سے لگاتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لخت جگر نور بصر کو آپ اتنا پیار کرتے ہیں اور اسقدر دولار فرماتے ہین فرمایا البتہ اَوْلَادُنَا اَکْبَادُنَا اور اُسوقت گلوے مبارک مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک تعویذ تاگے سے بندھا تھا اور اثر اُسکا گردن نازنین مین انکی ایک خط کے پڑ گیا تھا بسبب لطافت جسم کے وہ تاگا گڑ گیا تھا جبرئیل علیہ السلام بار بار اُس خط کی طرف نظر فرماتے تھے اور سر ہلاتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھائی جبرئیل علیہ السلام بار بار کیون اُس خط کی طرف نظر فرماتے ہو اور سر ہلاتے ہو جبرئیل علیہ السلام نے رو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کہون ایکدن کربلا مین اسی خط کی جگہ اُنکے گردن پر خنجر بُران چلیگا جس سے دل ساری ملاء اعلی کا جلیگا روایت ہے کہ ایکدن جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی گھر تشریف لائے ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام

سکے رونیکی آواز گوش مبارک مین آئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے قرار ہوکر فرمایا کہ ای فاطمہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ حسین علیہ السلام کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے دوستو مقام غور ہے کہ ذرا سا رونے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی دل کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنا صدمہ ہوا وائے بر حال اشقیا کی کہ اُسے امام تشنہ کام کو بھوکا اور پیاسا میدان کربلا مین رکھا اور پشت زین سے فرش زمین پر لٹا کر اُس گلوئے تشنہ پر جو بوسہ گاہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا خنجر ظلم چلا دیا اور خون اُنکا میدان کربلا مین زمین پر بہا دیا اس ایذا رسانی سے روح پاک صاحب لولاک پر کیا صدمہ گذرا ہوگا بھیجو درود و سلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر

روایت راحت القلوب مین حضرت نظام الدین اولیا زری زربخش رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ایک وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع مین یارونکی رونق افروز تھے کہ اتنے مین امیر معاویہ یزید لعین کو کاندھے پر سوار کیے آئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ دوزخی بہشتی کی کاندھے پر چڑھا ہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے سُنا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ کی بیٹے کو آپ دوزخی کہان ہو فرمائی

ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام یزید بدبخت
ہے کہ حسن اور حسین علیہم السلام میرے نور عینین کو ماریگا اور ساری
اولاد کو ہمارے شربت شہادت پلائیگا جب امیر المومنین حضرت علی علیہ
السلام نے یہ بات سُنی تو غصہ سے سر کو دُھنا اور قصد کیا کہ اپنے
بیٹے دونوں کو مار ڈالین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا
اور فرمایا کہ یا علی علیہ السلام تقدیر الٰہی اسیطرح پر ہے ہمکو تمکو مخالفت
تقدیر کی کرنی نہ چاہیے حضرت علی علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس روز رہینگے آنحضرت نے فرمایا کہ نہین
پھر پوچھا کہ مین رہونگا آپ نے فرمایا کہ نہین پھر پوچھا کہ حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا رہنگی آپ نے فرمایا کہ نہین تب علی
علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعزیت
ان بیکسون کی کون کریگا یہ کہکر دونوں شاہزادون کو گود مین اُٹھا لیا
اور نعرہ مار کر فرمایا کہ ای غریبان من مین نہین جانتا ہون کہ حال تمھارا
میدان کربلا مین اسدن کیا ہوگا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نعرہ مارا اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جب ہم لوگون مین
سے کوئی نہین رہینگے تو تعزیت انکی کون کریگا جبرئیل علیہ السلام نے
کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعزیت انکی ابتو ان دشتی

اور امتان وفادار اور فرزندان اور متابعان انکی کرینگی اُسدن آہون
بچون کو دودہ نہ پلاوینگے اور ہر سال مثل ماتم کے ہوگا روایت
ہے کہ ایک روز حضرت زینب رضی اللہ عنہا صحن مکان مین اپنے
تلاوت کلام اللہ مین مصروف تھین کہ رداے مبارک آپکی کسیقدر ایک
طرف سے گر گئے کہ بازوے مبارک کھل گیا اور حضرت زینب
رضی اللہ عنہا کو بوجہ محویت تلاوت کے کچھ خیال نہ ہوا اور یکایک نور
آفتاب زائل ہوگیا یہانتک کہ تارے نظر آنے لگے یہ سانحہ دیکھکر
لوگون کو نہایت تعجب گذرا بلکہ یہ گمان ہوا کہ شاید قیامت آگئی اور
سب لوگ تعجب مین تھے کہ یہ کیا بات ہے جب حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دیکھا کہ کوئی وجہ تاریکی کی معلوم نہین ہوتی نہ تو ابر ہے
نہ طوفان ہے یہ سمجھکر حضرت علی علیہ السّلام کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ یا علی جاؤ اور اپنے گھر کی خبر لو تب حضرت علی علیہ السّلام
اندر مکان کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا
تلاوت کلام اللہ مین محو ہین اور رداے مبارک بازو سے گر گئی ہے آپ نے
رداے مبارک کو اُٹھا دیا اُسیوقت آفتاب نکل آیا اے گدایان
کوچہ احمدی و فدایان آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھو اور خیال کرو
کہ اللہ تعالی کو کیسی عصمت اور عفت آل اطہار کی منظور تھی کہ یہ بھی گوارا

نہ تھا کہ آسمان تک جسم مطہر آل اطہر کو دیکھے

نظم

لکھا ہے راوی نے اکدن کہ حضرت زینب
بہن حسین کی بنت شہ امیر عرب
مکان مین کرتی تھین اپنے تلاوت قرآن
گری جو چادر پر نور سر سے اُنکی وہان
ہوئی نہ آپ کو مطلق خبر عبادت مین
نہ آیا فرق سر مو ذرا تلاوت مین
چھپا زمین کی پردہ مین آفتاب وہین
نظر نہ آیا کسیکو شعاع مہر مبین
جہان مین ہوگئی آثار حشر کی سارے
دکھائی دینے لگی آسمان پہ تارے
ہوئی ہر ایک کو حیرت تو آکے پیش نبی
سبھون نے ساری وہ روداد مصطفیٰ سے کہی
رسول حق نے سمجھکر یہ تب علی سے کہا
کہ اپنے گھر کی خبر جا کے لیجیے تو ذرا
ابو تراب گئے گھر تو جاکے یہ دیکھا
کھلا تلاوت قرآن مین سر زینب کا
ردا اُٹھا کے ہٹے جبکہ حیدر کرار
وہین طلوع ہوا آفتاب بھی اک بار
مقام غور ہے اے مومنو یہان پہ ذرا
کہ جس رسول کی عترت کو حق نے یہ رتبہ
اُسی نبی کے نواسے کو یون شہید کیا
نہ ایک بوند بھی پانی ستمگرون نے دیا
کہون مین کیا اُسی زینب پہ جو کہ ظلم ہوا
برہنہ سر اُسے تا شام لیگئے اعدا

واے برحال ظالمان خدا ناترس و کافران علیہ ما یستحقہ و اللعنۃ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو مع تابعداران اُنکے بھوکا پیاسا شہید کیا اور پھر وہی اہلبیت نبوت کہ جنکی عفت اور عصمت کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے ساتھ انواع ظلم اور ایذا کے قید کرکے شام تک لیگئے

اور گمراہ مطلق ہو کر مستحق لعنت ابدی کے ہوے جیسا کہ اللہ تعالی سورہ اعراف مین فرماتا ہے فَرِیۡقًا هَدٰی وَفَرِیۡقًا حَقَّ عَلَیۡهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ کو ثابت ہوئی انکی گمراہی تحقیق انھون نے پکڑا شیطانون کو دوست سواے خدا کے اور گمان کرتے ہین وہ کہ راہ پانے والے ہین اب اس آیہ سے صاف اشارہ پایا جاتا ہے کہ کلمہ ہدایت طرف شہداے کربلا اور متابعان انکی ثابت ہوا اور ہونا گمراہ اور دوست پکڑنا شیطانونکو طرف ظالمان کربلا واثق ہوا روایت ہے کہ جب اللہ تعالی نے نکاح حضرت سیدہ معصومہ کا حضرت علی علیہ السلام سے عرش پہ باندھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام مبارکباد دیکو آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالے نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا عقد ساتھ علی علیہ السلام کے عرش پر باندھا آپ بھی رسم دنیا ادا فرمائین تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو فرمایا کہ اصحابون کو بلا لو چنانچہ جب صحابی لوگ جمع ہوئے اور حضرت واسطے ایجاب وقبول کے اندر تشریف لے گئے تب حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ بابا جان سب کی بیٹیون کی دنیا مین جواہرات اور درم اور

دینار مہر مقرر ہوتے ہین اگر میرا بھی یہی مقرر پایا تو مجھ مین اور اُنمین کیا فرق باقی رہا آپ نے فرمایا کہ ای جان پدر فاطمہ کیا چاہتی ہو عرض کیا کہ بابا جان مجکو یہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت قرار پاوے یہ سنتے ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آبدیدہ ہوے اور نہایت تضرع اور زاری سے جناب احدیت مین عرض کرنے لگے کہ پروردگار میرے کچھ سنا تو نے کہ فاطمہ تجھسے کیا چاہتی ہے پس اُسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالے بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ ہمنے دعا اُنکی فاطمہ کی قبول کی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا کہ اُسمین دو سطرین بخط نور بطور تعین نامہ کے لکھی ہوئی تھین حضرت سیدہ معصومہ کے ہاتھ مین دی حضرت سیدہ نے اُس ٹکڑے کو آنکھون سے لگایا اور بطور تعویذ کے اپنے بازو پر باندھا اور ہر روز اپنے بازو سے کھولکر دیکھتی تھین اور خوش ہوتی تھین اور وصیت فرمائی کہ بعد وفات میرے قبر مین سرہانے رکھدینا جسوقت قیامت کے دن مجمع اولین وآخرین کا ہوگا اور تمامی عاصیان امت حاضر ہونگے تو اُس پارۂ حریر کو حضور احدیت مین پیش کرونگی اور کہونگی کہ ای پروردگار اپنا وعدہ پورا کر یعنی میرا دین مہر جو تونے مقرر کیا ہے یعنی میرے باپ کی تمامی امت

عاصی کو بخشدے حکم ہوگا کہ اے فاطمہؑ ہمنے تمھارا دین مہر ادا کردیا اور تمھارے باپ کی شفاعت منظور کرکے امت عاصی کو بخشا

فلک پر خدا نے بعیش و طرب — علیؑ سے پڑھا عقد زہراؑ کا جب
سنی تب یہ روح الامین نے ندا — فلک سے زمین پر نبیؐ پاس جا
وہان جا کے بعد از در و سلام — محمدؐ کو دینا ہمارا پیام
مبارک ہو یہ مژدہ خوش بیان — علیؑ سے ہوا عقد زہراؑ یہان
یہ فرمان سنتے ہی روح الامین — فلک سے گئے جلد سوی زمین
پیمبرؐ کو دی یہ خوشی کی خبر — نہایت ہوئے شاد خیر البشر
کھڑا سامنے تھا جو خادم بلال — کہا اُس سی حضرت نے ای خوش خصال
بلا کر صحابہ کو یہان جلد لا — بجب المطلب آئے سب باوفا
گئے نزد زہراؑ جناب رسولؐ — کہا عقد حیدرؑ سے کیجے قبول
ہوئی ہے یہ تجویز ربّ انام — خدا کی خوشی چاہیے لاکلام
محمدؐ سے تب فاطمہؑ نے کہا — ہوے آپ پر سے یہ بیٹی فدا
یہ دستور ہے عقد ہو جاے جب — کرے زوج سے مہر زوجہ طلب
موافق سبہون کی اگر ہوگا مہر — تو بیٹی کے حق مین نہایت ہے قہر
کہون دل کی حسرت کو حضرت سی صاف — مہر ہو مرا ان سبہون کی خلاف
کہا تب نبیؐ نے کہ ای فاطمہ — کہو مجھسے تمکو منظور کیا

یہ بولی وہ بنتِ رسولؐ کریم عوض مین مہر کے کریم الرحیم
مری باپ کی اُمت ہے پر گناہ بروز جزا بخش دیوے اِلٰہ
یہ سُنکر بہت روے سُہدم نبیؐ یہ زاری خدا سے یہ تب عرض کی
خدا کیطرف سے یہ آیا پیام محمدؐ کو بعد از درود و سلام
کیا عرض زہرا کو ہمنی قبول ہوئے آپ دل مین نہایت ملول

چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب جناب رسول کائنات فخر موجودات حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر خواب استراحت مین آگئے کہ نماز تہجد قضا ہوگئی اور اُسیوقت خطاب الٰہی پہنچا

ای محمد خواب تو زیبندہ نیست ہر کہ در خدمت نہ باشد بندہ نیست
من فرستادم ترا از بہر آن تا شوی پشت پناہ امتان
گر تو پردازی بخواب نیم شب کردم اینک امتانت را غضب

یہ خطاب باعتاب سُنکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گریان بادل بریان امتی امتی کرتے ہوے صحرا مین جاکر ایک غار تیرہ و تار مین سربسجدہ ہوے اور یون فرماتے تھے من نہ بردارم سر خود از زمین ۔ تا بروز حشر باشم ہمچنین ٭ غرض یہ فرماتے اور سیل اشک آنکھون سے متصل بہاتے تھے قصہ کوتاہ جب اصحابون اور یارون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگہ پر اپنے نہ پایا تو

حیران و پریشان جستجو مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھرنگی
آخر اُس غار تک پہنچے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسمین دیکھکر
عذر و معذرت سب لوگون نے کی مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو منظور و قبول نہ ہوا تب اُن لوگون نے حضرت سیدہ خاتون قیامت
رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی جناب سیدہ معصومہ اُس غار تیرہ و تاریک
مین تشریف لائین اور فرمانے لگین کہ بابا جان سر کو اُٹھائی اور
امت عاصی کا آپ کچھ غم نہ فرمائین کل قیامت کے دن آپ کی امت
کے اعمال میزان مین اپنے حسنؑ کے پیراہن زہر آلودہ سے تولونگی
اگر وہ کمی کریگا تو حسین علیہ السلام کی دامن آغشتہ بخون سے کہ جسکا
ایک قطرہ واسطے شفاعت امت کے کافی اور بس ہے تو لونگی اگر وہ
بھی کمی کریگا تو اپنے گیسوؤن کو تراشکر جسکا ایک بال کونین کی قیمت
سے بیش بہاتر ہے تولون گی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ ای جان پدر فاطمہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درد دل کی دوا
نہین ہوسکتی جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پدر
کی حضور مین کوئی التجا قبول ہی نہین ہوتی تب تو ننگی سر ہوکر خداوند
تعالی کی حضور مین دعا فرمائی کہ خداوندا میرے باپ کی امت عاصی
کی گناہون سے درگذر اور تمامی امت کو بخشدے یہ بات فرما ہی رہی تھیں

کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا کہ اللہ تعالی بعد تحفہ درود و سلام کے فرماتا ہے کہ ہمنے آپنے فاطمہ کی استدعا قبول فرمائی اور کُل امت کو آپ کے دوزخ سے آزاد کیا

نظم

لکھا اکدن کا یہ ہے ماجرا محمدؐ پہ غلبہ ہوا خواب کا
نہ غفلت سے مہلت ملی اک ذرا ہوا اس سے وقت تہجد قضا
خطاب الٰہی اُسیدم ہوا کہ ای دوستؐ تمکو نہین یہ روا
ہو جو کہ خدمت مین حاضر مدام وہ بندہ ہمارا نہین لا کلام
ہوا تُمپہ طاری اگر خواب شب کرینگے ہم امت پہ نازل غضب
یہ سُنکر عتاب خدا کو نبیؐ چلے گھر سے کہتے ہوی امتی
غرض جا کے صحرا کی اک غار مین چھپے مصطفٰی تیرہ و تار مین
یہ کہتے تھے رو کر رسول زمان بس اب حشر تک مین رہونگا یہان
صحابی نے دیکھا جو اُس گھر مین آ نپایا نبیؐ کا کسی جا پتا
چلے جستجو مین محمدؐ کے تب یہانتک کہ اُس غار تک آئی سب
بہت منتون سے سبھون نے کہا چلین آپ گھر کو نہ ٹھہئے یہا
نہ مانا نبیؐ نے تو آخر کو سب گئے غار تک لیکے زھرا کو جب
ادب سے یہ زھرا نے آکر کہا نہ امت کا غم کھائی مین فدا
کہ اعمال اُمت کی روز جزا تُلین گے بہ پیراہن مجتبیٰ

جو اسمین بھی ہوگی کمی ایک ذرا
کرینگے کمی جب بھی اعمال گر
کرونگی وزن سب کی اعمال وہان
کہا تب نبیؐ نے کہ ای مہ جبین
یہ سُنکر ہوا فاطمہ کو ملال
تجھے ہے خدائی کی اپنے قسم
ہو اب جلد مقبول میری دعا
وہین آکے روح الامین نے کہا
مبارک ہو تمکو یہ مژدہ نبیؐ
صد افسوس یارو غضب کی ہے جا
اُسے کی پسر کو اس امت نے آہ

تو دامن ہی شبیر کا خون بھرا
تو گیسو کو اپنے وہین کاٹ کر
کہ پورا کرے خالق انس و جان
مری درد دلکی یہ دارو ہین
دعا کی سوے جیخ ای ذوالجلال
الٰہی بس اب جلد کر دے کرم
شفاعت ہو امت کی روز جزا
کہ مقبول ہے فاطمہ کی دعا
جہنم سے اُمت تمہاری بچی
یہ احسان امت پہ جسنے کیا
کیا ذبح کس ظلم سے بیگناہ

ای مومنان دیکھنا چاہیے کہ جس فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دین مہر مین بخشایش امت کی اللہ سے لکھوائے اور وسیلہ شفاعت کا کیا اور قیامت کے دن ذریعہ شفاعت ہم گنہگاران کا ہوگا مگر افسوس کہ گمراہان امت نے ذرا بھی اِن باتون کو نہ خیال کرکے تین دن تک بھوکا اور پیاسا رکھکر اُسکے فرزند دلبند حسین علیہ السلام کو ساتھ انواع شداید شدیدہ کی میدان کربلا مین شہید کیا روایت

ہے کہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر دی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جاویگا میرے بعد زمین طف مین اور میرے پاس لاکے مٹی جبرئیل علیہ السلام اور مجھسے کہا کہ انکی لٹنے کی جگہ ہے روایت ہے گلشن شہادت مین کہ فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ حسن اور حسین علیہم السلام میرے گھر مین کھیلتے تھے اور پھر اُترے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کہنے لگے کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکی امت شہید کریگی اس بیٹے کو آپ کے بعد اور اشارہ کیا طرف حسین علیہ السلام کو اور روئے اور تھوڑی سی مٹی دیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو سونگھا اور فرمایا کہ اسمین بو آتی ہے رنج اور بلا کی اور فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہو جاوے جب یہ مٹی خون تو جانیو کہ حسین بیٹا میرا شہید ہو گیا پھر مینے اُس مٹی کو شیشہ مین بند کر رکھا جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے تو وہ مٹی سُرخ ہو گئی روایت ہے کہ حضرت شیر خدا داماد محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اگرچہ عمر بھر مینے بڑے بڑے رنج وغم اُٹھائے ہین مگر درحقیقت مینے تین صدمے بڑی اُٹھائی ہین جنکے بار سے میری پیٹھ ٹوٹ گئی آنکھین روتی روتی پھوٹ گئین

ایک تو جد حسین شفیع کونین نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے روبرو انتقال فرمانا دوسرے مادر حسین سیدۂ دارین جان مصطفے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا میرے سامنے دنیا سے اُٹھ جانا تیسرے قرۃ العین نور مشرقین حضرت امام حسینؑ کی خبر شہادت اپنی زندگی مین پانا ان تینون صدمہ سے میرا دل پارہ پارہ ہی مگر کیا کیجے مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے یاد حضرت شیر خدا تو اپنے صدمات کا حال یون بیان فرماتے ہین شہید کربلا کی دلیر عالم تنہای اور بیکسی اور بے بسی ہین کہ دس صدمہ متواتر اٹھائے کیسا کچھ صدمہ گذرا ہوگا یعنی پہلے جد امجد رسول پروردگار کا سایۂ رحمت سر سے اُٹھ جانا دوسرے والدہ غمگسار کا روبرو قضا کرنا تیسرے حضرت صدیق یار غار کا وفات پانا چوتھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شہادت پانا پانچوین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شریک درد و آزار کا شہید ہونا چھٹین حضرت علی علیہ السلام کا روبرو خنجر ظلم سے شہید ہونا ساتوین حضرت حسن علیہ السلام برادر قوت بازوے ناتوان اور وفادار کا دم بھر مین زہر ہلاہل سے لوٹ پوٹ ہو جانا آٹھوین حال شہادت اپنے کا پیشتر از حد بچون مین پانا نوین سارے اقربا و جگر گوشگان و شیر خوارون کا سامنے پیاس کی مارے

تڑپ تڑپ کر گلا کٹوانا دسوین محرم کو علاوہ اِن سب صدمات کے سراپا اپنی جسم نازنین کا مارے زخمون کے سوراخ سوراخ ہوجانا آہ آہ اللہ اللہ روایت ہے کہ جب سن شریف حسنین علیہم السلام کا پانچ برس کا ہوا تو ایکدن عید کے روز علے الصباح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کی گھر تشریف لائے دیکھا کہ سیدہ خاتون غمگین بیٹھی ہوئی رو رہی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای جگر گوشہ آج عید کا روز خوشیکا دن ہے کہو تمکو کیا غم ہے فرمایا باباجان فاطمہ کی جان آپ پر قربان آج عید کا دن ہے اور دونون پیارے حسن اور حسین علیہم السلام کے لڑکپن کا سن ہے کپڑے اُنکے پورانے ہوگئی ہین یہ لوگ نئے کپڑے مانگتے ہین ہرچند سمجھاتی ہون مانتے نہین میرا حال جانتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سُنکر متامل ہوے اتنی مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور دو جوڑی کپڑی بہشتی حسنین علیہم السلام کی قدوقامت کے موافق سئے ہوئے ساتھ لائے اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ملال نہ فرمائی صاحبزادون کو یہ حلے پہنے کو دیجیے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کی

فرمایا کہ ای جگر گوشہ اپنی حجرے مین جاؤ اور جو چیز حجرے مین رکھی ہے اٹھا لاؤ آپ نے فرمایا ابھی مین حجرے سے آتی ہون حجرے مین کوئی چیز نہین ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ای جگر گوشہ من ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام خبر لائے ہین کہ حسنین نور عینین کے لئے بہشتی لباس ہم حجرے مین رکھ آئے ہین حضرت سیدہ حجرے کے اندر تشریف لائین کیا دیکھتی ہین کہ وہان ایک طشت چاندیکا رکھا ہے اور اُسپر دو جوڑے کپڑے بڑے انمول سجے سجای رکھے ہین اور جابجا اُنمین گل و بوٹے حسن و حسین علیہم السلام کے بنے ہوئے ہین قصہ کوتاہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اُس طشت کو لاکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جوڑہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور ایک جوڑہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیا اور کہا کہ خدا کے پاس سے تمھاری عیدی آئی ہے دیکھو تم پر کیا فضل کبریائی ہے **بیت**

خلعت قدر کہ خیاط کرامت آراست ❊ بہر قد قامت اقبال شما آمدہ است

مگر شاہزادون نے دونون جوڑے سفید دیکھکر اُنکے پہننے سے مُنھ موڑے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آکر ہاتھ جوڑے کہ نانا جان عرب کی لڑکون کے کپڑے رنگا رنگ ہین ہمین بھی

دونون جوڑے رنگوا دیجئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ بات سُنکر متفکر ہوے جبرئیل علیہ السلام نے عرضکیا کہ
حضور اندیشہ کی کیا بات ہے یہ رنگ دینا تو اپنے ہاتھ ہے
ایک طشت اور آفتابہ منگوائیے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
طشت اور آفتابہ منگوایا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کپڑون کو حضور اپنے دست حق پرست
سے ملین اور مین آفتابہ سے اُسپر پانی دیتا ہون دونون صاحبزادے
جو رنگ پسند کرین وہی رنگ پیدا ہوگا سرمو فرق نہ پڑیگا غرض
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکجوڑہ طشت مین رکھکر حضرت
امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ اے فرزند دلبند کون رنگ چاہتے ہو
فرمایا سبز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کپڑے کو
غوطہ دیا وہ جوڑہ مثل زمرد کے سبز ہوگیا اُسے حضرت امام حسن علیہ السلام
کو دیا بعدہُ دوسرا جوڑہ طشت مین رکھکر حضرت امام حسین علیہ السلام سے
پوچھا کہ ای فرزند ارجمند تم کون رنگ طلب کرتے ہو فرمایا سُرخ حضرت
کون ومکان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے طشت مین غوطہ دیا
وہ جوڑا برنگ یاقوت احمر کے گلناری ہوگیا اُسے حضرت امام حسین
علیہ السلام کو دیا غرض وہ دونون نونہال باغ نبوت دونون جوڑے

بہشتی سبز اور سُرخ پہنکر خوشی سے پھول گئے سارے رنج وغم بھول گئی صحن خانہ مین اچھلنے لگے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے رخ انور کے بوسے لئے گلے سے لگا کر بہت محبت اور پیار کیا پھر حضرت سیّدہ خاتون قیامت رضی اللہ عنہا نے گود مین لیکر بلائین لین اور دعائین دین اور فرمایا **نظم** زنان مصر بہنگام جلوۂ یوسف ☩ ز روے بیخودی از دست خویش ببریدند ☩ مقرر است کہ دل پارہ پارہ می کردند ☩ اگر جمال تو اے نور دیدہ میدیدند ☩ پھر جبرئیل علیہ السّلام اُنکے جمال باکمال اور حُسن بے زوال اور وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ باتون کی بناوٹ وہ سرخی کی اُبھار اور سبزیکی بہار اُچھل کود لڑکپن کا سن دھوم دھام عید کا دن دیکھ کر بے قرار ہونے لگے گرد پھیر پھیر کر نثار ہونے لگے اور شاہزادونکا مُنھ تکتے تھے مگر مُنھ سے کچھ بول نہ سکتے تھے حضرت رسالت آفتاب نبوت رسول الثقلین نبی الحرمین محمّد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یا اخی جبرئیل تمکو خوشی مین کیا ملال ہوا کہو کس بات کا خیال ہوا جبرئیل علیہ السّلام نے کہا کہ یا رسول اللہ مجکو ان دونون شاہزادونکا آخری رنگ یاد پڑ گیا دل مین یہ امر نشتر سا گڑ گیا جی اُبلا آتا ہے طبیعت شاد نہین حضور کو سبز محل حسن علیہ السّلام اور سرخ

محل حسین علیہ السلام کا بہشت مین جو بنے دیکھا یا تھا آپ کو یاد ہین یا رسول اللہ آخر وقت تاثیر زہر سے رنگ حضرت امام حسن علیہ السلام کا سبز زمردین ہو جاویگا اور رنگ اس لعل یعنی حسین علیہ السلام کا انکے خون سے کربلا مین سرخ رنگین ہو جاویگا سبب کہلانیکے وہ رنگ سے بزرگ خدا کے ہے یہ رنگ حسین اور وہ رنگ حسن ہے الغرض جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سنی تو رو کر پوچھا کہ وہ قاتل کون ہونگے کہا آپ کی امتان بے وفا سے پھر پوچھا حضرت ابوبکر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین زندہ رہینگے عرض کیا نہین پھر پوچھا کہ مین اُسوقت زندہ رہونگا کہا نہین فرمایا پھر ان غریبون کی تعزیت کون کریگا کہا جانوران صحرا و جنگل اور مرغان ہوا کی اور سب وحوش و طیور او جانداران دریا کے اور اُسدن آسمان و زمین خون رونینگے ستارے اور فرشتے ماتم کرینگے اور اُسروز آہوان دشتی اپنے بچون کو دودھ نہ پلاینگے اور خود بھی آب و دانہ نہ کہاینگے ای محبان حسین علیہ السلام جای حیرت و تعجب ہے کہ جس حسین علیہ السلام کے ذرا سا رونے پر اللہ تعالی اُسنے بہت سی حلّہ بھیجا اور عزاداری مین فرشتہ ملا اعلٰے و ملائکان عالم بالا نوحہ گر ہین

اور آسمان خون روتا ہے اور جانوران وحشی بروز عاشورہ دودہ
چھوڑ دیتے ہین افسوس اوپر حال اُن لعینون کے کہ اُنہی حسین
علیہ السلام کو معہ بہتر تن کے بھوکا پیاسا میدان کربلا مین
شہید کر کے کافر اور ظالم ہوئے اور طوق لعنت ابدی کا
گلے مین لیا اور واسطے دنیا کے دین کو برباد کیا اور سگ جہنمی
ہوئے جیسا کہ واسطے کافرون کے اللہ تعالی تیسرے
پارہ سورہ آل عمران مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ
مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ
لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ تحقیق جو لوگ
کافر ہوئے و مر گئے اور وہ کافر ہے یہ لوگ ہین اوپر اُنکے
لعنت خدا کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی رہے
اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی
نے آئینہ خدانما بنا کر اپنے جمال کو نظارہ کیا اور سبب تخلیق
آدم کا کر کے پردہ زمین پر مبعوث فرمایا اور حسنین علیہم السلام کو آئینہ
جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنایا یہ ثبوت اسکے حدیث
موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا شان مین
حضرات حسنین علیہم السلام کے فرمایا ہے کہ یہ دونون آئینہ

پرتو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور ہو نام آئینہ محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات حسنین علیہم السّلام کا دو دلیل
سے ثابت ہے اول بجہت سیادت مطلقہ **دوسری** بوجہ طہارت
یعنی جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونون
نور عین ہمارے سردار ہین نوجوانان بہشت کے اور پاک شستہ
ہین جس شخص نے حرمت رکھی پاکی پر انکے اُسنے حرمت
رکھی پاکی پر ہمارے اور جسنے حرمت رکھی ہماری اُسنے حرمت
رکھی پاکی پر خدا کے اور یہ بھی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ قرآن مجھسے ہے اور مین قرآن سے ہون اور
حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے چنانچہ مضمون اس حدیث
کا اس بند مین بیان کیا جاتا ہے صفحہ ۵ ای فلک عین لطف ہی
یہ لطف عین دیکھ * سرّ نبی ہین فاطمہ کے نور عین دیکھ * لطف
حدیث بادشہ مشرقین دیکھ * رمز حسین منی انا من حسین دیکھ *
روشن ہی قول بادشہ مشرقین ہی * یعنی حسین مجھسے ہین مین ہون
حسین سے * اور وقت وفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن
دوسرے دو نور عین یعنی حضرات حسنین علیہم السّلام المسما بالخصوصات

قرآنی اور برہان قاطع اور حجت قاطع سے پاکی حضرات حسنین علیہم السلام
بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے حرمت قرآن
کے ستائیسوین پارہ سورہ واقعہ مین فرمایا ہے اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ
کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ
تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ تحقیق یہ پڑھنے کی چیز ہے
با کرامت بیچ کتاب پوشیدہ کی نہین ہاتھ لگاوین اُسکو مگر پاک لوگ
اُتارے ہوئی ہے پروردگار عالمون کی طرف سے اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ دوست ہمارے نزدیک وہ شخص ہے کہ قرآن پڑھے
طہارت کے ساتھ اور نہین چھوین اُسکو مگر پاک لوگ اور محققین
نے لکھا ہے کہ مراد مسّ قرآن سے اعتقاد ہے کہ معتقد
نہ ہون قرآن کے مگر پاکیزہ دل لوگ کہ جو مومن باعمل ہین اور
نگاہ داشت قرآن کی نہین ہوسکتی مگر اُس شخص سے کہ پاکیزہ
ہو دل اُسکا لوث کفر اور نفاق سے اور پاک ہو بھید اُسکا جیسا کہ
خواجہ جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ پاکی بھید کی ساتھ نفی
ماسوا اللہ کے ہے چنانچہ حکیم ثنائی کہتے ہین شعر جمال حضرت
قرآن نقاب آنگہ براندازد * کہ دار الملک ایمان را مجرد بیند از غوغا *

اور ویسا ہی اللہ تعالیٰ درباره تعظیم وطہارت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سورہ حجرات مین فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْہَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَہْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ یعنی ای لوگو جو ایمان لائے ہو تم نہ بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے اور نہ آواز بلند کرو اوپر اُسکے بیچ بولی کے جیسا کہ بلند کرتے ہین وہ بعضے تمھارے واسطے اور بعضے کے ایسا نہو کہ کھوئی جائین عمل تمھارے اور تم نہین سمجھو تحقیق کہ جو لوگ کہ پست کرتے ہین اپنی آواز کو نزدیک رسولخدا کی یہ لوگ ہین وہ جو آزمایا اللہ نے اُنکے دلونکو واسطے پرہیزگاری کی اُنکے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ آیات متذکرہ صدر سے طہارت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بخوبی ثابت ہوتی ہے اس تمثیل سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا فرمایا ہے کہ مین قرآن سے ہون اور قرآن مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون اور حسین مجھسے ہے حسین اور دوسرا پاکی حسن علی

علیہ السلام کی آیت تطہیر سے بخوبی ثابت ہے حیف اور افسوس کا مقام ہے کہ جس حسین علیہ السلام کی شان مین ایسے کلمات خداو رسول متعدد موجود ہون اور اُسی حسین فرزند رسول لخت جگر بتول کو ظالمان ناپاکان نے ہاتھ لگایا اور کیسے کیسے ظلم اور ستم کے کے ساتھ میدان کربلا مین شہید کیا پس بے حرمتی حسین علیہ السلام کی عین بے حرمتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور بے حرمتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین بے حرمتی قرآن پاک ہے بہیجو درود وسلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر رمز دیگر یہ ہے کہ شقاوت خفی اور جلی کو بہی اللہ تعالی نے مثل شہادت خفی اور جلی کے بنایا چنانچہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے معراج مین بولایا اور سیر بہشت اور دوزخ کی کرائی اور فرمایا کہ ای حبیب میرے ہمنے جنت تمہارے دوستون کی واسطے بنائی اور دوزخ تمہارے دشمنون کیواسطے اب خیال کرنا چاہئے کہ اُسوقت یہ ظاہر نہ ہوا کہ دشمن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون ہے اور دوست کون ہے اخفا خفی اور جلی جلی دونون پوشیدہ رہے مگر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ دوست ہمارا وہ ہی کہ جو دوست اہلبیت رضی اللہ عنہم

اجمعین کا ہے اور دشمن ہمارا وہ ہے کہ جو دشمن ہے اہلبیت کا چنانچہ اس بارہ مین روایات متعدد اور احادیث معتبر موجود بلکہ وقت وفات کے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین دنیا مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن دوسرے یہ دونو نورعین یعنی حضرت حسن و حسین علیہم السلام ہین اب دیکھنا چاہئے کہ اخفا خفی تو حضرت امام حسنؑ پر صادق ہوا کہ بو رغلانے مروان وغیرہ کی جعدہ بنت اشعث نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور وہ شہادت خفی رہی اور دوستی اور دشمنی یہ دونون بھی خفی اور جلی ہین اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ دوستی خفی اُسی کہتے ہین کہ دوست ہو اور ظاہر تعلقات سے علاقہ نرکھے اور دوستی جلی اُسے کہتے ہین کہ دلسے دوست ہو اور ظاہرا جانبازیکو مستعد ہو اور اُسی طرح دشمنی خفی اور جلی کو سمجھنا چاہیئے ایک تو یہ کہ دشمنی رکھتا ہے مگر ظاہرا تابعدار اور مطیع ہے اسکو دشمنی خفی کہتے ہین اور دشمنی جلی اُسے کہتے ہین کہ ظاہر اور باطن دونون مین دشمنی کے ساتھ مستعد ہو اور یہ دونون باتین ختم ہوئین اُنھی سبھون پر کہ جنھون نے ساتھ حسین علیہ السلام کے شقاوت کی اسیطرح پر کہ جیسی شہادت خفی اور جلی دونون ذات مین حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی تھی اور دونون حضرت حسنین علیہ السلام کو مقرر ہی تھی
اور آپ لوگون نے مدارج اور مراحل کو اُسکے کماحقہٗ انجام اور انصرام
فرمایا ہر چند تصریح کو اُسکی دفتر طویل چاہیئے مگر تھوڑا احوال بیان
کیا جاتا ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی
تو مروان لعین کہ یہ مردود شقاوت قلبی اہلبیت نبوت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا تھا آخرکار جعدہ بنت اشعث کو فریب
دیکر کئی بار زہر دلوایا اور عین مروت اور شجاعت حضرت امام حسن
علیہ السلام کی تھی کہ آپ کسیقدر آگاہ ہو چکے تھے مگر زبان پر
نہ لائے آخرکار ساتوین مرتبہ زہر ہلاہل یعنی ریزۂ الماس کو
کوزہ آب مین دیا اُسنے نے کام تمام کیا مگر حضرت امام حسن رضی اللہ
عنہ نے اخفاء خفی کو اتنا ملحوظ رکھا کہ جسمین شہادت کا مرتبہ کماحقہٗ
ملے پاوے اور پردہ فاش نہو مابعد جب حضرت امام حسن علیہ السلام
شہادت خفی پا چکے تب منافقون نے نامجات متواتر خدمت مین
حضرت امام حسین علیہ السلام کے لکھے اور جب آپ تشریف لیگئے
تو وہی لوگ کہ جنہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بڑی
تمنا اور شوق سے بولایا تھا آخر بطمع زر اور ملک کے ظالم اور کافر
ہوے اور انتہاے دشمنی کو حد تک پہنچایا اور ایسی دشمنی اہلبیت نبوت

CHECKED - 1963

سے ساتھ کی کہ آجتک کسی کافر و ظالم نے کسیکے ساتھ نہ کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حد صبر کو اُس کے انتہا کو پہنچایا کہ کسی عابد اور زاہد اور ولی اور نبی سے نہ کیا اور نہ کریگا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حد سب چیزون کی مقرر فرمائی پس ظُلم کو ظالمان کربلا نے حد تک پہنچایا اور صبر کو امام حسین علیہ السلام نے حد تک پہنچایا الغرض جیسا کہ اللہ تعالے نے رتبہ شہادت خفی اور جلی کو ذات مین حسین علیہ السلام کے عنایت فرمایا ویسا ہی شقاوت خفی و جلی کو ذات مین اُن ملعونون کے معمور کیا کہ اظہر من الشمس ہے احتیاج بیان کی نہین پس اللہ تعالی نے جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معراج مین فرمایا تھا کہ بہشت واسطے آپ کی دوستونکے ہے اور دوزخ واسطے دشمنون آپ کے ہے اُسکا ظہور بوقت شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بخوبی ہوا کہ دوست اور دشمن خفی اور جلی دونون ظاہر ہوئے جیسا کہ سعد بن وقاص صحابی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے اور بیٹا اُنکا سعد بن عمر و لعنتی اور جہنمی ہوکر ساتھ حسین علیہ السلام کے ظلم اور ستم کیا اور یزید بن ریاحی کہ جنگ احد مین کفارون کیطرف سے لڑا اور قتل ہوا اور حضرت حر اُسکے بیٹے معہ برادر و غلام معرکہ کربلا مین حسین علیہ السلام پر

ظلم اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوے اور حضرت امام حسینؑ پر جان کو نثار کیا سبحان اللہ کیسا مرتبہ اور درجہ پایا کہ پیدا ہوے کفر مین اور مرے مسلمانی مین اور خلاف اسکے سعد بن عمرو کہ پیدا ہوا مسلمان اور مرا کافر اسکو یون تصور کرنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو کل ارواحون نے سجدہ اوّل کیا اور دوسرا سجدہ نکیا اور کسینے سجدہ اوّل نکیا دوسرا سجدہ کیا اور کسینے دونون سجدہ کیا اور کسی نے دونون سجدہ نکیا پس جسنے سجدہ اوّل کیا اور دوسرا سجدہ نکیا وہ پیدا ہوا مسلمان اور مرا کفر مین اور جسنے سجدہ اوّل نکیا اور دوسرا سجدہ کیا وہ شخص پیدا ہوا کافر اور مرا مسلمانی مین اور جس شخص نے دونو سجدہ کیا وہ شخص پیدا بھی ہوا مسلمان اور مرا بھی مسلمان اور جس شخص نے دونون سجدہ نکیا وہ پیدا بھی ہوا کافر اور مرا بھی کافر پس حضرت حُر علیہ السّلام سجدہ اول مین شریک نہ تھے اور دوسرا سجدہ ادا کیا اسی وجہ سے پیدا ہوے کفر مین اور مرے مسلمانی مین اور سعد بن عمرو نے سجدہ اوّل کیا اور دوسرے سجدہ سے منحرف ہوا اسی وجہ سے پیدا ہوا مسلمان اور مرا کافر کیا قدرت خدا ہے نور کو نار کیا اور نار کو نور روایت ہے حضرت امّ سلمہ

زوجہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ نماز پڑھیں ناگاہ پیچھے آپکے حسنین علیہم السلام بھی آئے اور اپنے نانا کے پہلو مین چین وپیار دونون صاحبزادے بیٹھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن علیہ السلام کو اُٹھا کر اپنے داہنے زانو پر بٹھایا اور امام حسین علیہ السلام کو اُٹھا کر بائین زانو پر بٹھایا اور پیار اور شفقت سے دونون کی طرف نگاہ کرنے لگے کبھی حسن علیہ السلام کا مُنہ چومتے تھے اور حسین علیہ السلام کے گلوے مبارک کے بوسے لیتے تھے ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیار کرتے ہو اپنے نواسون کو آپ نے فرمایا کہ کیونکر پیار نکرون دنیا مین یہ میرے دو پھول ہین خوشبو انکی سونگھ کر میرا دماغ معطر ہوتا ہے روح تازہ ہوتی ہے یہ دونون میرے نور چشم ہین اُسوقت جبرئیل علیہ السلام نے رو رو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے یون مقدر کیا ہے کہ آپکا پیارا حسن ع زہر کا جام پیے سودہ الماس سے کلیجہ کٹ کٹ کر طشت کے اندر گرے امت بیوفا اور

ناسزا کی شقاوت سے شہید ہوے اور یہ تمہارا لاڈلا حسین ؑ نہر کے کنارے بھوکا پیاسا مظلوم و مغموم ہوکر خنجر جفا کار سے شہید ہوگا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کو ایک دعا مستجاب عنایت کی ہے اور آپ تو باعث ایجاد خلق ہین آپکی ہر دعا مستجاب ہے اگر آپ چاہین تو اپنی دعا مستجاب کو اپنی فرزندونکے حق مین صرف کرین اور بارگاہ پروردگار سے اپنی دعا کرین کہ یارب میرے ان دونون محبوبون کو میرے زہر اور تیغ سے بچا لے اور اگر چاہے تو صبر فرمائے دونون فرزندون کی شہادت پر کہ یہ صبر و مصیبت ذخیرہ رہے امت گنہگارونکی بخشانیکیواسطے نظم

یہ سنکے روے نبی بیقرار ہو ہو کر
حسن حسین ؑ کا منہ چومتی تھی رو رو کر
حسن کا پہلے دہن چومتی تھی رو کے بتول
گلا حسین کا پھر چومتی تھی ہو کے ملول
پکارتی تھی مصیبت یہ سخت بھاری ہے
کہ یہ بھی پیارے ہین امت بھی مجکو پیاری ہے
بچاؤن انکو تو امت پہ آفت آتی ہے
بچاؤن اُنکو تو دونو کی جان جاتی ہے
حسن ؑ کو زہر پلاوین یہ کب گوارا ہے
کہ اپنی جان سے زیادہ وہ مجکو پیارا ہے
نہ دل قبول کریگا کہ ذبح ہو شبیر
غریب و بیکس و مظلوم تشنہ بی تقصیر
کرون نہ امت عاصی کی مغفرت کا خیال
بعید ہے یہ مروت سے بلکہ امر محال

قصہ کوتاہ بعد گریہ و زاری کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ ای برادر جبرئیل مین اپنے پروردگار کی حکم پر راضی ہون جو کچھ فرمان قضا ہی وہی میری رضا ہی جو میرا مولا چاہتا ہے وہی مین بھی چاہتا ہون بدرستیکہ مین درست رکھتا ہون کہ دعا مستجاب میری ذخیرہ رہے امت گنہگاران کی بخشایش کیواسطے نظم

بیٹے امت پر گئی دونون فدا یہ نور عین
سم سی میرا حسنؑ اور ذبح ہو پیاسا حسینؑ

اِسکا ٹکڑے ہو کلیجہ اُسکا سر تن سی جدا
پر گنہگاران امت کی گنہ بخشے خدا

مین فدا امت کی اوپر آل بھی میرے نثار
بیٹی امت پر گئی قربان دونو گلعذار

مجکو ایذا ہو مری عطرت جگر افگار ہو
پر مری امت نہ محشر مین تباہ و خوار ہو

جسمین امت کا بھلا ہو وہ مجھی منظور ہو
خیر خواہ اُمت کا اپنی مصطفے مشہور ہو

مجکو ایذا ہو مری عطرت ہو دنیا مین تباہ
عیش دے امت کو میرے حشر مین بار الہ

ساتھ امت کو لئی جنت کی اندر جاؤ علیؑ
خون بہا سبطین کا محشر کی دن یہ پاؤ علیؑ

آل سے زیادہ پیاری ہی مجھی امت ضعیف
یا قوی یا مقتدا امت گر مری ہمت ضعیف

مین فدا حیدر فدا زہرا مری پیاری فدا
سبط بھی دونون فدا عطرت مری ساری فدا

بھیجو درود و سلام سب نبیؐ پر
آل نبیؐ اولاد سب علیؑ پر

روایت ہی کہ ایک روز جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے اور امیر معاویہ آپکے سامنے کھڑے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری نطفہ سی ایک لڑکا قاتل

قاتل حسین علیہ السلام پیدا ہوگا اِس کلام بدانجام کے سننے سے معاویہ بہت اندوہگین ہوے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ تم کسواسطے غمگین ہوتے ہو تحریر تقدیر سے کیا چارہ ہے بعدہٗ امیر معاویہ یہ بات کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آجکی تاریخ سے عورت ہمپر حرام ہوئی بلکہ ایک عورت اُنکے پاس تھی اُسکو طلاق مطلق دیا اسواسطے کہ نہ مجامعت کرونگا نہ لڑکا پیدا ہوگا کہ فرزندان انحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑیگا قضا کار ایکروز حضرت معاویہ نی اپنی خوابگاہ سے اور کسی دیوار کے نزدیک پیشاب کیا حسب اتفاق ایک بچھو نے امیر معاویہ کے اعضاء تناسل مین نیش مارا اُسکی شدت زہر سے بیتاب ہوے اور اپنے گھر مین آکر حکیمون کو طلب کیا اور کہا کہ کچھ تدبیر کرو کہ جسمین آرام ہو حکیمون نے تجویز کیا کہ جب تک کسی عورت سے مجامعت نہ کروگے آرام نہ ہوگا ہرچند امیر معاویہ نے انکار کیا مگر حکیمون نے کہا دوسری کوئی تدبیر نہین ہے غرض مجبور ہوکر امیر معاویہ نے ایک بوڑھی عورت خرید کرکے منگوائی اور وہ عورت ایسی ضعیفہ تھی کہ امید حمل اُس سے منقطع ہوچکی تھی اُسکے ساتھ مجامعت کی قضاء الہی

سے اُسیوقت نُطفہ نے قرار پکڑا کہ جس سے یزید بدبخت پیدا
ہوا اسی وجہ سے اُس کمبخت بدطینت کو گندم زادہ کہتے ہین
کہ نُطفہ اُسکا اثر زہر گندم سے قرار پایا اور جیسا کہ عمر سعد لعین
نے سجدہ اول کیا اور ثانی نہ کیا ویساہی یزید ملعون نے بھی
سجدہ اوّل کیا اور دوسرا سجدہ نکیا اسی سبب سے پیدا ہوا
مسلمان اور مرا کافر بس دیکھنا چاہئے کہ خبر شہادت حسین علیہ السلام
منصوصات قرآنی اور احادیث معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جگہ
گفتگو کی باقی نہی بھیجو درود و سلام نبیؐ پر آل نبیؐ اولاد علیؑ پر

در ذکر فضائل ماہ محرّم الحرام کہ از بعضے آثار و اخبار انبیا سابقین را خبر دادہ شدہ است

فضیلت ماہ محرم

واضح ہو کہ یہ شہر معظم و محترم ماہ محرم الحرام بزرگ و مکرم ہے نزدیک
خداوند تعالے کے اور صحیح مسلم مین لاتے ہین کہ فرمایا
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین ایام جسمین روزہ
رکھین ماہ محرم الحرام ہے اور ربا عین مین مذکور ہے کہ ایک مرد
نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون روز
ارشاد ہوتا ہے کہ روزہ رکھون فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ ماہ محرم مین کہ وہ مہتاب خدا کا ہے اور اُس

مہینہ مین ایک روز کہ حق تعالے نے توبہ ایک گروہ کی قبول کی اور جو دوسری قوم توبہ کریگی قبول ہوگی اور فضیلت مین اس شہر محترم کے بہت سے اخبار وارد ہین خصوصاً روز عاشورہ کہ سب روزون سے فضیلت زیادہ رکھتا ہے اور اسی روز عاشورہ کو اللہ تعالی نے توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول کی اور اسی روز حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اپنے بسلامت فرود آئی اور اُسی روز عاشورہ کو اللہ تعالے نے دریاے نیل مین اوپر بنی اسرائیل کے بدعا حضرت موسے علیہ السلام راہ کھولی اور اُسی روز حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام تولد ہوے اور اسی سبب سے برکت اور شرافت اُس روز کو زیادہ ہے اور یہ روز روز عید تھا مگر بیچ عہد ہم امتان محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ روز عید سعید روز مصیبت کا ہوا خوشی اور شادمانی رنج والم کے ساتھ مبدل ہوئی یعنی جگر گوشہ رسول مقبول نور دیدہ فاطمہ بضعة الرسول سرور سینہ علی مرتضی امام دوسرا سید الشہدا امام ہمام امام حسین علیہ السلام دشت کربلا مین کنارہ پہ دریاے فرات کے تشنہ وگرسنہ مظلوم ومغموم دور از دیار غریب وار ہاتھ مین ظالمون کی گرفتار

اسیر صد رنج و افگار ساتھ ہفتاد و دو کس کے معہ فرزندان و اقران و رفیقان کے شہید ہوے اب یہان ایک نکتہ فضائل ماہ محرم الحرام مین بیان کیا جاتا ہے مومنین اسکو بغور خیال فرماوین کہ اللہ تعالی نے جو فضیلت اور بزرگی ماہ محرم الحرام کے سب مہینون سے زیادہ کی اسمین کیا سبب دوسرے یہ کہ ایسے ماہ متبرک مین عاشورہ کے دن انبیاء سابقین کو بلاؤن سے نجات ملتی گئی جیسا کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی اسی روز قبول ہوئی اور اسی روز حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے صحیح سلامت فرود آئے اور حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی سے اسی روز باہر آئے اور اسی دن مین اللہ تعالی نے دعا سے حضرت موسے علیہ السلام کے دریاے نیل مین اوبنی اسرائیل کی راہ کھولی اور سواے اسکے اور انبیاء علیہ السلام بھی اکثر اسی روز مین بلاؤن سے نجات پاتے گئے اسمین کیا اسرار تھا اب اس نکتہ باریک کو محبان حسین بغور خیال فرماوین کہ جب اللہ تعالے نے مرتبہ شہادت اور مصائب وغیرہ کو پیدا کیا تو منظور یون ہوا کہ خاتمہ ان مرتبونکا آل عبا پر ہو اسیطرح پر واسطے نزول ان مصائبات اور مراتبات اور تحمیل شہادت وغیرہ کی پہنیا اور تاریخ

وغیرہ بھی تجویز کی اِس نظر سے کہ جیسی بزرگی آل طٰہٰ و یٰسین کو عطا ہوتی ویسی ہی عظمت اور بزرگی اُس مہینہ کو بھی ہو اسیواسطے دسوین تاریخ جمعہ کا روز مہینہ محرم الحرام کا مقرر کیا اور عظمت اُس مہینے کی نزدیک انبیا کے بڑھاتی اسطور پر کہ اکثر پیغمبران جو رنج و بلا و مصائب سخت مین مبتلا ہوتے گئے اللہ تعالیٰ نے اسی ماہ محرم مین عاشورہ کے دن اُن لوگون کو سختیون اور بلاؤن سے نجات دی تاکہ یہ لوگ سمجھین او خیال کرین اور قدر و منزلت کرین کہ یہ ایسا متبرک مہینہ ہے کہ جسکے سبب سے ہملوگ مصیبتون سے نجات پاتے گئے اور روایت سے ثابت ہے کہ خبر شہادت حسین علیہ السلام کی پیشتر سے اللہ تعالیٰ نے انبیا مین مجملاً مخفی کر دی تھی کہ آیندہ ایسا سانحہ عظیم ہونے والا ہے بباعث اختصار کے دو ایک روایت لکھی جاتی ہی صاحب کنز الغرائب فرماتی ہین کہ جب حضرت نوح علیہ السلام پر طغیانی آب کی پہنچی اور آپ معہ اہل و عیال اپنی کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی چھ مہینہ تک پانی پر پھرتی رہی آخرش پھرتی پھرتی زمین کربلا تک پہنچی اور وہان ٹھہر گئی تب حضرت نوح علیہ السلام نے التجا کی کہ بار خدایا یہ کون جگہ ہے کہ کشتی چلنے سے

باز رهی ندا پهنچی که ای نوح علیه السّلام یه وه جگه هے که یهان پر کشتی اهلبیت حضرت محمد مصطفےٰ صلے الله علیه وآله وسلم موج خون مین غرق هوگی اور جیسا که حدیث مین حضرت صلے الله علیه وآله وسلم نے فرمایا هے **مَثَلُ اَهلِ بَیتِه کَمَثَلِ سَفِینَةِ النُوحٍ** یعنی کشتی اہل بیت مثل کشتی حضرت نوح علیه السّلام کے هے اور امام علی بن موسی رضا رضی الله عنه سے منقول هے که جب حق تعالیٰ نے واسطے فدیه حضرت اسمعیل علیه السّلام بهشت سے دُنبه بهیجا اور ابراهیم علیه السّلام نے اُسکو ذبح کیا پهر دل مبارک مین اُس شیر دلیر کو یه خیال آیا که اگر مین دنبه کے عوض اسمعیل علیه السّلام کو اپنے هاتهه سے ذبح کرتا تو ثواب عظیم پاتا پس حقتعالیٰ نے وحی نازل فرمائی که ای ابراهیم علیه السّلام تمامی مخلوقات سے زیاده دوست کسکو رکهتے هو عرض کیا که حضرت محمد مصطفےٰ صلے الله علیه وآله وسلم کو که حبیب تیرے هین پهر فرمان پهنچا که فرزندونکو اُنکی زیاده دوست جانتے هو یا اپنے فرزند کو حضرت ابراهیم علیه السّلام نے جواب دیا که فرزندان امجاد اُنکے میرے نزدیک میری ساری اولاد سے دوست تر هین پهر حقتعالیٰ نے وحی بهیجی که

کہ ای خلیل ایک فرزند کو فرزندان بزرگوار سے اُنکے ظالمان نہایت ظلم اور ایذا کے ساتھ بھوکھا پیاسا دشت کربلا مین شربت شہادت پلاینگے اور سارے مال و اسباب کو اُس فرزند کے لوٹ لینگے ابراہیم علیہ السّلام یہ حال سُنکر رقّت مین آئے اور قطرہ حسرت دیدہ غم سے بہائی خطاب پہنچا کہ اے ابراہیم ثواب رونیکا تمھارے حسین علیہ السّلام پر اور جو اُنکی مصیبت پر تم کُڑھی برابر اُس ثواب کے ہے کہ تم ہاتھ سے اپنے فرزند کو میری راہ مین قربان کرتے یارو مقام غور ہے کہ مصیبت مین سید انام امام حسین علیہ السّلام کے رونیکا کسقدر ثواب ہوتا ہے ای محبان اہلبیت نبوی و دوستداران اہل مصطفوی لازم ہے کہ جب پانی خوشگوار نوش کرو تو اُس شاہ مظلوم کی تشنگی یاد کرو کہ جسکے شفاعت ہم گنہگاران متصور ہے آنسو دیدون سے بہاؤ اور مصیبت پر اُنکے زار زار رؤو کیونکہ یہ آبدیدہ محب اور اشک چشم مودت قیامت کو دن سبب شفاعت ہم گنہگارون کے ہوگا

رباعی

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی ٭ پیاسا سو یہی سبیل شہیدونکی نام کی
اللہ ری وہ دن کہ اسی پانی کی لیے ٭ بیتاب آل پاک تھی خیر الانام کی

بھیجو درود و سلام نبیؐ پر + آل نبیؐ اولاد علیؑ پر

بیان وجہ شہادت حضرت حسنین علیہم السلام

بیان وجہ شہادت

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو + تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو
تقسیم ہوا سارے محبان خدا کو + پر سب سے سوا حصہ ملا آل عباؑ کو
آغاز مصیبت تو لکھا نام نبیؐ پر + اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علیؑ پر

راویان اخبار جگر سوز و ناقلان آثار غم اندوز اس طرح سے روایت کرتے ہین کہ جب اللہ تعالے نے جمیع کمالات صوری اور معنوی کہ جو جو انبیا اور مرسلین کو علیحدہ علیحدہ مرحمت کئے تھے اُن سبھونکو مجتمع کر کے ذات معدن صفات آن سرور کائنات مین عطا فرمائی تو صرف ایک کمال شہادت کہ ظاہرا بہت بلند اور برتر تھی باقی رہگیا تھا اور وہ مخالف مرتبہ نبوت کے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذاتہ حاصل نہ ہوا کیونکہ شہادت دو طرح کی ہے ایک جلی اور دوسری خفی اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ شہادت خفی کو پہنچتے تو مانند اور اصحابون کی شہید ہو جاتے اور تکمیل شہادت جلی کی نہ ہوتی اور اگر شہادت جلی پاتے تو دین مین بڑے بڑے مفسدے پیدا ہوتے جیسا کہ مورخین اور متاخرین اور متقدمین نے اس بارہ مین لکھا ہے اسی نہج سے

مشیّت الٰہی نے اِس مرتبہ کیواسطے تجویز کیا اہلبیت اطہار مین سے حضرات حسنین علیہم السّلام کو کہ بالکلّیہ خُو و بُو و خاصیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکھتے تھے بلکہ مرتبہ عینیت کو پہنچے تھے اور یہ دونو آئینہ جمال احمدی اور دو گنجینہ کمال محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھے

آئینہ جمال الٰہی تھے مصطفٰے — بالکل تھا روی احمد بے میم احد کا
دو آئینہ رخ انکی ہوی جبکہ جلوہ زا — طلعت پذیر ہو گئی زہرا کی مہ لقا
ذات رسول مین صفت آل دیکھیے — آئینہ جیسا ویسہی تمثال دیکھیے

ایک تو وجہ شہادت کی سبطین طیبین یہی ہی کہ یہ شہادت گویا عین شہادت رسول کریم صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی دوسری وجہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالی نے جمیع کمالات کا خاتمہ ذات بابرکات آن سرور کائنات مفخر موجودات حضرت محمّد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا تو صرف مرتبہ شہادت کہ بہت بزرگ و معظم تھا جسکو حضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین تحقیق کہ مین شہید ہونیکو اسقدر دوست رکھتا ہون کہ راہ خدا مین شہید ہون پھر زندہ ہون پھر شہید ہون پھر زندہ ہون صرف باقی رہگیا تھا منظور الٰہی یون ہوا کہ حبیبی اور کمالات کا خاتمہ اپنے حبیب پاک پر کیا اُسیطرح یہ درجہ شہادت کو

بھی آپہی کی ذات بابرکات پر ختم کرون تاکہ کوئی کمال آپکی ذات پاک سے باقی نہ رہجاے اسمین حکمت الٰہی یون ٹھہری کہ اگر یہ مرتبہ آپکو بذات خاص عطا ہوتا تو حضرات حسنین علیہم السلام اِس نعمت سے محروم رہجاتے اسوجہ سے خواہش پروردگار اِس بات پر قرار پائی کہ مرتبہ شہادت کا جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جاوے او حضور سے اُس جناب کے نیابتاً حضرات حسنین علیہم السلام کو عطا ہو چنانچہ اسیواسطے بغرض تکمیل ہیئت مجموعی جسم اعلیٰ حضرت امام حسن علیہ السلام اور جسم اسفل حضرت امام حسین علیہ السلام کو کمال مشابہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخلوق فرمایا اب اِس جگہ ایک نکتہ بیان ہوتا ھی کہ اللہ تعالےٰ نے حُسن خوبی ذات سرور کائنات مین عطا کیا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ھی ؎ حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری ؎ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؎ اور حضرات حسنین علیہم السلام تصویر رسولؐ تھے یعنی سر سے ناف تک حضرت امام حسن علیہ السلام اور ناف سے قدم تک حضرت امام حسین علیہ السلام کمال مشابہ آنحضرتؐ تھے اور اِس نکتہ باریک کو مومنین

بغور خیال فرماوین کہ اگر حسن کی ح کو ضمہ دیا جاے تو حُسن ہوجاتا ھے اور حسین کی ح کو اگر فتحہ دیا جاے تو حَسین ہوجاتا ھے اور معنی حُسن اور حُسین دونون کے ایک ہین یعنی خوبصورتی کو پس سر سے ناف تک خوبصورتی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت امام حسن علیہ السلام تھے اور ناف سے قدم تک خوبصورتی جناب سرور عالم کی حضرت امام حسین علیہ السلام تھے اگر دونون جسم ایک کیے جاوین تو بعینہ صورت اور سیرت مین نبیؐ الحرمین صاحب قاب قوسین ہوجاوین

شعر

حقّا دوئی کا ذکر نہین اس مقام پر
کیون نقص ہو کمال رسول انام پر
لٹوایا نانا جان کی خاطر سے گھر تمام

کیا اعتراض ہوگا ہمارے کلام پر
تکمیل ہے حسین علیہ السلام پر
آغاز کو پدر کی بھی کرتا پسر تمام

پس شہادت حضرت سبطین کہ حسن اور حسین کی بقاعدہ بجنس خطی حُسن اور حَسین بھی پڑھا جاتا ھے پس شہادت حضرات سبطین طیبین علین شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہری ۳ تیسری وجہ شہادت جگر گوشگان رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ھے کہ شہادت دو قسم پر ھے خفی اور جلی جیسا کہ مولانا عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ

ارقام فرماتی ہین یعنی شہادت خفی اُسے کہتے ہین کہ کوئی
علامت شہادت کی اُسپر ظاہر نہو دوسرے شہادت جلی اُسی
کہتے ہین کہ علامت شہادت اُسپر ظاہر ہو اور کئی شرطین اُس
شہادت کے واسطے عمل مین آنا ضرور ہین جیسا کہ مولانا عبد
العزیز صاحب نے لکھا ہے پس اگر حضور اقدس شہادت
خفی کا رتبہ پاتے تو مثل بعض خلفاے راشدین رضی اللہ
عنہم اجمعین کے شہید ہو جاتے اور شہادت جلی باقی رہجاتی
دونون شہادت کا ہونا ایک ذات مین غیر ممکن تھا اور جناب
احدیت کو یہ منظور ہوا کہ شہادت دونو قسم کی آپ کی ذات مین
ہو اسواسطے صفیران حضرت ذوالجلال و دبیران دبیرستان
قادر بیہمال نے حسنین علیہم السلام کو نائب مقرر کر کے
شہادت خفی صاحبزادۂ کلان کو عطا کی اور شہادت جلی چھوٹے صاحبزادہ کو
بخشی نظم باقی تھا اک کمال شہادت جناب مین + یون آیا یہ بھی
دخل رسالت مآب مین + ممکن نہ تھا خفی و جلی ایک باب مین + دونو
نواسے ملگئے دونون حساب مین + پایا خفی کا درجہ تو پہلے نواسے
نے + پورا کیا جلی کو بھی اک بھوکی پیاسے نے + چوتھی
وجہ شہادت حضرت حسنین علیہم السلام کی یہ ہے کہ جسوقت

ابراہیم علیہ السّلام کو واسطے قربانی حضرت اسمعیلؑ کے حکم صادر ہوا اور آپ آمادہ ہوے اُسوقت جنت سے میش آیا اور بدلہ مین حضرت اسمعیلؑ کے قربانی ہوا اور اللہ تعالے نے حضرت اسمعیلؑ کو چھڑا لیا اسیطرح سے حضرت عبد اللہ پدر بزرگوار بھی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانی سے چھوٹے روایت اسکی کتاب قصص الانبیاء مین باحوال چاہ زمزم کے مفصل مرقوم ہے یہان ساتھ اختصار کے لکھی جاتی ہے قصّہ اُسکا یون ہے کہ حضرت عبد المطلب کو کوئی اولاد نہ تھی اُنھون نے جناب احدیت مین عرضکیا کہ اگر دس لڑکے ہمکو ہون تو ایک کو اُنمین سے تیری راہ مین قربان کرون چنانچہ اللہ تعالے نے دعا آپکی قبول فرمائی اور دس لڑکے قوی ہیکل اور خوبصورت عطا کیئے تب حضرت عبد المطلب نے دسون لڑکون سے احوال قربانی کے منت کا بیان فرمایا سبھون نے عرضکیا کہ ہم لوگ تابع حکم اور مرضی مبارک پر راضی ہین حضرت عبد المطلب باین خیال کہ جسمین کسی کی خاطر شکنی نہ ہو قرعہ ڈالا اور کہا کہ جسکے نام پر قرعہ پڑیگا اُسکو قربانی دونگا حسب اتفاق قرعہ بنام عبد اللہ کے پڑا چونکہ حضرت عبد اللہ

نہایت حسین اور خوشرو تھے اور مردمان عرب مین نہایت ممتاز
تھے اسوجہ سے کسیکو منظور نہ تھا کہ آپ قربانی دیے جائین
بلکہ آپکی بھائی لوگون نے اپنا اپنا قربانی ہونا قبول کیا اور
قربانی سے حضرت عبداللہ کے مانع ہوئے آخرش بعد
بہت ردوکد کی کاہنون کے پاس گئے اور حال بیان کیا
کاہنون نے پوچھا کہ تمھارے یہان بدلہ دیت کا کیا ہے
جواب دیا کہ دس اونٹ کاہنون نے کہا کہ پس دس اونٹ ایک
طرف کرو اور حضرت عبداللہ کو ایکطرف کرو اور قرعہ ڈالو جب تک
قرعہ بنام اونٹون کے نہ پڑے تب تک برابر دس دس
اونٹ بڑھاتے جاؤ غرض عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا
نو مرتبہ قرعہ بنام عبداللہ پڑا دسوین بار جب سو اونٹ پوری ہوئے
تو قرعہ بنام اونٹون کے پڑا تب آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی
منظور خدا ہوئی مگر پھر حضرت عبدالمطلب نے واسطے تشفی
خاطر بار دیگر قرعہ ڈالا تو پھر بنام اونٹون کے پڑا تب حضرت
عبدالمطلب کو یقین واثق ہوا کہ اب یہ قربانی بے شبہ
منظور خدا ہوئی اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
اور حضرت عبداللہ کو اللہ تعالی نے قربانی سے چھڑا لیا اور

یہ دونون بزرگوار آپ کے آبا اور اجداد مین تھی جیساکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ اَنَا ابنُ الذَّبِیحَین یعنی
مین بیٹا دو ذبح کئے ہوئے کا ہون اور دو ذبح سے مراد
ایک تو حضرت اسمعیل علیہ السلام دوسرے حضرت عبد اللہ ہین
یہ ورثہ دونون طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پہنچا اور حضور سے جناب سرور کائنات کی یہ ورثہ دونون
نور عین حضرات حسنین علیہم السلام کو پہنچا وہان بزرگوار قربانی
سے چھوڑائے گئے اور یہان بالعوض اُس قربانی کے
دونون جگرگوشگان محبوب رب العالمین کی شہید اور قربانی
ہوئی اگر تکمیل قربانی حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ
پر ہوتی تو یہ رتبہ وہین ختم ہوجاتا منظور الہی یون ہوا کہ خاتمہ اس
رتبہ کا اہلبیت اطہار پر ہوتا کہ اس رتبۂ اولوالعظم سے لخت جگر
حبیب پاک اور نور دیدہ صاحب لولاک محروم نہ رہین چنانچہ صاحبزادے
کلان حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت خفی پائی کہ زہر سے
شہید ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ
السلام نے شہادت جلی پائی خنجر ظلم سے بھوکے اور پیاسے
شہید ہوئے جیساکہ اظہر من الشمس ہے اور مرتبہ شہادت

بہت برتر اور بزرگ ہے کہ جسکی بزرگی اور فضیلت کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہے اور مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے شہیدونکو اختیار دیا ہے کہ مانند مرغان سبز بال کی طواف بہشت کا کرین اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالے نے شہیدونکو پانچ بزرگیان دین جو کسیکو نہین دین اور مجھے بھی نہین دین ایک تو یہ کہ سب نبیونکی روحون کو حضرت ملک الموت قبض کرتے ہین اور شہیدونکی روحون کو حق تعالے خود قبض کرتا ہے دوسرے یہ کہ سب انبیا بعد موت کے نہلائے جاتے ہین اور مین بھی نہلایا جاؤنگا پر شہید نہین نہلائے جاتے ہین تیسرے یہ کہ سب نبیونکو کفن دیا جاتا ہے اور مجکو بھی جاویگا پر شہیدونکو نہین چوتھے یہ کہ انبیا کو مردہ کہتے ہین اور مین بھی ایسا ہی ہون کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ تحقیق تو بھی مرنیوالا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنیوالے ہین اور شہید لوگ زندہ ہین کہ احیا کہلاتے ہین پانچوین یہ کہ سب نبی قیامت کے دن شفاعت کرینگے اور مین بھی اُس دن شفاعت کرونگا اور شہید ہر روز شفاعت کرتے ہین حسب لیاقت تا قیامت اور شاہ عبدالعزیز صاحب

معنی شہید کے لکھتے ہین کہ شہید اُسے کہتے ہین کہ دل کو اُسکے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیا سے اُسکو پہنچا اُسکا دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے اسیواسطے دینکی کام مین جان دینا آسان ہے اُن لوگون کے نزدیک گو ظاہر مین مارے گئے اب اِس جگہ ایک تمثیل بیان ہوتی ہے یعنی قاعدہ ہے کہ سونا کھوٹا اور کھرا کسوٹی پہ کستے ہین جس سونے کا رنگ زرد نکلتا ہے وہ کھوٹا ہوتا ہے اور جس سونیکی تحریر سرخ نکلتی ہے وہ حکم جیّد کا رکھتا ہے

نظم

خامۂ خوش نگار و خوش رفتار
از عنایات حضرت غفار
نکتۂ خوش بیان لکھتا ہے
بلکہ خالق کی شان لکھتا ہے
رمز اِسکا ہر ایک کیا جانے
جو ہو بینا وہ اِسکو پہچانے
کیونکہ مضمون یہ ہی بہت باریک
ناشناسا کو ہی رہِ تاریک
بعد تمہید اب یہ ہے مطلب
گوش دل سے سنین اہل ادب
آئی ہے یہ حدیث ختم رسل
جسکے مضمونکا ہے یہ مطلب کُل
یعنی ہر شے جہان کی بی وسواس
جا پہنچتی ہے اپنی اصل کی پاس
ہو کہین یا کہین یہ جا کے رہے
کھینچ لیتی ہے اُسکی اصل اُسے
یون کشش اُسکی ہو بہ نفس نفیس
کھینچے آہن کو جیسے مقناطیس

خلق مین نور پنجتن کا ظہور
جابجا سب مین تھا وہ نور غفور
جبکہ نکلا وہ نور ہر تن سے
ملگیا جا کے اپنے معدن سے
پانچوین تن کا امتحان جو ہوا
اُسپہ گذرے عجب بلا پہ بلا
دوست نے عشق کی ہٹوتی مین
کس لیا صبر کی کسوٹی مین
رنگ پختہ جو اسمین ہاتھ آیا
حکم تب خاتمہ کا فرمایا
اب یہ لکھا ہی راوی پُرغم
وہ امام زمان شہید ستم
فرش زین سے جو تشنہ کام گرا
زینت عرش نیکنام گرا
عشق معبود کا تھا ایسا جوش
یاد مین حق کے ہوگئی بیہوش
دفعتہً حکم کردگار ہوا
ہان اُٹھا دو حجاب کا پردا
دوست نے جبکہ دوست کو دیکھا
ہوش باقی رہا نہ پھر اصلا
پھر کسیکو خبر کہ جان گئی
کسنے پھیری گلی پہ کسکے چھری
نور نے اپنے نور کو کھینچا
ملگیا اُسمین جسکا تھا بندا
کہکے بس لا اِلٰہ اِلّا اللہ
ہوگئی شاہ دین فنا فی اللہ
تب یہ پیدا ہوئی فلک سے ندا
خلق مین عشق نام ہی اِسکا

اسطرح سے جناب سید الشہدا کو جو اللہ تعالےٰ نے کسوٹی صبر مین ساتھ شد و مد کے کھینچا تو تحریر سیخ پایا حکم جدّ کا دیا خاطر ملکوت پر خط رنج و غم کا کھینچا ملائکہ مقربین متردد اور

اندوہگین ہوے اُسوقت غیب سے خطاب پہنچا کہ یہ نشان رمز تکمیل شہادت کا پیشتر پیدایش بنی آدم بطور قوسکی ہویدا ہوا کہ اسواسطے کہ سب فرشتون مین پہلے سے مشتہر اور مشہور ہوجاوے اور نتیجہ اُس اہتمام کا آئندہ کھلے گا چنانچہ جسوقت شاہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام رونق افروز دنیا ہوتے اور خبر شہادت کی آپکو سُنائی گئی تو سُننے سے اس مژدہ کے جناب سید الشہدا نہایت شاد اور محظوظ ہوے چونکہ شہادت جلی کیواسطے بہت سی شرطین ضرور و لازم تھین اور تنہائی اور بیکسی بھی متعلق لوازمہ شہادت تھی اسواسطے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ سر سے جدا ہوا جسکے فراق مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا شب و روز زاری اور اشکباری کرتی رہین الغرض آپکو بجز جدائی باپ کے دوسرا غم نہ تھا یہانتک کہ طاقت نشست و برخاست و تاب و توانائی بالکل جاتی رہی و چھ مہینے تک آپ حیات رہین اس عرصہ تک آپ کو کسی نے تبسم کرتے ہوے نہ دیکھا آخرش اسی غم جانکاہ مین حضرت سیدہ نے دوشنبہ کے دن تیسری رمضان کو وفات پائی بعدہٗ حضرت علی السلام کا بھی سایہ عاطفت

سر سے اُٹھگیا بعدہٗ جب حضرت امام حسن علیہ السّلام نے شربت شہادت نوش فرمایا اور حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السّلام کا کوئی یار و مددگار نرہا اُسوقت کوفیون نے مکر و دغا سے بلاکر میدان کربلا مین تین روز تک تمام خرد و کلان کو تشنہ اور گرسنہ رکھا یہانتک کہ اطفال خُرد سال کو بھی ایک ایک قطرہ پانی کے لئے ترسایا چنانچہ جب تشنگی اور ظلم حد سے زیادہ گذرنے لگی تب عطرت اطہار نے فریاد و زاری جناب مین حضرت سیّد الشہدا کے شروع اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السّلام کلمات تشفی آمیز اہلبیت کو فرماتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنیوالے کے ہے ہمکو بجز صبر اور شکر کے دوسرا نہ چاہئے نظم

بس اب چاہئے مجکو صبر جمیل سمجھ اِسکے معنون کو بی قال و قیل
کہون کیا ہی صبر جمیل اے حبیب نہ شکوہ نہ رونا ہو جسمین نصیب
کرون صبر کے اب مین کچھ بیان کہ ہو تجھپہ سب اُسکی خوبی عیان
جزا اِسکی جنت ہی اِسکا ثواب جو دیکھے تو عقبیٰ مین ہی بیحساب
نبی نے کہا یون کہی ہے خدا مصیبت کو جسنی مرے سہہ لیا
قیامت کو آوے گی مجکو حیا کہ تو لون عمل اُسکے میزان منگا

آخر الامر تمام خویش و اقارب و رفیقان کو کنارہ نہر روبرو حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید کیا بعدہٗ حضرت امام حسین علیہ السلام جب تن تنہا رہ گئے تو اسوقت کوفیان پر دغا نے انواع انواع قسم کے ظلم اور ستم کے ساتھ تشنہ اور گرسنہ کنارہ دریا کو خنجر جفا سے شہید کیا اور بدلے ہدایت کے گمراہی اختیار کی جیسا کہ اللہ تعالے نے دوسرے پارہ سورہ بقر میں فرمایا ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ یعنی یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے مول لیا گمراہی کو بدلے ہدایت کے اور عذاب کو بدلے بخشش کے غرض امام حسین علیہ السلام فدیہ رسولؐ ہو کر فنا فی الرسولؐ ہوئے اور فنا فی الرسولؐ ہو کر درجہ فنا فی اللہ کو پہنچے اور وہاں پہنچکر بقا باللہ ہوئے نظم

رکھا جو شمر نے خنجر گلے پہ بولی ملک +
ہوئے حسینؑ فنا فی الرسولؐ بسم اللہ +
ہر ایک قطرہ خون سے یہی صدا تھی بلند +
فنا رسولؐ میں ہو کر ہوئے فنا فی اللہ +
کرے حسینؑ کے درجہ کو کیا بخف تحریر +
شہید ہوتی ہی وہ ہوگئے بقا باللہ +
بھیجو درود و سلام نبیؐ پر آل نبیؐ اولاد علیؑ پر +

نکات در شہادت امام حسین علیہ السلام

نکتہ اوّل مَا اُوذِی

واضح ہو کہ جسقدر رنج اور تکالیف اور ایذا اور مصائب حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے ہاتھ سے اُٹھائی ہیں کسی اور نبی نے نہین اُٹھائے ہین مخصوص خبر شہادت جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی اکثر وحی سے زبانی جبرئیل علیہ السلام کے آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی کہ جس سے آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ اندوہ و غم رہا تھا رباعی رہتا غم حسین سے حضرت کا دل حزین + راضی رضائے حق پہ مگر تھے وہ شاہ دین + اللہ رے صبر و شکر جناب رسولؐ پاک + حسنین سے پیارے اور یہ ضبط آفرین + جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے مَا اُوذِیَ نَبِیٌّ قَطُّ مِثْلَ مَا اُوذِیتُ ۔ نہ اذیت دیا گیا کوئی نبی ہرگز مثل اُسکے کہ اذیت دیا گیا مین پس جو تکلیف اور ایذا روحانی اور جسمانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھائی اور پیغمبر نے نہین اُٹھائے خصوصاً مطلع ہونا آپکا شہادت امام حسین علیہ السلام پر بدبختون کے ہاتھ سے بذریعہ وحی کے کہ کسی نبی کی آل اولاد پر ایسی سختی

اور مصیبت نگذری جیسا کہ روز عاشورہ کو لخت جگر رسول خدا اور نور دیدہ علی مرتضے و سرو سینہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا پر دشت کربلا مین گذرا حد بیان سے باہر ہے اسمین اکثر سرہای باریک و نکتہ ہاے نازک اس معرکہ جانکاہ مین کلام اللہ سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرماتا ہی سپارہ دوم سورہ حدید مین مَا اَصَابَ مِن مُصِیبَۃٍ فِی الاَرضِ وَلَا فِی اَنفُسِکُم اِلَّا فِی کِتَابٍ یعنی نہ پہنچی کوئی مصیبت بیچ زمین کے اور نہ بیچ جانون تمہارے کے مگر بیچ کتاب کے ہے لکھی ہوئی اب اس نکتہ باریک کو بغور خیال کرنا چاہئے کہ اس نص قرآنی سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی مصیبت سخت بنائی ہے کہ جسکی خبر پیشتر سے کلام اللہ مین دیتا ہے کہ ہمنے ایسی سخت مصیبت پیدا کی ہے کہ ابھی تک وہ مصیبت زمین پر اور کسی بشر پر نہین پہنچی ہے مگر بیچ کتاب کے ہے لکھی ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیندہ یہ مصیبت کسی پر نازل ہونیوالی ہے بعدہ فرماتا ہے مِن قَبلِ اَن نَبرَاَھَا یعنی پہلے اس سے کہ پیدا کرین ہم اسکو پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر

پیدایش اہل مصیبت سے کے اللہ تعالے نے اُس مصیبت کو پیدا کیا
کہ جسکی خبر بیشتر سے دیتا ہے کہ آئندہ کسی پر یہ مصیبت نازل
ہوگی چنانچہ اُس مصیبت کا نزول ہوا روز عاشورہ کو امام حسین
علیہ السلام پر بخوبی ثابت ہوا کہ یہ مصیبت جسکی خبر بیشتر سے اللہ تعالے
دے چکا ہے مخصوص آپ ہی کیواسطے پیدا ہوئی تھی کہ تا
قیامت کسی فرد بشر پر ایسی مصیبت سخت نہ گذری ہوگی چنانچہ
منظور الٰہی یون ہوا کہ اس سانحہ عظیم یعنی رنج و مصائب
و شہادت جو واسطے امام حسین علیہ السلام کے پیدا کی گئی
ہین اپنے حبیب پاک کو بیشتر سے درپردہ خبر اُسکی دیکر
رجوع اور راضی کرالین ورنہ یک بیک صاف صاف سُننے سے
خبر وحشت اثر کے آپ کے طبع نازنین کو صدمۂ عظیم ہوگا
اسیواسطے بیشتر سے اپنے محبوب کو اللہ تعالے اُسنے
حال واقعہ کربلا مخفی خبر دیکر رغبت دلاتا اور رجوع کرتا ہے
جیسا کہ اللہ تعالے نے چھبیسوین پارہ مین فرماتا ہے فَاصْبِرْ
كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ یعنی سو تو ٹھہرا رہ جیسے
ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول اب یہ نکتہ جاسی لحاظ
اور غور ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ

وسلم کو صبر اور رضا اور تسلیم میں موصوف کر کے گلدستہ کمالات کا بنایا پھر یہاں پر جو یہ خطاب بھیجا یعنی تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول اسکی کیا وجہ تھی اِس خطاب سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ کوئی سانحہ عظیم آئندہ ہونے والا ہے کہ وہ نہایت ہمت اور صبر اور رضا درکار ہے جب اپنے حبیب کو ہمت اور صبر کی طرف رجوع کرا چکا تب در پردہ اوصاف شہادت کے آپکو سنائی جیسا کہ سورہ محمدؐ میں فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ یعنی جو لوگ کہ مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے ہرگز نہ بے راہ کریگا اُنکے عملوں کو پس اِس آیت سے معرکہ کربلا بخوبی ثابت ہوا کہ یہ رنج اور مصائب وغیرہ امام حسین علیہ السلام کے واسطے پیدا کی گئی تھی کہ جسکی خبر پیشتر سے اللہ تعالیٰ نے کردی بعدہ اپنے محبوب کو اس واقعہ جانکاہ پر در پردہ رغبت دلا کر رجوع کرا چکا تب صاف صاف خبر معرکہ کربلا کے بذریعہ وحی کے آپکو سنایا کہ جس سے آپکو یک بیک صدمہ عظیم ہوا چنانچہ مطابق منصوصات روز عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام پر گذرا کہ معہ خویش و اقارب انواع اقسام کی مصیبت کے ساتھ تشنہ اور گرسنہ شہید ہوئے جیسا کہ وارد ہے

قُتِلُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ مُحْسِنِیْنَ صَابِرِیْنَ مُقْتِلِیْنَ یعنی مقتول ہوے راہ خدا مین اور نیک کار صبر کرنے والے اور مقابل ہونیوالے لڑائی مین اور نہین پیٹھ پھیرنے والے جنگ سے کنایہ اِس آیت کا طرف عزیزان اور رفیقان امام حسین علیہ السلام کے پایا جاتا ہے کہ روز عاشورہ کو ہر ایک طفل اور جوان شوق شہادت اور تمنا لڑائی کی اسقدر رکھتے تھے کہ ایک پر ایک سبقت کر کے مبارز طلب ہوتے اور لڑائی مین قدم پیچھے نہین رکھتے تھے اور یہ کہتے تھے ؎ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک وخون بینی سرے ٭ یہانتک کہ سر کو اپنے راہ خدا مین نثار کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صفت شہیدون کی سورہ آل عمران چوتھے پارہ مین فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ اور مت گمان کرو اُن لوگون کو مُردہ جو کہ مارے گئے خدا کی راہ مین بلکہ وہ زندہ ہین نزدیک اپنے رب کے اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے اوصاف شہدا اُن کی کیسی کیسی فرماتا ہے مگر صد حیف کہ گروہ اشقیا نے قدر اور مراتب اہلبیت رسالت کو کچھ نہ خیال کیا اور بسبب طمع دنیا کے دین کو

کھویا اور ظالم اور کافر اور گمراہ ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ رکوع گیارہ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ یعنی تحقیق جو لوگ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے پھر زیادہ ہوئی کفر میں ہرگز نہ توبہ قبول کیجاویگی اُنکی اور یہ لوگ وہ ہیں گمراہ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر تھے پس ہرگز نہ قبول کیا جاویگا کسی کا اُنمیں سے برابر بھرے زمین کی سونا اگرچہ بدلا دے ساتھ اُسکے یہ لوگ واسطے اُنکے ہے عذاب درد دینے والا اور نہیں واسطے اُنکے کوئی مدد دینے والا

اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ اشارہ طرف ظالمان کربلا پایا جاتا ہے کہ بطمع زر کے دین و ایمان کو چھوڑ کر کافر و ظالم ہو گئے اِس سے بڑھکر کوئی کفر و ظلم نہوگا اور ہرگز توبہ اُنکی قبول نہ ہوگی اگرچہ توبہ میں زر بدلا دیں برابر زمین کے مشرق سے مغرب تک ہرگز عذاب سے بری نہ ہونگے کیونکہ یہ لوگ گمراہ اور کافر ابدی ہو گئے اور اُنھوں کے واسطے ہے عذاب دردناک دوزخ کا

اور نہین واسطے اُنکے کوئی مدد دینے والا اور مُلّا حسن بلبندی بیچ شرح قصائد مرتضوی کی کتاب فواتح مین لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السّلام جمیع فتن اور سوانح جو کچھ کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوئی ہے تا آخر معرکہ کربلا اور مآلکار بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا علے الترتیب کلام اللہ مین سورہ حمعسق سے استنباط فرمائی ہین

بھیجو درود وسلام نبیؐ پر آل نبیؐ اولادِ علیؑ پر

نکتہ دویم صبور مین

نکتہ دوم

پہلے گو صبر مین ایوبؑ نے ہے نام کیا پر وہ آغاز تھا شبیرؑ نے انجام کیا

اب جاننا چاہیے کہ جسکی قدرت گوناگون کی کچھ انتہا نہین ہے واسطے ظہور لوازم دینوی اور تکمیل مدارج اور مراتب صبر و رضا وتسلیم کے جن جن لوگون پر رنج وبلا ومصیبت کا نزول فرمایا وہ صرف امتحاناً واسطے آزمایش ظاہری کے تھا اور اُن مصائب امتحانی پر لوگون نے صبر کیا اور بدلا اُسکا پایا بقولہ کہ کرد ونیافت جسنے جیسا کیا اُسنے ویسا پایا مگر حضرات امام حسنین جگر گوشۂ رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جو رنج اور مصائب کربلا مین گذری کہ آجتک جسکی تحریر بیان مین جگر خامہ

شق ہے اور قیامت تک کسی فرد بشر بلکہ وحوش وطیور وجانوران بحر و بر پر ایسا سانحہ عجیب تر نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ گروہ ظالمان خدا ناترس علیہ ما یستحقہ واللعنت نے تشنہ اور گرسنہ بی یار و مددگار مع فرزندان اور برادران و رفیقان کے انواع ظلم اور ایذا کے ساتھ نہر کے کنارہ شہید کیا اسمین کیا اسرار تھا کہ باوجود انتہاے ظلم ظالمان کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ذریاتون پر اُنکے گذرا اور اُن لوگون نے تکمیل صبر کو درجۂ کمال تک پہنچا کر ایک قدم احاطہ صبر اور رضا اور تسلیم سے باہر نہ رکھا اللہ جل شانہ نے کہ جو منتقم حقیقی ہے بدلا صبر کا دنیا مین نہ عطا فرمایا روز قیامت پر موقوف رکھا

نظم

ہو عرض کس زبان سے درجہ حسینؑ کا — عرش برین سے بڑھکے ہے رتبہ حسینؑ کا
قصہ عجب زیادہ ہے اصحاب کہف سے — پھر کیا لکھے بھلا کوئی قصہ حسینؑ کا
سب انبیا کو صبر کا بدلا یہین ملا — کیون روز حشر پر رہا بدلا حسینؑ کا

پس جیسا کہ حضرت آدم علی نبینا اور حضرت بی بی حوا بسبب عتاب الٰہی کے بہشت برین سے پردۂ دنیا مین آ گئے اور دونون مین مفارقت ہو گئی حضرت آدم تلاش مین حضرت حوا کے شب و روز حیران و پریشان رہے اور تین سو برس

تک اپنی گناہ پر رویا کئے اور صبر فرماتے رہے آخرش اُس
جامع المتفرقین نے صبر کا بدلا حضرت آدم علیہ السلام کو عطا
کیا کہ بعد کھینچنے رنج اور مشقت بسیار کے جب وسیلہ حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت آدم علیہ السلام نے
درمیان مین دیا اللہ تعالے نے حضرت بی بی حوا سے
ملا دیا اور گناہ کو عفو فرمایا اسیطرح سے حضرت نوح علیہ السلام
بھی اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے مگر کوئی کہنا آپکا
خیال نہ کرتا تھا بلکہ پتھر اور ڈھیلا مارتے تھے اور رنج اور
مصیبت پہنچاتے تھے اور آپ برابر صبر فرماتے رہے
جب سختی آپ پر حد سے زیادہ گذری تو آخر الامر حضرت
نوح علیہ السلام نے بد دعا کی اللہ جلشانہ نے بدلا صبر کا
حضرت نوح علیہ السلام کو بھی عطا فرمایا کہ اُن قومون کو
طوفان مین غارت کردیا علی ہذا القیاس ایوب علیہ السلام کو
بھی اُس خالق نے صرف واسطے امتحان کے بلا مین مبتلا
کیا یعنی سارے جسم مین کیڑے پڑگئے اور سوا اسکو
بڑی بڑی رنج اور مصائب آپ پر گذرتے گئے کہ جسکے
لکھنے کو ایک دفتر چاہئے مگر آپ برابر صبر فرماتے رہے

اللہ تعالے نے بدلا صبر کا حضرت ایوب علیہ السلام کو مرحمت
فرمایا کہ صحت کلی عطا ہوئی اور فرزندان اور عزیزان اور
رفیقان سے انکو ملایا غرض اسیطرح سے حضرت سلیمان
علیہ السلام بھی بلا مین بسبب گم ہونے انگوٹھی کے
کہ اسمین اسم اعظم منقش تھا مبتلا ہوے اور سلطنت ہاتھ
سے جاتی رہی حیران اور پریشان پھرتے رہے اور
صبر کرتے رہے عوض صبر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو
اللہ تعالے نے بخشا کہ بعد رنج اور محن کے پھر سلطنت عطا
کی چنانچہ اسیطرح پر حضرت یونس علیہ السلام جب شکم ماہی
مین گئے تو نہایت درجہ سختی اور تکالیف مین مبتلا ہوتے
اور صبر کرتے رہے آخرکار اللہ تعالے نے بدلا صبر کا
حضرت یونس علیہ السلام کو بھی مرحمت فرمایا کہ شکم ماہی کے
باہر آگئے اور اُس بلا سے نجات ملی اور اسی طرح حضرت
موسی علیہ السلام کو فرعون نے نہایت تکلیف دی اور
آپ برابر صبر کرتے رہے اللہ تعالے نے بدلا صبر کا
حضرت موسے علیہ السلام کو دیا کہ فرعون مع لشکر کے رود
نیل مین غرق ہوگیا اور یعقوب علیہ السلام جدائی مین حضرت

یوسف علیہ السلام کی اسقدر روئے کہ بصارت چشم جاتی رہی آخر الامر بدلا صبر کا اللہ تعالے نے یعقوب علیہ السلام کو عطا کیا کہ یوسف علیہ السلام سے پھر ملا دیا اُسیطرح سے حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بھائیون نے چاہ مین ڈالا اور انواع انواع قسم کے ایذا رسانی کی مگر آپ برابر صبر فرماتی ہی آخر اللہ تعالے نے بدلا صبر کا یوسف علیہ السلام کو عطا کیا کہ بعد اُٹھانے رنج و محنت کے سلطنت مصر کی ملی ویساہی جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود مردود نے آگ مین ڈالا تو آپ نے بجز صبر کے دم نہ مارا اللہ تعالی نے صبر کے بدلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش کو گلزار کیا اور جب حضرت ابراہیم کو واسطے ذبح فرزند جمیل حضرت اسمعیل علیہ السلام کی حکم صادر ہوا تو حسب فرمان رب جلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے ذبح حضرت اسمعیل کے آمادہ ہوے اللہ تعالے نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو صابر پایا اور صبر کا بدلا عطا فرمایا کہ جنت سے دُنبہ آیا اور بعوض اسمعیل علیہ السلام کے قربانی ہوا ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیان دار پہ کھینچنے کو آمادہ ہوے اور واسطے گرفتاری اُنکی مکان مین

گھسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بجبر صبر کے دم نہ مارا اللہ تعالیٰ نے بدلے صبر کے حضرت عیسیٰؑ کو اُن کافرون کے ہاتھ سے بچا لیا یعنی چوتھے طبق آسمان پر اُٹھا لیا اور اُس قوم کا جو سردار تھا ہمشکل حضرت عیسیٰؑ کے ہوگیا یہودیون نے حضرت عیسیٰ جانکر اپنے سردار کو پھانسی دیدیا اب خیال کرنا چاہیے کہ وقوع واقعہ کربلا مین روز عاشورہ کو حضرت سید الشہدا نور دیدۂ علی مرتضے جگر گوشۂ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ولخت جگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام بے آب ودانہ بہتر تن کے ساتھ معہ فرزندان ورفیقان کربلا مین فرات کے کنارہ شہید ہوئے اور جو جو رنج ومصیبت وظلم مظلومان اہلبیت پر ہوئے بیان سے باہر ہے اور بدلا صبر کا جو دنیا مین نہ ملا روز قیامت پر موقوف رہا اسمین یہ نکتہ اور سبب ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنا نام صبور بھی رکھا ہے اور معنی صبور کے یہ ہین کہ صبر اور توقف کرنیوالا اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ جلشانہ ہر شے پر قادر ہے اور وہ قادر قیوم ایسا ہے کہ اُسنے جو چاہا سو کیا اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو چاہیگا وہ کریگا اور صبر کام عاجز ہے نہ قادر کا پس اُسنے جو نام اپنا

صبور رکھا اسمین یہ سبب مستتر اور پوشیدہ تھا کہ یہ سانحہ جو کربلا مین گذرا سب اُسکے علم آلہی مین ظاہر تھا کہ ایک روز گروہ اشقیا امام حسین علیہ السلام کو ساتھ انواع ظلم اور ستم کے شہید کرینگے اور انتقام اس وقوع کا ستمگارون سے روز قیامت مین لیا جاویگا جیسا کہ اشارۃً سورۂ عنکبوت مین فرماتا ہے قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَہِیْدًا یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہہ کفایت کرتا ہے اللہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے گواہ ہیں ظاہر ہے کہ اللہ تعالے خبر یہ فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین اور آسمان مین ہے خوب جانتا ہون یعنی جو کچھ ہوا اور ہوگا اور اس کلمہ سے آگاہ کرکے کہ مین خوب جانتا ہون جو کچھ بیچ زمین اور آسمان کے ہے سورۂ زمر سیپارہ چوبیس مین یون فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ اور وہ لوگ ایمان لائے ساتھ جھوٹ کے اور کفر کیا ساتھ اللہ کے یہ لوگ ہین نقصان پانیوالے اب غور کرنا چاہیے کہ جیسا ایمان قاتلان حسین علیہ السلام کا صرف جھوٹ اور ناحق یہ تھا کہ خود نامجات متواتر خدمتمین جناب امام حسین علیہ السلام کے لکھکر بلوایا اور تابعداری کی بدلے

دانہ اور پانی بند کر کے شہید کیا پس وہی لوگ ہین بیشک نقصان پانے والے جیساکہ دنیا مین ہمیشہ مستحق و فور لعنت ابدی کے ہوے ویساہی عاقبت مین ہمیشہ گرفتار عذاب ہاویہ کے ہونگے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ پس مان اُسکی ہاویہ ہے اور کیا جانے تو کیا ہے وہ ہاویہ آگ ہے جلتی ہوئی پس بدلا صبر کا اُس روز امام حسین علیہ السلام کو دیا جاویگا پس اسی ظلم و ستم کی انتقام لینے مین جو روز عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام پر گذرا اللہ جلشانہ نے صبر اور توقف کیا اور جلدی نکر کے موقوف روز قیامت پر رکھا اور یون سابقاً سورہ عنکبوت مین ارشاد کر چکا وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ اور جلد کرتے ہین تجھسے ساتھ عذاب کے اگر نہ ہوتا ایک وقت مقرر البتہ آتا انکے پاس عذاب اب صاف ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو البتہ آتا اُنکے پاس عذاب یعنی اگر قیامت کا ایکدن مقرر نہ ہوتا تو بیشک اُسیوقت قیامت بپا ہوتی وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اور آویگا البتہ اُنکے پاس ناگہان

اور وہ نہین جانتے ہون گے جلدی کرتے ہین تجھسے ساتھ عذاب کے اور تحقیق البتہ دوزخ گھیرنے والی ہے کافرونکی اب دیکھنا چاہیئے کہ ان منصوصات سے بخوبی ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے بدلے ظلم کے قاتلان امام حسین علیہ السلام قیامت پر اُٹھا رکھا بس اُٹھا رکھنے مین بدلا ظلم قاتلان امام حسین علیہ السلام کے کئی وجہین ہین کہ وہ بیان کیجاتی ہین **اوّل** یہ کہ اللہ تعالے کو جلدی کا کام پسند نہین ہے جیسا کہ آسمان اور زمین کو چھہ روز مین پیدا کیا اور فرمایا سیپارہ آٹھہ سورہ اعراف مین خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یعنی پیدا کیا زمین اور آسمان کو چھہ دن مین بس دیکھنا چاہیئے کہ اگر اللہ جلشانہ کو منظور ہوتا تو پل بھر مین آسمان اور زمین سب قایم ہوجاتی مگر کام آہستگی کا اللہ پاک کو پسند ہے جیسا کہ حدیث شریف بھی موجود ہے اَلتَّاخِیْرُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالتَّعْجِیْلُ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنی آہستگی کا کام رحمن کا ہے اور اور جلدی کا کام شیطان کا ہے **دوم** یہ کہ بدلا قیامت کا دنیا سے محض سخت تر ہے اسواسطے اللہ تعالے نے موقوف قیامت پر رکھا اور دنیا مین بھی ساتھ عذاب شدیدہ کے مبتلا کیا اور بہتا اُن

مصیبتون کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام اور ذریاتون پر اُنکی گذرین حسب حال دنیا کو ہے جیسا کہ حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلدُّنْیَا مُحْبَسُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّتُ الْکَافِرِیْنَ یعنی دنیا واسطے مومنون کے مثل قید خانہ کے ہے اور کافرون کے واسطے مثل جنت تیسرے یہ کہ اگر اُن ظالمون سے بدلا دنیا مین لے لیا جاتا تو بالکل مخلوق ذلت اور خرابی سے اُن قوم کے بخوبی آگاہ نہ ہوتے کیونکہ جو لوگ بچشم خود دیکھتے وہی جانتے اِسواسطے اللہ تعالے نے اِس معاملہ کو قیامت پر موقوف رکھا کہ جس روز مجمع اولین اور آخرین کا ہوگا اور مجمع مخلوقات جن و انس میدان حشر مین واسطے انفصال مقدمہ عمل کے حاضر کئے جاوینگے اُسوقت پروردگار عالم قضا عدالت پر جلوہ گر ہوکر میزان عدالت کو سامنے رکھیگا اور صبر مظلومان کربلا اور ظلم ظالمان اشقیا کو تولیگا مگر پلہ صبر مظلومان گران ہوجاویگا اُسوقت روبرو کل اہل محشر کے بڑی بڑی ذلت اور خرابی اور رسوائی کے ساتھ داد مظلومون کی ظالمان پُر دغا سے لیکر داخل جہنم کریگا اور شکل اُن سبھون کی بدل جاویگی یعنی خوک و سگ و حمار کی صورت ہو جاوینگے غرض

شکل انسانی باقی نہ رہیگی اور تمامی اہل محشر ظالمون پر نفرین اور مظلومون پر آفرین کرینگے اور جسوقت وہ ظالمان اور کافران خدا ناترس کو اللہ تعالی داخل جہنم فرماویگا تو وہ اشقیا استغفار کرینگے اور نجات چاہینگے تو اللہ تعالی فرماویگا چھٹیں پارہ سورہ مائدہ مین بوساطت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے تملوگون کو کیا خبر نہین دی تھی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوے اگر ہو واسطے اُنکے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اُسکے ساتھ اُسکے تو کہ بدلا دیوین ساتھ اُسکے عذاب دن قیامت کے سے نہ قبول کیا جاوے اُنسے اور واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا ارادہ کرینگے یہ کہ نکل جاوین آگ سے اور نہ نکل جانیوالے ہین اور واسطے انکے عذاب ہمیشہ کا ہے پس تملوگ ایسا کفر اور ظلم کرکے پھر امید رکھتے ہو کہ دوزخ سے نکل جاوینگے اور اُن مظلومان کو یہ حکم ہوگا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا

۲۴ سیپارہ سورہ زمر

خٰلِدِیْنَ یعنی سلامتی ہو جیو اوپر تمہارے خوشحال ہوے تم پس داخل ہو اسمین ہمیشہ رہنے والے تب وہ مظلومان شکر بجا لاینگے اور کہین گے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ زمر سیپارہ چوبیس مین فرماتا ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ اور کہینگے سب تعریف واسطے اللہ کی ہے جسنے سچا کیا ہمسے وعدہ اپنے کو اور وارث کیا ہمکو زمین بہشت کا جگہ پکڑتے ہین ہم بہشت مین جہان چاہین ہم پس بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنیوالونکا جو تھے یہ کہ اللہ تعالے نے اپنا اسم صبور رکھا اسمین یہ بھید رکھا کہ خاتمہ صبر کا ذات بابرکات پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگا اور مرتبہ اسم صبور مین موصوف کیا امام حسین علیہ السلام کو کیونکہ اور اگلے انبیاء علیہم السلام نے جو صبر کیا وہ صرف امتحان تھا کہ بعد صبر کے کچھ بدلا صبر کا ملتا گیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر مرتبہ صبر کا اختتام کیا پس حضرت امام حسین ع بدلے مین صبر کے اللہ تعالے سے ملے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ یوسف مین فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

یعنی ہم ساتھ صبر کرنیوالے کے ہین اب غور کرنا چاہیے کہ امام
حسین علیہ السلام نے کسقدر صبر کیا کہ آپ کے روبرو سب
عزیز و اقارب تیغ ظلم سے شہید ہو گئے شیر خوار تک کو
ظالمون نے قطرہ پانی کا نہ دیا اور کیسے کیسے ایذا اور ظلم
کے ساتھ شہید کیا باوجودیکہ اللہ تعالے نے حضرت
امام حسین علیہ السلام کو سب طرح کی قدرت دی تھی یعنی
ہمت اور مروت و شجاعت و سخاوت سب آپ کی ذات
مین تھین اگر آپ چاہتے تو چشم زدن مین جو چاہتے
وہ کرتے زمین و آسمان کو اگر حکم دیتے تو فوراً انتقام
لے لیتا اور وہ ظالمان فی النار ہو جاتے مگر آپ نے برابر
صبر کیا قطعہ چاہتے آپ زبر زیر وہین ہوتے عدو + زور
وہ پنجہ پُر زور مین تھا حق نے دیا + پر مروت سے بہت دور
سمجھ کے حسین + پھر اعدا ہوئے بد ظن درگاہ خدا +
اگر خوب خیال فرمائے تو یہ صبر عین جوانمردی تھی کہ باوجود
قدرت کے صبر کیا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین
شعر اگر زیر دستی بیفتد سزا است + زبر دست افتاد مرد خدا است
اور برابر آسمان و زمین اور جناتون نے عرض کیا کہ اگر حکم حضور

ہو تو ان ظالمون کو تہ تیغ کرون مگر آپ نے مدد نہ چاہی اور فرمایا رضینا بقضاے الٰہی یعنی راضی ہون مین رضا ہی پروردگار پر خلاصہ یہ کہ ظالمون نے کوئی دقیقہ ظلم کا باقی نہ رکھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بے آب و دانہ زخمون سے چور چور کر کے خنجر ستم سے شہید کیا اُسوقت بھی آپ برابر صبر اور شکر کرتے رہے اور ہمت و جوانمردی کو ہاتھ سے نہ دیا اور صبر مین ایسا غوطہ لگایا کہ گوہر مقصود پایا اور اسم صبور کی صفت اور خواص کما حقہ طے فرمایا اور امتحان کامل کو اختتام کر کے پیوست إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِین کے ہوے پانچوین یہ کہ قیامت کو اللہ تعالیٰ نے دو طرح پر قایم فرمایا ایک تو قیامت صغرے کہ آغاز اُسکا وقت انتقال سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوا دوسری قیامت کبرے کہ بعد زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ہوگی اور وہی جمعہ کا روز دسوین محرم کی ہوگی کہ جس جمعہ کے روز دسوین محرم کو یہ سانحہ اوپر امام حسین علیہ السلام کے ہوا شک نہین تھا کہ اُسی روز قیامت کبرے ہو جاتی مگر اللہ تعالے اپنے وعدہ کا سچا ہے

اس امر کو وعدہ پر رکھا پس جسوقت قیامت کبرے قایم ہوگی اور کل ظالمان و مظلومون سے حساب لیا جاویگا تو کل انبیا علیہم السلام سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوف سے اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ کے نفسی نفسی کہینگے اُسوقت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام ساتھ جمیع شہدا کے خون آلودہ میدان حشر مین تشریف لاوینگے اور فرماوینگے یَا رَبِّ شَفِّعْنِیْ فِیْ مَنْ بَکَا عَلٰی مُصِیْبَتِیْ یعنی ای رب میرے شفاعت میری قبول کر اور بخشدے جو رویا اوپر میرے مصیبت کے پس وہ حاکم حقیقی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شفاعت قبول کر کے اُتنا گنہ گار کو بخشدیگا اور فرماویگا جیسا کہ پارہ عم سورہ بینہ مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ وہ لوگ ہین بہتر خلق کے بدلا اُنکا اُنکے پروردگار کے نزدیک بہشتین ہین ہمیشہ رہنے والی چلتی ہین

نیچے اُسکی نہرین ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے اور ہمیشہ راضی
ہوا اللہ اُنسے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے یہ واسطے
اُسکے ہے کہ ڈرتا ہے پروردگار سے غرض جسوقت
قاضی حشر سید ان قضا و قدر اُن ظالمان خدا ناترس کو
جنہون نے ساتھ امام حسین علیہ السلام اور موالیان
اُنکے ظلم کیا ساتھ انواع عذاب کے داخل جہنم کریگا اُسوقت
حضرت امام حسین علیہ السلام سے اللہ تعالے فرمائیگا
کہ ای حسین دیکھا تمنے کہ جن لوگون نے تمہارے
اور تمہارے ذریاتون کے ساتھ کربلا مین ظلم اور ستم
کیا ہمنے کیسا بدلا اُن لوگون سے لیا کہ ساتھ انواع
خرابی اور رسوائی کے دوزخ ہاویہ مین ہمیشہ کے واسطے
داخل کیا اب تم مجھسے راضی ہوے اُسوقت ہادی الثقلین
جناب حضرت امام حسین علیہ السلام عرض کرینگے کہ آلہ العالمین
تو پروردگار عالم اور منتقم حقیقی ہے اُن ملعونون نے جیسا کیا
ویسا پایا لیکن حسین تیری ستاری اور غفاری سے یہ امید
رکھتا ہے کہ خون بہا مین حسین کے کل اُمت کو حضرت محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشدی اُسوقت دریاے رحمت

ابندی جوش مین آویگا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ تم امت کو اپنی نانا کے بہشت مین لیجاؤ ہم وعدہ پورا کرتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی سورہ نسا سیپارہ پنجم مین فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے واسطے اُنکے ہے بہشت نعمت کی ہمیشہ رہینگے بیچ اُسکے وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون ہے بہت سچا اللہ سے

نظم

یہ دنیا بھی ہے جای رنج و بلا
نہ راحت سے کوئی ہے ایمن یہاں
کسی کا مکان ایمن ہے بی چراغ
کوئی دلپہ رکھتا ہے فرقت کا داغ
کسیکو نہین تجھسی یہان مفر
جو جشن کی شب ہے تو غمکی سحر
قدم جبکہ آدم کا آیا یہان
تو حوا کو فرقت سے تھی نیم جان
اسی غم سے کرتی تھی ہردم بکا
نہ مقبول ہوتی تھی لیکن دعا
دیا پانچ نامونکا جب واسطہ
سنی حق نے آدم کی تب التجا
کھلے عیش و عشرت کی دم بھر مین باب
ہوا وصل حوا سے حاصل شتاب
ہوا جبکہ یعقوب کا امتحان
ہوئی آنکھ سے شکل یوسف نہان

رہا ایک عرصی تلک گم وہ آہ
پسر کے الم مین پدر تھا تباہ
ہوا جبکہ انپر بھی افضال رب
تو بگڑے ہوے کام بن آئی سب
کرون صبر ایوبؑ کا ذکر کیا
رہا کس مصیبت مین وہ باخدا
کیا جبکہ انپر بھی حق نے کرم
تو سامان عشرت ہوے سب بہم
خدا سے جو رو رو کے مانگی دعا
ہوی بطن ماہی سے یونسؑ رہا
غرض اپنی تمہید سے ہی یہ اب
کہ مشہور صابر تھے یہ سب کے سب
مصیبت سہے جبکہ لا انتہا
تو ان سب نے آخر کو شکوہ کیا
زہی صبر شبیرؑ جان بتولؑ
کئے کس خوشی سے الم سب قبول
ہوا انپہ ہر رنج کا خاتمہ
ستم جسنے لاکھون طرح کا سہا
بچھڑنا عزیزونکا اور بھوک پیاس
اور انپر جراحت لگین بیقیاس
سہے بعد مردن بھی یہ ظلم جو
کہ سر پر سر لاش پامال ہو
پھرے دربدر کسکی اہل حرم
ہوا کس پہ امت کا ایسا ستم
ہوا کسپہ یہ ظلم اہل خلاف
پھر اگر ہوا کسکا ایکدم نہین صاف
اٹھائی ستم گو کہ لا انتہا
سوا اسی دعا کچھ نہ شکوہ کیا
تہ تیغ بھی تھا یہ لب پر سوال
شفاعت ہو امت کی اے ذوالجلال
سوائے حسینؑ شہید جفا
کسی نے بھی ہے صبر ایسا کیا
سہا ہر کسی نے جو رنج و ملال
ہوا اسکا دنیا مین حاصل کمال

کہا گو کہ ارشاد اللہ نے ۔ نجایا سعاوض مگر شاہ نے
یہ ہی عرض کی ای مرے کردگار ۔ سزا مجکو دیتی ہی خنجر کی دھار
جہان مین اگر مین جیون لاکھ بار ۔ تو ہر بار ہوون رہ مین تیری نثار
کرو مؤمنین ایسے غم مین بکا ۔ کہ خورسند ہووے تمسے رب العلا
نہ ہو اس بکا سے تمھین اجتناب ۔ یہ رونا دلائیگا لاکھون ثواب
کہا جن سبہون نے یہ ظلم و ستم ۔ جلینگے جہنم مین وہ سب بہم
یہ قرآن مین دی ہے خدا نے خبر ۔ کہ ای دوست خالق کی خیر البشر
نکیجو شفاعت مین انکی دعا ۔ سنینگے نہ اس باب مین مطلقا
یہ سب طمع زر مین ہوے بدگمان ۔ نہ ایمان کی انکے رہی پاسبان
سزا انکی یہ ہی کہ اب تا ابد ۔ جلین قعر دوزخ مین بایین بد

غرض ادہر تو امتان حضرت محمد مصطفی صلعم داخل فردوس ہونگے اور اُدہر وہ ظالمان خدا نا ترس داخل جہنم ہون گی ے ادہر تو دوستان مصطفی لیجائینگے جنت مین ۔ اُدہر کوفیون کا نار مین آباد گھر ہوگا ۔ بھیجو درود و سلام نبی پہ آل نبی اولاد علی پہ ۔ نکتہ سوم انا اعطینا الکوثر مین دانایان نکتہ سنج یون روایت کرتے ہین کہ تیسری تاریخ محرم الحرام سنہ ۶۱ ہجری کو حضرت امام حسین علیہ السلام

نکتہ سوم

داخل کربلا ہوے حضرت ام کلثومؑ نے وہانکی گرد و غبار اور بھائی کی پریشانی کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بھائی یہان میرے دلکو کمال بیقراری اور اضطرابی ہوتی ہے خصوصًا جب آپ کے گیسوے معنبر کو غبار آلودہ دیکھتی ہون تو اور بھی پریشان ہوتی ہون شدت گرما سے سخت حیران ہوتی ہون عجب طرحکا یہ صحرا ہے ہولناک ہے یہان سے جلدی کوچ فرمائیے اور ہمکو کسی اور طرف پہنچائیے آپنے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو کلمات صبر اور رضا سے تشفی فرمائی اور یون کہتے تھے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غم نکر تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہے غرض خیمہ اہلبیت متصل فرات بپا ہوا اور عمر سعد نے اپنی لشکر کے کئی ہزار سوار اور پیادہ واسطے نگہبانی فرات کے مقرر کئے اور حکم دیا کہ تمامی لشکر ہمارا پانی پیے یہانتک کہ چرندہ اور پرندہ تک پئین لیکن لشکر حسینؑ سے ایک طفل شیرخوار تک ایک قطرہ پانی نہ پینے پائین نظم حاکم کا حکم ہے کہ پانی بشر پئین گھوڑے پئین سوار پئین اور شتر پئین یہانتک کہ سب چرند و پرند آنکر پئین لشکر کے جتنے لوگ ہین گر آنکر پئین کافر

ملک مین تو نہ تم منع کیجیو پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو کیونکہ اگر لشکر حسین علیہ السلام یون ہی پانی سے سیراب رہے گا تو ان شجاعان عرب کا قبضہ مین آنا بہت دشوار ہوگا اب دیکھنا چاہیے باوجودیکہ گروہ اشقیا اپنے کو کلمہ گو اور امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے اور اہلبیت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسا کیسا ظلم اور ستم کیا کہ طفل شیرخوار تک کو ایک قطرہ پانی سے ترسایا ہرچند قدر و منزلت اہلبیت سے ظالمان بدبختان بخوبی آگاہ تھے مگر بطمع دنیا کے دین اور آخرت کو اپنے برباد کیا جیسا کہ اللہ تعالے سورہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی جو لوگ کہ کافر ہوے اور بند کیا اُنھون نے راہ خدا کی آ سمجھنا چاہیے کہ راہ خدا یعنی صراط المستقیم حسین علیہ السلام سے برگشتہ ہوگئے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ یعنی بیراہ کردیا خدا نے اُنکے عملون کو پس جو لوگ اطاعت حسین علیہ السلام سے برگشتہ ہوگئے جو کچھ عمل نیک اور بہتر تھا اُنھون کا برباد گیا اور گمراہ ہوے یہانتک مراد آیہ بابرکت سے اہل جفا کی

اشرار کربلا پائی جاتی ہے اور بیان سے اشارہ طرف شہدای
کربلا پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ محمد مین فرماتا ہے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اور جو
لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور ایمان لائے
ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا گیا اوپر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلّم کے اور وہ حق ہے پروردگار اُنکے سے دور رکھین
اُن سے بُرائیان اُنکی اور سنوارا حال اُنکا اب سمجھنا چاہئے
کہ اِس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ اشارہ طرف
جان نثاران حضرت امام حسین علیہ السلام کے پایا جاتا ہے
کہ کیسے کام اچھے کئے کہ جان تک اپنی راہ خدا مین نثار
کی اور خیال زر و مال کا مطلق دل مین نہ لائے اور ایمان
لائے اُسپر جو نازل ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر یعنی کلام اللہ جسمین اللہ جلشانہ صفت اہلبیت رسالت
کی فرماتا ہے اور وہ سچے ہین نزدیک اپنے پروردگار کے
پس جن لوگون نے روز عاشورہ کو ساتھ جناب حضرت امام
حسین علیہ السلام کا دیا اللہ تعالے نے دور رکھین اُنسے برائیان

انکی اور سنوارا اُنکا حال یعنی موردِ رحمت کے ہوئے روایت ہے کہ تاریخ ہفتم سے آب و دانہ لشکرِ حسینیؑ کا بالکل موقوف ہوا اور شدت پیاس سے ہر طفل و جوان کی زبان مین کانٹے پڑ گئے تب جناب سید الشہداؑ نے خیمہ مبارک مین ایک کُوا کھُدوایا اور اُسمین پانی نمودار ہوکے پھر خشک ہو گیا اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ کُوا کھُدا کھُدوایا غائب ہو گیا پھر لشکرِ حسین علیہ السّلام مین تلاطم پڑ گیا اور العطش العطش کی صدا ہر طفل اور جوان کی زبان پر تھی اُسوقت حضرت عباس علمدار علیہ السّلام مشکیزہ لیکر کنارہ فرات کے تشریف لے گئے اور پانی سے مشکیزہ بھر کر لوٹے اِس اثناء راہ مین جفا کاروں نے ہر چہار طرف سے نرغہ کر لیا اور تیر سے مشکیزہ مین سوراخ کر دیا کہ بالکل پانی مشکیزہ کا گِر گیا اور خیمہ اہلبیت تک نہ پہنچا اب اِسجگہ نہایت نکتہ باریک ہے بغور سمجھنا چاہئے کہ کیا وجہ تھی جو پانی فرات کا خیمہ اہلبیت نبوّت تک نہ پہنچنے پایا کہ پیکر سیراب ہوتے اگر یہ بات سمجھی جاوے کہ بسبب قبضہ ظالمان کے پانی نہ پہنچ سکا تو بروز ہشتم کُوا کھُدوایا

از خود غائب ہو گیا اسمین کیا سبب تھا کیونکہ یہ فعل امر الٰہی سے تعلق رکھتا ہے یہ قدرت ستمگارون کی نہ تھی کہ کو اغائب کرا دین ہر چند یہ سمجھا جاتا ہے کہ مشیت ایزدی اسی بات پر متقاضی تھے مگر ظاہرا تسکین خاطر نہین ہوتی کیونکہ نہ پہنچنا پانی نہر کا اور غائب ہو جانا کوے کا بغیر اسرار الٰہی کے نہین ہوسکتا پس اِس نکتہ باریک کو خیال کرنا چاہیے کہ اُس قادر قیوم نے اہلبیت رسالت کو بہت شُستہ اور پاک بنایا ہے کہ جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہے منظور یہ ہوا کہ یہ نہر کا پانی بہ سبب استعمال ظالمان سگان جہنمی کے نجس ہو گیا ہے پینا ایسے پانی نجس کا شایان اہلبیت رسالت نہین کہ جنکی شان مین وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا نازل ہے چنانچہ مسئلہ شرعی بھی یون ہی ہے کہ جس گھاٹ کُتّا پانی پیئے یا جس گھاٹ پر مجمع کفار کا ہو وہانکا پانی اُسوقت نجس ہو جاتا ہے نہ پینا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حق مین مشرکون کے سورۂ توبہ مین فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ای لوگو جو ایمان لائے ہو تو سوا اِسکے نہین کہ مشرک ناپاک ہین اور تفسیر اسکی یہ ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ای گروہ یقین رکھنے والے إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

سوائے اِسکے نہین ہے کہ مشرکان اور پلید ہین بہ سبب خباثت اور ناپاکی عقیدت کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجس العین ہین مانند کتے کے مُشرک اور منافق اور حدیث مین آیا ہے اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُہَا کِلَابٌ دنیا ناپاک ہے اور طالب اُسکے کتے ہین جیسا کہ ستمگاران کربلا نے بطلب دنیا کے آخرت کو برباد کرکے مشرک اور مُنافق اور سگ جہنمی ہوئے پس ان ستمگاران کربلا کو بدتر از سگ و خوک سمجھنا چاہئے اُنھونکا استعمال کیا ہوا پانی اللہ جلشانہٗ نے اہلبیت نبی صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کیونکر پلاتا اِسی سبب سے نہر کا پانی خیمہ مبارک تک نہ پہنچا اور آپ لوگون نے نہ نوش فرمایا اب اسکی تمثیل یون سمجھنا چاہئے کہ جنگ بدر مین کفارون نے چاہ بدر پر قبضہ کرلیا اُسوقت لشکر اسلام مین پیاسکی نہایت شدت اور پانیکی بے غایت ضرورت تھی اللہ تعالےٰ نے ابر کو حکم دیا کہ وہ فوج مین دیندارونکی پانی برسا گیا اور گاہے ٹھیکریون کی ہانڈے سے پانی نمودار ہوا کہ جبکو پیکر لشکر اسلام سیراب ہوتا پس اُس قادر قیوم مین کیا اتنی قدرت نہ تھی کہ چاہ بدر دخل سے کفارون کے

قبضہ مین دینداروںکی کرادینا کہ جسکو پیکر لشکر اسلام آسودہ ہوتا مگر اسمین سبب یہی تھا کہ اُس پاک بے نیاز کو یہ منظور ہوا کہ پانی اِس کُوی کا بسبب استعمال کفار ان کی نجس ہوگیا اِسلیئے اُس پانیکا پینا لشکر اِسلام کو مناسب نہ تھا اسوجہ سے گاھے ابر اور گاھے ٹھیکریون کی ہٹانے سے پانی نمودار ہوتا اور لشکر اِسلام بیکبار آسودہ ہوتا دوسرے کُوا غائب ہونیکا یہ سبب تھا کہ منظور اُس بیچون چرا کو یون ہوا کہ یہ مظلومان تشنگان و گرسنگان خاص مہمان ہمارے ہین میرے نعمت خانہ مین جو شے بہتر ہو تواضع کیجاوے بالعوض غذا کے صبر عطا ہو کہ اِس سے بہتر دوسری غذا ہین اور بالعوض تشنگی کے شراب طہور دیا جائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ دہر سیپارہ ۲۹ مین فرماتا ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اور پلاویگا رب اُنکا اُنکو شراب پاکیزہ چنانچہ ایک نقل ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوقت مین تین شخص مہمان مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آئے منجملہ اُن تین شخصون کی ایک کی مہمانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لی اور دوسرے کی مہمانی

کسی دوسرے صحابی نے مہمانی کی باقی جو ایک شخص رہگیا اُسکا
کوئی پرسان حال نہ ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
باعث عُسرت کے نہایت تردد ہوا اِس عرصہ مین جبرئیل علیہ
السّلام نازل ہوے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلّے اللہ علیہ
وآلہ وسلّم اللہ تعالے بعد تحفۂ درود وسلام کے فرماتا ہے
کہ تمھارا مہمان عین ہمارا مہمان ہے آپ اُسکی فکر نہ کرین
مہمانی اُسکی ہم بھیجین گے جب یہ مژدہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے زبان مبارک سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام
کے سُنا تو نہایت خوش ہوے اور بفکر ہوکر مکان مین
گئے اور وہ شخص رات بھر مسجد مین بے آب ودانہ
اللہ اللہ کرتا رہا اور کوئی شخص اُسکا پرسان حال نہ ہوا
اور دوسرے دونون آدمیون نے خوب کھانا کھایا
اور رات بھر آرام سے سورہے صبح کو حضرت رسول اللہ
صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانون سے حال مہمانی کا
پوچھا اُن دونون آدمیون نے اپنا اپنا حال بیان کیا
کہ یا حضرت رات بھر آرام سے کٹی اور اس شخص سے جو پوچھا
تو اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر

بھوکے اللہ اللہ کرتے رہے یہ حال سُنکر حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو تردد ہوا اسعرصہ مین جبرئیل علیہ السلام آئے
اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ
بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ ہمنے اُس شخص
کو مہمان کیا اور قاعدہ ہے کہ مہمان کو اچھا کھانا کھلاتے
ہین تو ہمنے جو دیکھا تو ہماری نعمت خانہ مین فاقہ سے
بڑھکر دوسری نعمت نہ تھی ہمنے اُسکو فاقہ کھلایا کہ جسکے
سبب سے تمام شب اللہ اللہ کرتا رہا اور یاد الٰہی مین
مشغول رہا خلاف اُن لوگون کے کہ پیٹ بھر کھایا اور
سو رہے اور یہ شخص تمام شب فاقہ اور یاد خدا مین رہا
بالعوض اسکے اسکا گھر ہمنے جنت مین بنایا اسیطرح سے
جب حضرت امام حسین علیہ السلام مہمان کربلا ہوئے
تو بالعوض اس پانی کے آب کوثر ملا جو دودھ سے زیادہ
سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ
سرد ہے مخصوص انہی لوگون کیواسطے بنایا گیا ہے جیسا کہ
اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور صفت اُسکی خنکی کی ایسی ہی کہ
جسنے پیلیا پھر کبھی اُسکو پیاس معلوم نہ ہوگی انا اعطینا کا

الکوثر یعنی تحقیق دی ہمنی تجکو کوثر فصلِ لربِّکَ وانحر پس نماز پڑہ
واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر اس آیہ کا اشارہ
بھی طرف شہادت حسین علیہ السلام پایا جاتا ھے اور
روایت سے بھی ثابت ھے کہ جسوقت حسین علیہ السلام
پشت زین سے فرش زمین پر آئے تو بجنسہ سجدہ کی شکل تھی
اور وقت ظہر کا تھا کہ اُسی حالت مین شمر ملعون نے سر مبارک
کو جسد اطہر سے جدا کیا اور طرح طرح کا ظلم اور ستم اہلبیت
پر کیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الابتر
تحقیق دشمن تیرا وہ ابتر اس آیہ کا اشارہ طرف ظالمان
کربلا کے پایا جاتا ھے کہ سال کے اندر وہ کُل ستمگار
ابتر ہو گئے اور بڑے بڑی ذلت اور خرابی کے ساتھ
عذاب سخت مین مبتلا ہو کر فی النار ہوے یہ آیت بطور اخبار
آیندہ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی
پس کوے تک کے غائب ہونے کا یہی سبب تھا کہ آب
سرنگون ہو گئے تھے وہ پانی ناپاک دنیا کا کیونکر پیتے
اسیطرح پر شب معراج کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے چاہا کہ آب زمزم سے طہارت کرین اُسی اثنا مین حضرت

جبرئیل علیہ السلام دو صراحی پانی کوثر کے لئے ہوے پہنچے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد تحفۂ درود و سلام کے فرمایا ہے کہ آپ غسل آب کوثر سے فرمائین کیونکہ فضیلت اور بزرگی مین کوئی پانی برابری اسکی نہین کر سکتا چنانچہ آپ نے ویسا ہی کیا اب دیکھنا چاہیے کہ آب زمزم تمامی دنیا کے پانی سے بہتر اور افضل منظور خدا ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آب زمزم سے غسل فرمائین اور روز عاشورہ کو لخت جگر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و نور دیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و سرور سینہ حضرت مرتضے علیہ السلام ساتھ بہتر تن کے تین روز سے تشنہ و گرسنہ پنجہ ظلم مین ظالمون کے گرفتار تھے اُس خالق یکتا کو کیونکہ منظور ہوتا کہ پانی دنیاوی یہ مظلومان نوش فرماوین ہر چند سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام نے باسباب ظاہر کُوا بھی کھودوایا اور واسطے تشفی اہلبیت کے پانی بھی طلب فرماتے تھے ورنہ آپ بہ حال باطن بالکل منکشف تھا اور صریح آپ دیکھتے تھے کہ حورین آب کوثر لئے کھڑے ہین چنانچہ جب اہلبیت اور رفقای حسین علیہ السلام

پانی طلب کرتے تو امام حسین علیہ السلام یون فرماتی تھی شعر

حسین کہتے تھے غازیون سے وہ حوض کوثر ہے تشنہ کامون ✤ وہ حورین ساغر لیے کھڑی ہین وہ آب کوثر چھلک رہا ہے ✤
چلو فراغت سے پیو خوش ہو کہ تھوڑا عرصہ ہے زندگی کا ✤ نہین غم تشنگی ہے دلمین اگرچہ شعلہ بھڑک رہا ہے ✤
کہ ہم ہین راضی رضائی حق پر اور ہے راضی خدا ہمارا ✤ نظر مین اپنے کچھ اسکے قدرت کا ادنی نقشہ چمک رہا ہی ✤

غرض امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ ای جان نثاران دیکھو واسطے تمہارے حورین جام کوثر لیے منتظر کھڑی ہین پس ایسے پانی عمدہ اور بہتر کو چھوڑ کر یہ پانی دنیاوی کیونکہ نوش فرماتے دوسرے یہ کہ مولانا صاحب کتاب سر الشہادتین مین فرماتے ہین کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام صبر و رضا و تسلیم کو کما حقہ طے فرمایا اُسمین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور جو لوازمہ کہ شہادت جلی کیواسطے چاہیئے یعنی مسافرت کا ہونا اور تشنہ اور گرسنہ رہنا اور تمامی خویش و اقارب و رفیقان و فرزندان کا سامنے یکے باد دیگرے شہید ہونا اور جمیع متعلقان کو

طرح طرح سے ایذا اور تکلیف پہنچنا اور پنجہ مین ظالمون کی گرفتار ہونا اور جو رنج و بلا کہ شہادت جلی کیواسطے چاہیے آپ نے سب مراحل طے کئے اگر اسمین سے کوئی لوازمہ اور مدارج باقی رہجاتا یعنی دانہ پانی پیتے کھاتے یا حضرت امام حسین علیہ السلام یا اہلبیت پر ظلم و ستم نہ ہوتا یا فرزندان و رفیقان تشنہ و گرسنہ روبرو شہید نہ ہوتے تو تکمیل لوازمہ شہادت جلی کما حقہ عمل مین نہ آتی اور جو رنج و مصائب آپنے کربلا مین اٹھائے کسی فرد بشر پر ایسا صدمہ اور سانحہ نگذرا اور نہ گذریگا اور جسقدر کہ ظلم اور ستم آپ پر ہوتا تھا آپ بجز صبر و شکر کے دوسرا کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے اور ہر بن مو سے محو دیدار رضاے پروردگار کے تھے جیسا کہ اللہ تعالے جلشانہ سورہ انعام مین فرماتا ہے قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ کہ تحقیق نمازین میری اور عبادت میری اور زندگی میری اور موت میری واسطے اللہ پروردگار عالمون کے ہے نہین شریک واسطے اسکے اور ساتھ اسکے حکم کیا گیا ہون مین اور مین

اوّل مسلمانون کا ہون پس اس حالت مین بعینہ موصوف تھی امام حسین علیہ السّلام کہ نماز آپ کی اور عبادت آپ کی محض واسطے اللہ کے اور رضاے پروردگار پر تھی اور ہر حالت مین تابع مرضی الٰہی کے تھے چنانچہ ایک روایت تمثیل مین بیان ہوئی ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام جس راہ سے ہمیشہ کوہ طور پر جاتے تھے اُسی راہ سے گئے ایکروز ندائے غیبی پہنچی کہ یا موسےٰ علیہ السّلام تُم کس راہ سے آتے ہو آپ نے فرمایا کہ جس راہ سے ہمیشہ آتا ہون حکم ہوا کہ کل فلانی راہ سے آنا چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام حسب فرمان اُسی راہ سے گئے اثناء راہ دامن کوہ مین دیکھا کہ ایک درویش صفاکیش آہ وزاری فریاد و بُکا کر رہا ہے حضرت موسےٰ علیہ السّلام مستفسر حال اُس دُرویش باکمال کے ہوئے اُسنے عرض کیا کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام مدت گذر گئی کہ تمنای وصال مین اُس قادر ذو الجلال کے سرگردان اور گریان پھرتا ہون مگر اتبک کوئی صورت وصال کی ظہور مین نہ آئی آپ نبی اللہ ہین وقت تشریف بری کوہ طور پر درگاہ خدا مین ہماری مقصد کو

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD

عرض کیجئے گا قصہ کوتاہ حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور پر آئے اور بعد کلمہ کلام کے قصد مراجعت کیا اُسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام سے فرمایا کہ یا موسےٰ اُس درویش نے جو تمسے کہا تھا تم بھول گئے مگر ہمنے التجا اُسکی قبول کی اور اُسکو مطلب دلی تک پہنچا دیا جہان وہ فقیر ہے جاکر دیکھ لینا حضرت موسے علیہ السلام وہان سے پھرے اور اُسی جگہ آگئے جہان وہ درویش تھا مگر وہان نہ پایا آگے بڑھکر جو دیکھا تو شیر نے درویش کو ہلاک کرڈالا اور ہر عضو اُسکے جدا جدا پڑے ہین بعدہٗ پھر حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ خداوندا یہ کیسا وصل تیرا ہے کہ اُس شخص کا یہ حال ہوا حکم ہوا کہ اے موسے علیہ السلام وصل تعلق رکھتا ہے روح سے اور جسم لوازمہ ظاہری دنیا ہے پس جب تک لوازمہ دنیا نیست نہ ہو وصل غیر ممکن ہے پس روح اُس درویش کی مجھسے وصل ہوگئی اسیطرح پر حضرت امام حسین علیہ السلام روز عاشورہ کو اپنے معشوق حقیقی کے ساتھ ایسا ہمہ تن مصروف تھے کہ مطلق اپنی تن کی

خبر نہین رکھتے تھے وہان تو اعدا کی وہ شقاوت یہان فرزند رسول مقبول کی یہ حالت کہ رونگٹا رونگٹا دیدہ محو تجلیات کبریا تھا اپنے تنکی خبر نہ سر کی پرواہ واہ کیا خوب کلام شاعر ہے **بیت** روز شہادت تو کہ جا نہا شہید بود+ عاشورہ ما گرچہ برای تو عید بود+

نبی پہ بھیج خدایا درود اور سلام+ اور انکی آل پہ اولاد پر علیؑ کی مدام

نکتہ چہارم فاذکرونی مین

نکتہ چہارم

اہل جو اتقان اسرار خفی و شہود مسائل جلی سے پوشیدہ نہ ہے کہ مدار نجات اور مغفرت کا موقوف اوپر ایمان کے ہے اور ایمان بغیر امتحان کے کامل و معتبر نہین ہوسکتا اور ایمان وہ چیز ہے کہ بدون اعتبار ایمان کسی عمل نیک کا بدلا اور ثواب نہین ملسکتا اور ایمان کو اللہ تعالے نے اوپر محبت اپنے کے موقوف رکھا جیسا کہ سپارہ دو سورہ بقر مین فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ترجمہ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کے پیروی پر منحصر فرمایا اور ارشاد کیا سپارہ ۳ مین سورہ آل عمران رکوع ۴ مین قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

اور اپنے حبیب کی محبت کو محبت اہلبیت اور ذوی القربا
پر اختتام کیا اور یون حکم دیا سیپارہ ۲۵ سورہ شورا رکوع
۳ مین قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى
اور ذوی القربیٰ سے وہ اہلبیت اور آل عبا مراد ہے کہ
جنکی شان مین آیت تطہیر اور آیہ مباہلہ سیپارہ ۲۲ سورہ
احزاب مین نازل ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور آل عبا کی تحقیق آیہ
مباہلہ سیپارہ ۳ سورہ آل عمران سے ظاہر ہے
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ اور انہین اہلبیت او آل عبا کی محبت
اور تابعداری اور بیعت محض ایمان ہے لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا
مُحِبَّهُ او جس شخص کو محبت نہین اسکو ایمان نہین اختیار
کرنا چاہیے کہ وقت ظہور خلقت آدم سے تا ایندم کوئی
معرکہ عجیب تر وقوع کربلا سے زیادہ ظہور مین نہ آیا یعنی جو
جو درجہ صبر و رضا و تسلیم و مصیبت غربت و کربت و مصائب
لاینحلہ بھوک و پیاس مجبور و مہجور یکے با دیگرے سب عزیز
و اقارب و فرزندان کا روبرو شہید ہونا اور با وجود ان سب

مصائب کے ذکر مین اُس خالق یکتا کے رہنا بجز دشت کربلا کے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا نہ ہوا اور نہ ہوگا اور خبر ان امرون کی اللہ تعالے نے اشارۃً قبل وقوع اس واقعہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول فرمایا تھا جیسا کہ بنص قرآن سے ثابت ہے پارہ سیقول سورہ بقر فَاذْکُرُوْلِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ پس یاد کرو مجکو تو یاد کرونگا مین تمکو اور شکر کرو واسطے میرے اور مت کفر کرو پس دیکھنا چاہیے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام بعینہ وبجنسہ ذکر اور یاد اور شکر مین اُس خالق بے نیاز کے ہوئی یعنی وقت شہادت کے بھی حضرت امام ہمام نماز اور ذکر مین اُسی پروردگار عالم کے تھے ع ہے سلام اُسپہ جو کٹا گلا تو جبین بسجدہ دھری رہی + اُسے یاد حق سے خبر رہی سر و تن سے بے خبری رہی + اور بعیرۃ کلمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ای لوگو جو ایمان لائے ہو تو مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنیوالونکے ہے

اب اس نکتہ اور باریکی کو خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے
اِس کلمہ کو اپنے حبیب کی طرف خطاب کر کے فرمایا ہے
لیکن لفظ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صیغہ جمع بطرف مومنین کی ہے
اِسمیں یہ سر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سانحہ تازہ ہونیوالا ہے کہ
صبر و شکر یہاں درکار ہے اسواسطے بصیغہ جمع خطاب
طرف جمیع مومنین اُمت کے فرمایا اب یہاں سے سمجھا جاتا ہے
کہ امام حسین علیہ السلام کے شہادت کا وقت عین ظہر کا وقت
تھا اور عین حالت تہیہ نماز میں شمر ملعون نے شہید کیا اور
پھر فرمایا کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ
وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے
گئے بیچ راہ خدا کے نہیں مردہ بلکہ زندہ ہیں وہ لیکن
تم نہیں سمجھتے اب یہ بات قابل لحاظ کے ہے کہ پہلے اللہ
جلشانہ نے فضیلت اور بزرگی صبر اور شکر اور صلوۃ کا خطاب
طرف مومنان کے کر کے اپنے حبیب کو سنا چکا اور
طبیعت کو جانب صبر اور رضا اور تسلیم کے خوب رجوع کر چکا
پھر شرائف شہادت کو بیان فرمایا اور خبر در پردہ دینے
سے غرض یہ پائی جاتی ہے کہ صاف صاف بے پردہ کہنے میں

مابہ توحش اور صدمہ عظیم کا تھا اور معنی لفظی اِس آیت کی یہ ہین کہ نہ کہو واسطے اُس شخص کے جو قتل ہو راہ خدا مین مُوتا یعنی اُسکو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ شہید راہ خدا کا زندہ ہے اب اِس خبر سے صاف ظاہر ہوا کہ معرکہ شہادت کربلا بصیغہ واحد مستقبل ہے یعنی شخص آیندہ قتل کیا جاویگا راہ خدا مین پس دیکھنا چاہیے کہ بعد نزول اِس آیہ کے معرکہ کربلا سے بڑھکر کوئی سانحہ نہین ہوا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ اِذَا اَصَابَهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور البتہ آزماینگے ہم تمکو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور کمی مال کیسے اور جان کیسے اور پھلون کیسے اور خوشخبری دی صبر کرنیوالون کو وہ لوگ جب پہنچتی ہے اُنکو مصیبت کہتے ہین تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہین اور تحقیق ہم طرف اُسکے پھر جانیوالے ہین پس جیسا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام جس غربت اور کربت سے دشت کربلا مین بے یار و مددگار شہید ہوے

اور جان اور مال اور عزیز اور اقارب اور فرزندان اور بھوک اور پیاس سب آپ پر کما حقہٗ گذرے اور ہونا ان امور کا محض واسطے خدا کے تھا کیونکہ یزید لعین سے محض تکرار بیعت پیش تھی حضرت امام حسین علیہ السّلام کو سر دینا منظور ہوا اور بیعت یزید ملعون کی چونکہ لایق نہ تھی منظور نہ ہوئی

رباعی

شاہ است حسین بادشاہ است حسین +
سرمایۂ دین و دین پناہ است حسین +
سر داد و نداد دست بردست یزید +
واللہ کہ بناء لا الہ است حسین +

نبی ﷺ پہ بھیج خدایا درود اور سلام + اور اسکی آل پہ اولاد پر علیؑ کی مدام

نکتہ پنجم وَفَدَیْنٰاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ

نکتہ پنجم

روایت ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اُٹھ اور قربانی کر تب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے صبح کو سو اونٹ قربانی کی اسیطرح تین دن تک برابر متواتر خواب دیکھے اور برابر قربانی کیا گئے جو تھے شب کو خواب مین دیکھا کہ اپنی فرزند جمیل اسمعیلؑ کو قربانی کر آپ نے صبح کو حال خواب کا حضرت اسمعیلؑ علیہ السّلام سے بیان فرمایا حضرت اسمعیلؑ

علیہ السلام یہ مژدہ سنکر خوش اور مستعد ہوے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کو
آمادہ ہوے اور چھری حلق پر رکھکر پھیرنے لگے ہر چند
آپ زور کرتے تھے مگر چھری کارگر نہ ہوتی تھی تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو بہت تردد ہوا اس اثنا میں حضرت
جبرئیل علیہ السلام تشریف لاے اور ندا کی کہ وَنَادَیْنَاہُ
اَنْ یَا اِبْرَاھِیْمُ اور پکارا ہمنے اسکو یا ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّؤْیَا تحقیق سچ کیا ہے تمنے خواب تیرا اِنَّ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
تحقیق ہم اسیطرح جزا دیتے ہیں احسان کرنیوالون کو
اِنَّ ھٰذَا ھُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِیْنُ تحقیق یہ وہی ہے آزمایش ظاہری
وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی چھوڑا لیا ہمنے اسکو بدلے میں
قربانی بزرگ کے وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا
ہمنے اوپر انکے بیچ پچھلون کے اب اس جگہ ایک نکتہ باریک
تر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو یہ فرماتا ہے وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ
یعنی چھڑا لیا ہمنے بدلے قربانی بزرگ کے اب خیال کرنا چاہیے
کہ بدلا میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کے دنبہ قربانی ہوا
پس دنبہ فضیلت اور بزرگی میں حضرت اسمعیلؑ سے کچھ زیادہ

رکوع ۳ سورہ صفت سپارہ ۲۳

نہ تھا کہ جسکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے حضرت اسمعیلؑ کو بدلے مین بزرگ قربانی کے چھوڑ لیا اور ہونا تکمیل قربانی کا بوجہ قربانی ونبہ نہین ہوسکتا کیونکہ اگر اختتام قربانی ونبہ پر ہوتی تو اللہ تعالے شَاۃٍ یا کَبْشٍ فرماتا فقط وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ نفرماتا پس اِس منصوص سے صریح و بدیہی ظاہر ہے کہ کوئی قربانی عظیم بزرگ و عظیم ہونیوالی ہے اور یہان مراد یہی ہے کہ بزرگ یعنی جسکی بزرگی کو بجز خدا کے دوسرا نہین جانتا اور پھر اللہ تعالے صاف صاف فرماتا ہی وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا ہمنے اوپر اُنکے پچھلون کی پس اِس آیت سے فدیہ ہونا حضرت امام حسین علیہ السلام کا بخوبی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے کہا حضرت اسمٰعیلؑ کو تحقیق ہمنے لیا تھا آزمایش ظاہری خلاصہ قصہ یہ کہ اللہ تعالے نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایسے قربانی بزرگ کے بدلے مین چھوڑ لیا اور اُس فدیہ کی خبر اللہ تعالے نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیشتر اشارۃً سُنا دیا جیسا کہ فرمایا وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا ہمنے بیچ پچھلون کے پس وفدیناہ

بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ وَتَرَکۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ سے فدیہ امام حسین
علیہ السّلام بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ روز عاشورہ کو تشنہ لب
اور گرسنہ ظالمون نے کنارہ فرات کے ذبح کیا
پس اس سے زیادہ کوئی صدمہ عظیم و بزرگ فدیہ ہوگا اب
اس آیت سے سر نازک اور نکتہ خصوص شہادت حضرت
امام حسین علیہ السّلام کو سمجھنا چاہیے کہ بہ سبب نہ کند ہونے
خنجر شمر لعین مثل کارد ذبیح حضرت اسمعیل علیہ السّلام
اور نہ پہنچنے فدیہ اور نہ پہنچنے امداد غیبی مثل انبیاء سابقین
با این ہمہ امتحانات سخت مایہ حیرت و استعجاب عالمیان
ہے اسکو بھی اندکے بہ توجہ خاطر سمجھ لینا چاہیے
یعنی کل انبیاء سابقین کے واسطے فقط امتحان تھا
اور یہان اختتام اور تکمیل تام وہان اگر کارد کند نہ ہوجاتی
اور فدیہ نہ پہنچتا تو مرتبہ کمال صبر و رضا و تسلیم اور خلعت اور
شہادت کا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پر ختم ہوجاتا
یہان کسواسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین ملچکا یہ
شفاعت کبرٰے کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین
ہوتا کہ لفظ وَفَدَیۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ اللہ کیطرف سے بھیڑ کی

دنبہ یہ کب آسکتا ہے اللہ تعالے نے شاطِ یا کبشِ ذبح فرمایا پس یہ ذبح عظیم فدیہ خاص خدا بروز عاشورہ امام حسین علیہ السلام کے واسطے اُٹھ رہا تھا پھر یہاں فدیہ بھیڑ یا بکری کا کیون آنے لگا کیونکہ فدیہ امام حسین علیہ السلام خود مطلوب خدا تھا اور وہان فدیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام صرف بنظر امتحان تھا اور یہ نکتہ اند کے غور اور خیال کرنے سے ذہن مین آجاتا ہے کہ معرکہ کربلا مین حضرت امام حسینؑ پر ایک ہزار نو سو پچاس ۱۹۵۰ زخم کاری ہو چکی تھی اور اُسوقت تک بھی روح اطہر نے قالب سے پرواز نہ کیا جای غور ہے کہ دو چار زخم کاری واسطے انتقال روح کے کافی ہوتی ہین پس اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ روح اقدس منتظر ذبح کی تھی اور ذبیحہ سوائے حلقوم کے دوسری جگہ درست نہین ہو سکتا جب خنجر ظلم سے حلقوم حضرت امام حسین علیہ السلام کا کاٹا گیا تب روح اقدس نے جسد پاک سے پرواز کیا پس ذبح عظیم سے قربانی ہونا جناب سیّد الشہدا کا بہت اچھی طرح پر ثابت ہے کیونکہ رُتبہ شہادت کا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالے نے بخشا اور حضور نے

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت سید الشہدا علیہ السلام کو عطا ہوا اب جاے غور ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی جگہ دنبہ قربانی ہوا اور بجاے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امام حسین علیہ السلام کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسینؑ مجھسے ہیں اور میں حسینؑ سے ہون کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا حال کمال بجنبہ اور بعینہ آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا اور صورت اور سیرت مین حکم وحدت کا رکھتے تھی ذبح اور قربانی ہوئی اور ذبیحہ اور قربانی ہاتھ سے غیر کلمہ گو کے درست نہین ہوتی پس جن لوگون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا وہ لوگ اپنے کو کلمہ گو کہتی تھی بعد کرنے ایسے فعل ناحق کے البتہ ظالم اور کافر ہوگئی پس تکمیل قربانی حضرت امام حسین علیہ السلام پر کما حقہ ہوئی اور فدیہ اسمعیل علیہ السلام معاف ہوا اور یہ فدیہ مقبول ہوا وہان امتحان تھا یہان اختتام پایا اور مقام غور ہے کہ تصدیق آیہ وفدیناہ بذبح عظیم کے تو حضرت امام حسین علیہ السلام پر بخوبی ثابت ہوئی باقی مضمون حدیث شریف کا کہ جو حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا فِدَائِیْ
لَحْمُھَا بِلَحْمِیْ وَدَمُھَا بِدَمِیْ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِیْ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِیْ
وَجِلْدُھَا بِجِلْدِیْ تصدیق اُسکی اور روایات حضرت امام
حسین علیہ السلام کے تمام وکمال ختم پائی یعنی جتنے
عزیز واقارب اور رفقا حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھے
سب یکے بادیگرے گوشت وپوست وجان ومال سے
حضرت امام حسین علیہ السلام پر فدا ہوے ہر چند حضرت
ہر شخص کو مانع ہوتے تھے مگر وہ لوگ بخواہش تمام وتمنای
تمام جانبازی کو مستعد تھے اور یوں کہتے تھے نَفْسِیْ
لِنَفْسِكَ الْفِدَا وَوَجْھِیْ لِوَجْھِكَ الْوِقَا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ
الْوِدَاعُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَمَوْعِدُكَ الْجَنَّةُ یعنی جان
میری تیری جان پر فدا ہے اور مُنھ میرا تیرے مُنھ کی
پناہ ہے اور تجھے سلام اور الوداع اور ہمارا آپ سے
وعدہ ملاقات جنت الماوا ہے قطعہ اِنھین کا کام تھا جو
کچھ کہ ہوگیا اِنسے ٭ کہاں عزیز ہین ایسے کہاں دلیر ایسے
اِنھین پہ ختم ہے زور وشجاعت وہمت ٭ اِنھین پہ ختم رفاقت
کہاں ہین شیر ایسے ٭ اب نکتہ کو ذرا بغور خیال کرنا چاہیے

کہ جسطرح جسد روح اطہر حضرت امام حسین علیہ السلام منتظر ادای
نماز اور ذبح کے تھے کہ جب آپ گھوڑے پرسے بشکل نماز ہوکی
پشت زین سے فرش زمین پر آئی اور اللہ اکبر فرمایا
اور شمر لعین نے خنجر ظلم وستم سے ذبح کیا تب آپ نے
فرمایا بسم اللہ وباللہ وتوکلت علی اللہ وعلی ملت
رسول اللہ بعدہٗ قَالُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہکر روح
اقدس نے جسد مطہر سے پرواز کیا اور بپیوست جوار
رحمت ہوے اُسیطرح پر جب وہ لوگ بہت زخمی ہوتی
تو فریاد برلاتے اور زبان حال سے خدمت مین امام
ہمام کے یون عرض کرتے رُباعی جلد تشریف لای
آقا + جام کوثر پلائی آقا + روح کو انتظار دید کا ہے +
اپنی صورت دکھاتے آقا + تب اُسوقت جناب سید الشہدا
نزدیک اُنکے پہنچتے اور وہ لوگ جمال باکمال آل
طٰہٰ ویٰسین کو دیکھکر جان کو فدا کرتے اور جام کوثر سے
سیراب ہوتے غرض جسطرح پر حضرت امام حسین علیہ
السلام نے بعد اداے دوگانہ کے درجہ فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ
عَظِیْمٍ کو طے کیا اُسیطرح پر اُن جان نثارون نے مثل

پروانہ کے اپنے کو انوار پر اُس شمع ہدایت کے فدا کیا اور تصدیق فدائی لحمہا بلحمی کو بجا لائے خلاصہ یہ کہ فدایان آل طٰہٰ و یٰسین مستوجب رحمت سرمدی کی ہو کر داخل اعلےٰ علیین ہوئے اور وہ ظالمان خدا ناترس مستحق لعنت ابدی ہو کر داخل سجین ہوئے بیت

مُحبّ آل طٰہٰ ہو گئے فردوس مین داخل + اور دوزخ مین ہوئے وہ ظالمان پُر دغا واصل +

نبیؐ پہ بھیج خدایا درود اور سلام + اور اُنکی آل پہ اولاد پہ علیؑ کی مدام

یہان سے مختصر حالات شہادت جملہ امامان مع سنون و تاریخ نام بنام پہلے معلوم کر لینا چاہیے

کہ کس کس سنہ اور تاریخ اور مہینہ مین شہادت آپ لوگون کی ہوئی اور کیا کیا صدمے جانکاہ آپ لوگون نے اُٹھائے بعدہٗ مفصل حالات شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے مع یاران و رفیقان و واقعہ کربلا لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

یہان سے یارو سنو رنج و غم کا آگیا بیان + جگر کو ٹکڑے کرو اور اشک خونی روان
غم شہادت اماموں کا دل دکھاتا ہے + قلم کو طاقت تحریر ہے نہ دل مین توان
یہ غم وہ ہے کہ نہین بڑھکے اس سے کوئی غم + یہ غم وہ ہے کہ جگر جس سے چور دل نالان

مگر مشیت خالق کو کسکو غور و خیال
جو ضبط آہ و فغان اور دلکو تھامکی تاب
ہزار حیف یہ نیرنگی زمانہ سے
ہزار حیف محمد اور اُنکے جملہ رفیق

سوای صبر و شکیبائی کی نہین درمان
ستم کچھ ہوتی ہے اندوہ و غم کی یہ داستان
یہی حیا نہین نہ وہ تاب عش زمین و زبان
جہان سے اُٹھ گئی ای واے حسرت و حرمان

روایت ہے کہ بعد وفات جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھپن ۵۶ برس گذرے تھے کہ جناب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کو خلافت ہوئی اور چار برس پانچ مہینہ تک آپنے فرمانروائی کی سنہ ۳۹ ہجری مین نہروان کو فتح کر کے دار الخلافت مین تشریف لائے اور ابن ملجم ملعون کو بلا کر حکم تہنیت کے اشتہار کا مسند خلافت پر فرمایا اور تاریخ ۱۸-۱۹ شب کو صبح کے نماز کے وقت عین حالت نماز مین ابن ملجم مردود کی شمشیر زہردار سے آپکے سر مبارک پر جہان عمر ابن عبدود کے ضرب کا نشان تھا ضرب لگا ۲۰-۲۱ شب کی صبح کو آپنے دار الفنا سے طرف دار البقا کے کوچ فرمایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

روایت ہے کہ جب جناب علی مرتضے شیر خدا شاہ لافتی نے اس دار ناپائدار سے رحلت فرمایا اور جناب

شاہ زمن حضرت امام حسن علیہ السلام نے مسند خلافت و تخت
امامت پر جلوس فرمایا اور چھ مہینہ یا کچھ کم و بیش منقضی ہوا تھا کہ
اجماع امم کو برخلاف دیکھکر تخت خلافت کو چھوڑکر بیت الشرف
مین گوشہ نشینی اختیار فرمایا اُسپر بھی دشمن معاند درپے
ایذا رسانی اور فکر مین آپ کی شہادت کے تھے آخرکار
کسی تدبیر سے ہاتھ سے ایک شخص کے شاہ زمن جناب
حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا اور تاثیر سے
اُس زہر کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے شکم اقدس
مین درد پیدا ہوا آخر الامر سبط نبیؐ نے روضہ پر جناب
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاکر اپنے جد امجد کے
مزار شریف کے خاک پاک کہ وہ خاک شفا ہے اپنے
شکم مبارک مین لگائی کہ فوراً اثر سم کا جاتا رہا اور شفا
پائی چنانچہ راویان اخبار بالاتفاق یکدگر و ارباب سیر لکھتے
ہین کہ یہ ماجرا تین مرتبہ یونہین ہوا بعدہ راوی لکھتا ہے
کہ جس ایام مین مروان علیہ اللعن مدینہ منورہ کا حاکم تھا
اُس ملعون و بیحیا نے معرفت النسونیہ دلالہ کے اسما
سے کہلاس کہ وہ عورت حرم جناب حضرت امام حسن علیہ السلام

گئی تھی معہ سودہ الماس و اِس پیغام کے بھیجا کہ امامؑ کا کام اِس
زہر سے تو اگر تمام کرے گی تو زر و جاگیر سے حاکم تجھکو مالامال
کردیگا اُس ملعونہ بیحیا نے کچھ پاس اپنی زوجیت کا نکیا
فوراً تباریخ ۱۹ - ماہ صفر سنہ خمسین ہجری مین جبکہ کچھ شب
باقی تھی کہ اُس ملعونہ نے چُپکے سے آکر الماس سُودہ
لاکر حضرت کے پانی پینے کا جو کوزہ سر مُہر رکھا ہوا تھا
اُسمین چھان دیا حضرت نے جو غلبہ پیاس مین خواب
استراحت سے بیدار ہوتے ہی پانی سم آلودہ کو نوش
فرمایا اُس پانی کے پینے سے جگر امام عالیمقامؑ کا پارہ
پارہ ہوگیا اور قے کے ساتھ بہتر ٹکڑے کلیجے کے
ہوکر طشت مین گرے اور آپ اسقدر نقیح ہوگئے کہ روضہ
اقدس پر اپنے جد امجد کے نجا سکے اور خاک شفا
نکھا سکے آخر الامر اِس دار فانی سے طرف ملک جاودانی
کے کوچ فرمایا قالوا اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون روایت
کی ہے کہ جب جناب شاہ زمن حضرت امام حسن علیہ
السلام نے اِس دار فنا سے طرف ملک بقا کے کوچ
فرمایا بعدہٗ سید المشرقین امام الکونین جناب امام

حسین علیہ السلام مسند خلافت و تخت امامت پہ جلوس فرما
ہوئے اور کوفیان بے وفا و امتان عہد دغا نے متواتر
نامجات فریب آمیز واسطے زیارت اور بیعت کرنیکے خدمت
مین جناب سبط رسولؐ جگر گوشہ بتول کے یہانتک ارسال
کئے کہ جناب سید الشہداؑ نے گھبرا کر بجائے اپنے
اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلمؑ کو ارشاد فرمایا کہ تم بجائے
میرے کوفہ مین جا کر حال وہان کے لوگون کا مفصل
لکھو کہ اُن لوگونکا ہمارے طرف سے کیا حال ہے الغرض
جناب حضرت مسلمؑ معہ دونون اپنے فرزندون کے کوفہ
مین تشریف لے گئے اور ایک گروہ کثیرہ نے آپ
کے ہاتھہ پہ بیعت کی تب جناب مسلمؑ نے خوش ہو کر حضرت
کے خدمت مین نامہ ارسال کیا اور اُس نامہ مین یہ
مضمون لکھا کہ یا ابن رسول اللہ یہان کے بہت سے لوگون
نے بیعت کی ہے اور آپ کی زیارت کے بہت مشتاق
ہین یہ سب خبرین یزید ملعون کو پہونچین کہ حضرت مسلمؑ
طرف سے جناب حضرت امام حسین کے بہت سے لوگون
کو راہ راست پہ لاچکے ہین یعنی بہت سے لوگ بیعت سے

مشرف ہو چکے ہین اِس خبر کے سُنتے ہی یزید پلید نے گھبرا کر
عبد اللہ ابن زیاد لعین کو حاکم کوفہ کا کر کے روانہ کیا اور
حکم دیا کہ تُم کوفہ مین جا کر حضرت مسلمؑ کو قتل کر کے سر اُنکا
ہمارے پاس ارسال کرو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ تُم حضرت
امام حسینؑ سے ہمارے جانب سے بیعت طلب کرو اگر وہ
بیعت کرین تو بہتر ہے ورنہ سر اُنلو لونگا کاٹ کر ہمارے
پاس فوراً روانہ کرو حاکم مدینہ ملعون نے حضرت امامؑ کو
طلب کیا اور حکم حاکم شام سے آگاہ کر کے خواستگار
بیعت کا ہوا جناب سید الشہداؑ نے بیعت سے انکار کیا
اور عزم حج کا کر کے بتاریخ ۲۲۔ رجب المرجب سنہ ۶۰ ہجری
مع اہلحرم سفر مکہ معظمہ کا اختیار فرمایا ہنوز راہ مین تھے کہ جناب
مسلمؑ کے شہادت کی خبر حضرت کو پہنچی پس تین روز
تک وہین آپ نے قیام فرما کر ماتم مسلمؑ کا برپا کیا اور بعد
فراغت ہونیکے مکہ معظمہ مین تشریف لاکر استقامت فرمایا
آخر ظالمان پُر جفا و اُستان پُر دغا نے حضرت کو خدا کے
گھر مین بھی نہ رہنے دیا اور سر خونریزی ہوئے یہانتک ستایا کہ
حضرت نے حج کو عمرے سے تبدیل کر کے وہان سی بھی کوچ فرمایا

ہنوز راہ مین چلے جاتے تھے کہ حُرؑ بن ریاحی سے ملاقات ہوئی
اُسیوقت سے حُر معہ فوج اپنے ہمراہ رکاب امامؑ کے
ہوا سلخ ماہ محرم الحرام سنہ ۶۱ ہجری ہوتے تھے کہ جناب
امام حسین علیہ السلام معہ لشکر حُر کربلا مین پہونچکر خیمہ نصب
کیا اُسے روز سے آمد فوج یزید پلید کی شروع ہوئی
۷ محرم تک حضرت سے اور عمر سعد ملعون سے نامہ پیام
رہا ۸ محرم اُدہر سے اصرار تھا اور اِدھر سے انکار
تھا الغرض ملعونون نے امامؑ پر آب و دانہ بند
کئے اور بتاریخ ۱۰ محرم الحرام روز جمعہ کو حضرت امام حسینؑ
علیہ السلام معہ عزیز و اقربا و دوست و آشنا کے بوقت
عصر شربت شہادت نوش فرما کر داخل فردوس برین
ہوئے اور وہ کافران و منافقان طوق لعنت کا
اپنے اپنے گردنون مین پہنکر داخل اسفل السافلین
ہوئے قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون روایت ہے
کہ جب جناب سید الشہدا راہ خدا مین شہید ہوکر رونق
افروز جنۃ الفردوس برین ہوئے اور بجای امامؑ
کے بیٹے اُنکے جناب حضرت امام زین العابدینؑ

نے تخت خلافت و مسند امامت کو زیب زینت بخشا اور بعد شہادت
امام کونین جناب امام حسینؑ کے بتیس ۳۲ سال بروایتے
چالیس ۴۰ برس تک غم میں اپنے پدر بزرگوار کے رویا کیے
اور جان اپنی کھویا کیے اور ظالمان پُر جفا و اشان پُر دغا
کے ظلم و جور سہا کیے آخر بتاریخ ۱۱۔ ماہ محرم الحرام سنہ
تسعین و خمسین ہجری یوم السبت کو بہ سبب دلوانے
زہر حاکم ظالم کے جناب حضرت امام زین العابدین علیہ
السلام اس دار فنا سے منزل دار البقا کو رحلت فرما کر رونق
افزائے گلزار جنان ہوئے تالوا انّا للہ وانّا الیہ راجعون
روایت ہے کہ جب جناب امام زین العابدین علیہ
السلام مالک دنیا و دین اس دار فنا سے رحلت فرما کر
رونق بخش فردوس عُلا ہوئے تب جناب حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سنہ ۱۱۴ ہجری میں زینت بخش مسند
امامت کے ہوئے اور عبد الملک حاکم ملعون کا ایک زین
زہر آلودہ بطور تحفہ روانہ کرنا خدمت میں امامؑ کے اور اُس
راز خفی سے بعلم امامت خبردار ہونا حضرت کا اور دیدہ و
دانستہ اُسی زین کو گھوڑے پر کسوا کر مشیت ایزدی سے

لاچار ہوکر سوار ہونا اور اُسی روز سے اثر کرنا زہر کا حضرت کے بدن مبارک مین اور ورم کر جانا بالکل اندام اقدس کا بسبب زہر کے آخر الامر تیسرے روز بتاریخ ۷ ذی الحجه روز دوشنبه کو شربت شہادت نوش فرما کر اس جہان فانی سے طرف گلذار جاودانی کے کوچ فرمایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون راوی یون روایت کرتا ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد باقر علیه السلام اس دنیاے ناہنجار سے دست بردار ہوکر عازم دار القرار ہوے تب جناب حضرت امام محمد جعفر صادق علیه السلام مسند نشین خلافت و تخت نشین امامت ہوے پس منصور عباسی ملعون حاکم وقت حضرت کی اعجاز وکرامات کا حال سن کر دلمین اپنے طیش کھاتا تھا اور اپنے ہم نشینون مین از حد خجالت اُٹھاتا تھا القصه وه ملعون نہایت پشیمان و حیران ہوکر تین زہر ہلاہل ملا کر حضرت کو کھلوایا کہ اُسی زہر کے صدمه سے بتاریخ ۱۵ رجب المرجب سنه ۱۴۰ ہجری روز دوشنبه کو راہی منزل بقا کے ہوے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب

حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام نے اس سراے بے بنیاد کو ترک کر کے زیب دہ باغ جنان کے ہوے تب جناب حضرت امام محمد موسے کاظم علیہ السلام جلوہ افروز مسند امامت کے ہوے اور اُس زمانہ مین حاکم وہان کا ہارون ملعون تھا کہ اُس ظالم بے وفا نے امامؑ کو زندان مین مقید کیا اور اسقدر ستایا کہ تکلیف اُٹھاتے اُٹھاتے حضرت کا دم لبون پر آیا الغرض اُس ملعون نابکار نے خُرماے تر سم آلودہ حضرت کو کھلوایا کہ اُس سم کے اذیت سے پا بہ سفر آخرت کا آیا آخرکار بتاریخ ۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۸۳ ہجری روز جمعہ کو داخل روضۂ رضوان ہوکر واصل بذات پاک پروردگا ہوے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد موسے کاظم علیہ السلام راہیِ جنت ہو چکے تب جناب حضرت امام محمد موسی رضا علیہ السلام جلوہ افروز تخت خلافت مسند امامت کے ہوے اُسوقت مامون رشید حاکم وقت تھا اُس ملعون نے حضرت کو بجد وکد مدینہ منورہ سے طوس مین طلب کیا آخر بعد چند روز کے آپ کو خوشہ

انگور مین زھر ملا کر کھلوایا کہ اُسی زہر کے صدمہ سے حضرت سنہ ۲۰۳ ہجری مین شربت شہادت نوش فرما کر داخل گلذار جنان ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ھے کہ جب جناب حضرت امام محمدؐ موسے رضا علیہ السلام نے اِس دنیائے ناپائدار کو چھوڑا اور عقبیٰ بخش گلذار جنت کے ہوئے تب جناب حضرت امام محمدؐ تقی علیہ السلام نے مسند امامت پر جلوس فرمایا اُسوقت معتصم شقی مامون ملعون کا اخی حاکم وقت تھا کہ حضرت کو بڑے بڑے مکر و زور سے بتاریخ ۲۸۔محرم سنہ ۲۲۰ ہجری مین بیزر سے طلب کر کے کھانے مین زھر ملوا کر کھلوایا آخر کار حضرت اُسی زہر کے ایذا سے راہی فردوس عُلا ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ھی کہ جب جناب حضرت امام محمدؐ تقی علیہ السلام نے اِس دار فانی کو ترک کر کے گلذار جاودانی مین قیام پذیر ہوئے تب جناب حضرت امام محمدؐ علی نقی علیہ السلام نے مسند امامت و تخت خلافت کو جلوہ بخشا اُسوقت متوکل شقی القلب نے باچند مکر و حیلہ حضرت کو بیسرب سے

طلب کرکے بیس برس کئی مہینہ تک اپنے پابند اپنی بارگاہ رکھا بعد ازان معرفت ایک شخص معتمد نامی بیدین کے اُس مولاے دنیا و دین کو زہر دلوایا یہانتک کہ اُسی زہر کے ایذا سے بتاریخ ۲۶- جمادی الاخر سنہ ۲۵۴ ہجری مین رونق بخش باغ فردوس برین ہوی قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد علی نقی علیہ السلام جلوہ افروز گلزار جنت کے ہوے تب جناب حضرت امام محمد حسن عسکری علیہ السلام زینت بخش اور زیب دہ مسند امامت وتخت خلافت کے ہوے اُس زمانہ مین معتمد مرتد شقی ازلی حاکم اُس دیار کا تھا اُس دشمن خدا و رسول خدا نے بہزار مکر و فریب حضرت کو زہر ہلاہل کھلوایا اور طوق لعنت کا تا ابد الآباد اپنی گردن مین ڈلوایا القصہ اُسی زہر کے ایذا سے بتاریخ ۸- ربیع الاولی سنہ دو صد سادسین ہجری روز جمعہ کو وہ امام برحق اس سراے ناپایدار کو ترک کرکے عازم گلزار جنان ہوے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہی کہ جب جناب حضرت امام

محمد مہدی ہادی آخر الزمان علیہ السلام بتاریخ ۱۵ شہر شعبان بروز جمعہ بوقت صبح تولد ہوے اور بعد از ولادت شاہ انس وجان حضرت امام محمد مہدی ہادی آخر الزمان علیہ السلام کے چھ برس گذرے تھے کہ جناب حضرت امام یازدہم رخت سفر آخرت کو بار کرکے عازم طرف روضۂ رضوان کے ہوے اور جناب صاحب الامر علیہ السلام بحکم جناب رب العالمین غیبت اختیار فرماکر پنہان ہوے آئندہ جب بمصلحت اُس قادر قیوم کی ہوگی تب آپ ظہور فرماکر جلوہ افروز تخت خلافت و مسند امامت ظاہری و باطنی کے ہونگے انشاء اللہ المستعان

احوال کربلا

اب یہان سے احوال پُرملال غم جانکاہ وقوع واقعۂ کربلا جو جناب سید الشہدا پر گذرا بیان ہوتا ہے

اب یہان سے خواہش قلم ارادت رقم نے یون اقتضاے طبیعت کیا کہ کچھ مختصر احوال کربلا اور وہان جو کچھ رنج دل پر جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے گذرے بچشم نم تحریر کیجیے یعنی آغاز حال مصیبت و صدمات

حضرات امامین علیہم السلام کا یون لکھا جاے کہ اوّلاً تو
اللہ تعالے کے فضل عاطفت سرمایہ رحمت آفتاب رسالت
یعنی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ لوگون کے
سر سے اٹھا یا غم والم کا وفور ہوا دل نازپروردہ رنجور ہوا
سینہ زدہ غم دونہ ہوا تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا شافع روز
جزا نے مفارقت قبول کی دل شاہزادونکا ملول
ہوا زخم تازہ ہوا جگر حسنین کا غم سے پارہ پارہ ہوا
بعدہ پدر بزرگوار حیدر کرار صاحب ذوالفقار خنجر ظلم
وستم سے شہید ہوے دلمین یتیمون کے نشتر
ظلم اور ستم کا چبھا ایسا صدمہ گذرا کہ جسکے بیان مین
جگر خامہ شق ہے عالم کا رنگ فق ہے ہر دم اندوہ
وقلق ہے یہ تو تھا ہی کہ سپہر اور زمانہ نے یہ رنگ
دکھایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے زہر ہلاہل کے
شربت شہادت نوش فرما تلخی دنیا سے نجات
پاکر جان شیرین کو ساتھ جان آفرین کے سپرد فرمایا
غم والم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دل کو صدمات
متواتر سے ایسا مجبور ومہجور کیا کہ آپ نے مجاوری روضہ

جد بزرگوار کی اپنے منظور کیا اور زمانہ کی ناموافقت سے گوشہ نشینی اختیار فرمایا اُسپر بھی کافران نے اصرار کیا بیعت یزید کا تکرار کیا حضرت نے انکار کیا کوفیون نے دغا سے بولا کر حضرت سے کارزار کیا

بیٹھنا یزید پلید کا تخت سلطنت پر اور نامہ لکھنا ولید حاکم مدینہ کو واسطے بیعت امام حسین علیہ السلام کے

روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب یزید کمبخت کو بعد وفات امیر معاویہ کے کوفیون اور شامیون نے تخت بدبخت پر بٹھلایا تو اُس نحوست ایام بدسرانجام نے ہر شہر و اقلیم مین ازراہ نخوت و غرور کے اپنی بیعت کے تبعیت کیواسطے نامے لکھے اور ایک نامہ نافرجامہ ولید حاکم مدینہ کو اِس مضمون کا لکھا کہ خلیفہ روے زمین یعنی امیر معاویہ نے اِس عالم فانی کو چھوڑا اور بجاے اُنکے مین حاکم مقرر ہوا پس حسین ابن علی علیہ السلام اور عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن وغیرہ سے میری بیعت لینا اور اگر یہ لوگ انکار کرین تو بے تکرار سب کے سر قلم کرکے میرے پاس روانہ کرنا خلاصہ یہ کہ یزید اور

اور یزیدیون نے ظلم اور کفر ازحد کیا مگر اُنکے کفر اور ظلم نے اُنکو ہر طرح پر نقصان دیا جیسا کہ اللہ تعالے نے واسطے کافرون اور ظالمون کے سورہ فاطر مین فرمایا ہے هُوَ الَّذِی جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا یعنی وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو جانشین بیچ زمین کے پس جو شخص کہ کفر کرے پس اوپر اُسکے ہے کفر اُسکا اور نہین زیادہ کرتا کافرون کو کفر اُنکا نزدیک پروردگار اُنکے کے مگر ناخوشی اور نہین زیادہ کرتا کافرون کو کفر اُنکا مگر نقصان اب اِس جگہ پر ایک تمثیل بطور نکتہ کے بیان ہوتی ہے یعنی جسوقت کہ ابلیس علیہ اللعنت اور ملائکہ کو حکم آلٰہی واسطے سجدہ آدم علیہ السلام کے ہوا تو اُسوقت ازراہ تکبر اور غرور کے شیطان مردود نے کہا جیسا کہ سورہ صاد مین اللہ تعالے فرماتا ہے قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ کہا کہ مین بہتر ہون اُس سے پیدا کیا ہے تونے مجکو

آگ سے اور پیدا کیا ہے اُسکو مٹی سے یعنی آدم علیہ السّلام پیدا گل سے ہین کہ جسم کثیف سفلی ظلماتی کہتے ہین اور مین آتش سے ہون کہ وہ جوہر لطیف علوی نورانی ہے اِسجگہ ابلیس مردود نے بڑا مغالطہ کھایا کہ باعتبار عنصر کے اپنی فضیلت زیادہ جانی اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ تعالے نے آدم علیہ السّلام کو فرماتا ہے لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ یعنی واسطے اُس چیز کے کہ بنایا ہے ہمنے دونو ہاتھون اپنے سے اور سورہ حجر مین اللہ تعالے فرماتا ہے وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ اور پھونک دیا مین بیچ مین اُسکے روح اپنی سے اور سوا اُسکے فضیلت خاک کو نار سے کہین زیادہ ہے کیونکہ آتش متکبّر ہے اور خاک متواضع ہے تواضع تکبّر سے بہتر ہے اور خاک نقش معرفت قبول کرتی ہے جیساکہ آدم علیہ السّلام نے نقش معرفت قبول کیا چنانچہ وارد ہے کُتِبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی لکھا گیا بیچ دلون اُنکے کے ایمان اور آتش نقش کو جلاتی ہے جیساکہ نقش معرفت کا ابلیس نے جلایا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ

ربّہٖ پس فسق کیا حکم پروردگار اپنے سے اور خاک امین
ہے یعنی جو کچھ اُسمین نگاہ رکھتی ہے جسطرح پر کہ دانہ
وغیرہ زمین پر گرتا ہے اُسکو وہ ضایع نہین کرتی درخت
اُگاتی ہے اور آتش خائن ہے جو کچھ آگ مین پڑتا ہی بسبب
تکبّر اور غرور کے جلا دیتی ہے یعنی امانت مین خیانت
کرتی ہے اسیطرح یزید پلید مردود ہے جب تخت
سلطنت پر بیٹھا تو اُسنے بھی ازراہ تکبّر اور غرور کے
اپنے دلمین یہ سمجھا کہ مین اُسی تخت خلافت پر ہون
جسپر خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین خلافت
کر چکے ہین مین سب سے بہتر اور افضل ہون میری
بیعت اور اطاعت امام حسین علیہ السلام اور سارے
اصحاب و انصار کرین اور مضمون حدیث شریف کو کچھ
خیال مین نہ لایا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلّم نے فرمایا ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلّم الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثمّ یصیرُ
ملکاً عضوضاً فرمایا آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے پھر جبر اور زیادتی

والی بادشاہی ہوگی چنانچہ چھ مہینے خلافت مین باقی تھی کہ اُسکو حضرت امام حسن علیہ السلام نے پورا کیا جب تیس برس مطابق حدیث کے خلافت پوری ہوچکی تب حضرت امام حسن علیہ السلام نے تخت خلافت کو خلع کردیا اور وہ تخت امیر معاویہ کو دیا بعد امیر معاویہ کے حاکم اُسکا یزید پلید ہوا اُس کمبخت نے فسق اور فجور اور ظلم اور ستم برپا کرنا شروع کیا جیسا کہ نقش معرفت کو ابلیس نے جلادیا اُسیطرح سے یزید پلید نے بھی مضمون حدیث شریف کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارہ خلافت کے فرمایا تھا لوح دل سے بھلا کر حسین علیہ السلام سے خواہان بیعت کا ہوا اور جو صفت ناریکیواسطے چاہئے یعنی تکبر اور خیانت سب اُس ناری سے ظہور مین آئے کہ امانت مین اُسنے خیانت کیا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن اور دوسرے دو نور عین یعنی حضرات حسن اور حسین علیہم السلام پس حسنین علیہم السلام امانت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے تھے اُس امانت مین یزید پلید نے
خیانت کی اور حقیقۃً وخیانت اور اہانت کہ جو ساتھ امام
حسین علیہ السلام کے یزید مردود نے کی واقعی ساتھ
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی جیسا کہ آنحضرت
فرماتے ہین لَیسَ مِنَّا مَن غَشَّنَا یعنی وہ ہمسے نہین
جو ہماری خیانت کرے نظم آخر ہوئی امم سے خیانت
رسول کی + سمجھے ذرا نہ قدر امانت رسول کی + اتنا بھی
ظالمون نے نہ ہرگز کیا خیال + شوخی حسین سے ہے
اہانت رسولکی - پس کس کس ظلم وستم کے ساتھ
امام حسین علیہ السلام کو ظالمان کربلا نے تشنہ اور
گرسنہ کنارے نہر کے معہ عزیزان واقربان خنجر ظلم
سے ذبح کیا اور کچھ خوف عذاب آخرت کا نہ رکھا جیسا
کہ اللہ تعالے سورہ شعرا سیپارہ اونتیس ۲۹ مین فرماتا ہے
سَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ اور شتاب
جانینگے وہ لوگ کہ ظلم کرتے ہین کونسے پھرنیکی جگہ پر
جاوینگے مراد اس سے یہ ہے کہ جن لوگون نے ستم
کیا ہے بعد موت کے کون مکان مین پھر جاینگے یعنی

حکایت شیخ شبلی

منقلب یہ لوگ آتش سے ہون گے کیونکہ اُنھون نے پیروی شیطان کی کی کہ جسکو اللہ تعالےٰ نے سورہ یٰسین سپارہ ۲۳ رکوع ۳ مین منع فرماتا ہے یا بنی آدم اَن لا تعبُدُ الشیطانَ انّہٗ لکم عدوٌ مُبین یعنی اے بیٹے آدم کے نہ عبادت کرو تم شیطان کی تحقیق وہ تمھارے واسطے دشمن ہے ظاہر جیسا کہ صداقت اِس امر کی اس آیت سے پائی جاتی ہے کمَثَلِ الشیطانِ اِذ قالَ لِلانسانِ کفُر فلمّا کفر قالَ اِنّی بریٌ مِنکَ اِنّی اَخافُ اللہَ ربَّ العالمین یعنی مانند مثال شیطان کے ہے جسوقت کہ کہا اُسنے کہ کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے تحقیق مین ڈرتا ہون اللہ پروردگار عالمون سے اور پھر یون فرمایا الخبیثات للخبیثین الخبیثون للخبیثات الطیّبات لِلطیّبون و الطیّبون للطیّبات یعنی خبیث عورتین واسطے خبیث مردون کے ہین اور خبیث مرد واسطے خبیث عورتون کے ہین پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور پاک مرد واسطے پاک عورتون کے ہین اِسکو یون سمجھنا چاہیے

که جسطرح پر خبیث مردون کو خواہش خبیث عورتون کی
ہوتی ہے اور پاک مردون کو خواہش پاک عورتون کی
اسی طرح جنکی طبیعت مین شیطانیت ہے وہ تابع
شیطان ہوتا ہے اور جنکی طبیعت مین انسانیت
ہوتی ہے وہ تابع انسان ہوتے ہین پس یزیدیون
مین شیطانیت بھری ہوئی تھی انھون نے تابعداری
شیطان کی کی اور لعنتی ہوے اور موالیان امام
حسین علیہ السلام انسانیت سے مملو تھے انھون نے
تابعداری امام حسینؑ کی کی داخل بہشت ہوے اور
جہان کی شاباشی لی پس یزید اور یزیدیون نے اطاعت
اور پیروی شیطان کی کی اور یہ ظاہر ہے کہ شیطان
مردود ناری اور جہنمی ہے اور جسنے شیطانیت کی
وہ بھی ناری ہوا پس جیسی شیطانیت یزید اور یزیدیون
نے کی وہ آجتک کسی فرد بشر نے نہین کی اور نہ کریگا
پس شیطان ہوئے نہین یزید اور یزیدیون سے کیا شک
باقی رہا دوسری وجہ ایک اور بھی ہے کہ یزید پلید کژدم
زادہ ہے یعنی زہر کژدم سے پیدا ہے اور کژدم ایذا دہندہ

اور ظالم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ زہر بھی صفت آتش کی رکھتا ہے
یعنی اسمین بھی حرارت ہوتی ہے پس یزید مردود کی بھی اصل
اور صفت ایذا دہندہ اور ظالم اور آتشی ٹھہری چنانچہ حرارت
زہر کژدم نے یزید کو اپنے اصل کی طرف کھینچا جیسا
کہ وارد ہے کُلُّ شَیٍٔ یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ یعنی کل شی رجوع
ہوتی ہے طرف اصل اپنے کے پس تاثیر زہر کژدم نے
اپنے اصل کی طرف کھینچا کہ یزید پلید ظالم اور ناری
ہوگیا اور ازراہ نخوت و تکبّر کے امام حسین علیہ السلام سے
بیعت طلب کی تیسرے یہ کہ لفظ یزید کے معنی زیادہ
کرنیکے ہین اور یزید کمبخت نے واسطے طمع دنیا جیسا کہ
ظُلم اور ستم حد سے زیادہ اوپر حضرت امام حسین علیہ السلام
کے کیا وہ اظہر من الشمس ہے مگر ظلم اور ستم نے اُسکو بجز
نقصان کے کچھ فائدہ نہ بخشا جیسا کہ اللہ تعالے سیپارہ ۱۵
سورہ بنی اسرائیل رکوع آٹھ مین فرماتا ہے وَلَا یَزِیدُ الظَّالِمِینَ
اِلَّا خَسَارًا اور نہین زیادہ کرتا واسطے ظالمون کے مگر ٹوٹا ۔
دیکھنا چاہیے کہ یزید پلید نے ظُلم و ستم امام حسین ؑ پر اُس حد
تک کیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا ہے صرف واسطے حصول

ملک اور جاہ کے اور جس نیت سے اُسنے جور و جفا اور فتنہ انگیزی کی اُسکی مُراد پوری نہ ہوئی راویون نے لکھا ہی کہ بعد شہادت حضرت امام حسین ع کی یزید پلید طرح طرح کے عذاب اور بیماریون مین مبتلا رہا اور تین برس سات مہینے بعد اپنے باپ کی سلطنت ظلم پر رہا آخر اسی حالت سے واصل جہنم ہوا۔

روانہ ہونا جناب سید الشہدا کا مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کو

روایت ہے کہ جب نامہ یزید پلید کا ولید حاکم مدینہ کو پہنچا تو اُس زمانہ مین اکثر حضرت امام حسین ع رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر جا کر تمام رات یاد الٰہی مین بسر کیا کرتے تھے جب نامہ ظلم شمامہ ولید بن عقبہ کے پاس پہنچا تو اُسنے فرزند رسول لخت جگر بتول ع کو مضمون سے اُسکے آگاہ کیا اُس آفتاب امامت نے یزید پلید کے بیعت سے انکار کیا کیونکہ یزید ناہنجار فاسق و فاجر و بدکار و ستمگار تھا بدستور قدیم روضہ منورہ پر جد بزرگوار کے پھر حاضر ہوئے وہان رات کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرزند ارجمند کا سر زانوے انور پر رکھکر بدیدہ تر فرماتے ہین کہ نور العین حسین تم

اندا پر آمادہ ہین اور عنقریب تو میدان کربلا مین گلا کٹوائیگا اور ظالمون کے ہاتھہ شہید ہو جائیگا اور وہ سب کمبخت قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے مان باپ تیرے منتظر ہین اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہو جسوقت حضرت امام حسین عم نے یہ خواب دیکھا تو رضای حق پر دلکو مضبوط کیا جیسا کہ اللہ تعالے سورہ رعد سیپارہ ۱۳ مین فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اور وہ لوگ ہین کہ صبر کرتے ہین واسطے چاہنے رضامندی رب اپنے کے اور قایم رکھتے ہین نماز کو اور خرچ کرتے ہین اُس چیز سے کہ دیا ہے ہمنے اُنکو پوشیدہ اور ظاہر اور دفع کرتے ہین ساتھہ نیکی کے برائی کو الغرض دیکھنے سے اِس خواب کے جناب سید الشہدا کے دل مین شوق شہادت نے جوش کیا ایکبارگی چوتھی تاریخ شعبان کو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی تیاری کردی پہلے مادر و پدر کے روضۂ پُر انوار پر آئے اور کلمات رخصت زبان پر لائے بعد اُسکے یون فرمانے لگے نظم

حیف مرقد سی بزرگون کی چھوڑایا مجکو   حاکم شام نی بیشام بُلایا مجکو
گوشہ گیری پہ بھی کمبخت نہ اُسی صبر آیا   بیٹھی بیٹھا ہی عبث حیف ستایا مجکو
مینی کچھ اُسکا بگاڑا نہین لیکن ناحق   بغض بیفایدہ نی اُسکے رُلایا مجکو

پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدس پر آئے اور کلمات رخصت کے فرماتے **رباعی** رخصت کو گئے جو روضہ جد پہ حسین + رو کر کہا یا نبی فراق فیما بین + مرقد سے صدا آئی کہ ای لخت جگر + ہمراہ ہون مین بھی اب کہان قبر مین چین + اور یون فریاد کرنے لگے **شعر** پکارتے تھے کہ فریاد یا رسول اللہ + تمھاری قبر سے ظالم ہمین چھوڑاتے ہین + مجھے تھا ظلّ عطوفت مین آپ کے آرام + بیابان سے اہل ستم کیون مجھے بُلاتے ہین + مجھے جدائی نہین آپسے گوارا ہے + مدد کو پہنچئے ظالم عبث ستاتی ہین + قصہ کوتاہ بعد ازان سب مدینہ والونسے رخصت ہوی سبھون کو آپکی مفارقت کا رنج تھا خصوصًا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بڑا غم والم تھا اور طیاری کے وقت سب کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا **شعر** + سفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + الغرض جناب سید الشہدا حضرت امام حسینؑ اہل مدینہ کو

نالان اور گریان چھوڑ کر خود باحسرت و اندوہ نہ لب پہ آہ نہ زبان پہ شکوہ سکوت صبر کا قرار جار ناچار مکہ معظمہ مین تشریف لائی جب یہ خبر کوفیان لا یوفیان کو پہنچی تو باہم اتفاق کرکے آپکو لکھا کہ ہم لوگ مدد کیواسطے جان و دل سے حاضر ہین اور حضور کے زیارت کی ایک مدت سے مشتاق ہین جبکہ ایک سو پچاس خط متواتر اُن لوگون نے بھیجوائے اور اکثر ایلچی بھی آئے تب حضرت امام حسین عٓ نے اپنی طرف سے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو روانہ فرمایا تاکہ کوفیون کی وفا اور دوستداری کو ملاحظہ فرماکر کیفیت بجنسہ و احوال بعینہ سے مفصل آگاہ کرین

داخل ہونا حضرت مسلم کا کوفہ مین اور شہید ہونا معہ فرزندان کے

الغرض جب حضرت مسلم عٓ کوفہ مین پہنچے تو مختار بن عبیدہ کے گھر مین اُترے اور بارہ ہزار آدمیون سے زیادہ نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ظاہر مین سب نے اُنکے ساتھ محبت دکھائی قصہ مختصر جب قریب بتیس ہزار آدمیون کے حضرت مسلم کی رفاقت مین جمع ہوے اُسوقت حضرت مسلم نے سارا حال اُن لوگونکا لکھکر امام حسین علیہ السلام کی حضور مین روانہ کیا

اور لکھا کہ لوگ یہان کے میرے آنے سے بہت خورسند ہوگے اور آپکی دیدار کے بہت آرزومند ہین اور ہر شخص آپ کے زیارت کی تمنا رکھتا ہے اِدھر تو یہ نامہ حضرت مسلم کا حضرت امام حسینؑ کے پاس آیا اور اُدھر یزید پلید کو یہ خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل امام حسینؑ کیطرف سے کوفہ مین تشریف لائی اور ایک گروہ کثیر نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی یزید پلید نے یہ خبر سُنکر نعمان بن بشیر کو معزول اور عبد اللہ ابن زیاد کو مقرر کر کے کوفہ روانہ کیا اور لکھدیا کہ بہت جلد حضرت مسلم کو معہ یاران اُنکے شربت شہادت پلاؤ اب یہان سے قصہ مختصر اور تھوڑی بات پر مختصر کلام ہوتا ہے کہ جب کوفیان بیوفا کو عبد اللہ ابن زیاد نے دھمکایا تو اہل کوفہ نے اوّلاً یہ ٹھکانا کیا کہ بیعت بے باکانہ کیا بعدہٗ یہ طرز منافقانہ کیا کہ نماز مغرب مین قریب پانچ سو آدمی کے شریک تھے سلام پھیرنے مین راہ لیکے چمپت ہوئے پس تصدیق اِس آیت کی کہ جو لکھی جاتی ہے اُن لوگون پر بخوبی ثابت ہوئی جیسا کہ اللہ تعالے پانچوین پارہ سورہ نسا مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا

لٰکِن اللہُ لِیَغفِرَ لَھُم وَلَا لِیَھدِیَھُم سَبِیلًا ۝ بَشِّرِ المُنٰفِقِینَ بِاَنَّ لَھُم عَذَابًا اَلِیمًا یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین ہرگز نہ اللہ بخشے اور نہ یہ کہ راہ دکھاوے اُنکو راہ خوشخبری دی منافقون کو ساتھ اِسکے کہ واسطے اُنکے عذاب ہے دردینوا لا الغرض جب حضرت مسلمؑ تنہا رہ گئے نہ کوئی مونس و نہ غمخوار ہجوم غم مین گرفتار نہ طاقت رفتار و نہ زبان کو مجال گفتار ناچار اِدھر اُدھر دیکھتے تھے قضای مبرم کا سامنا حیران و پریشان پھرتے تھے آخر ایک عورت طوعہ نام نیک انجام کا دروازہ نظر آیا اُسکے پاس گئے اور پانی طلب فرمایا اُس نیک خصلت نے پانی خوشگوار پلایا اور آپکا نام اور ٹھکانا پوچھا آپ نے فرمایا غریب الوطن گرفتار رنج و محن خانۂ نبوت سے ہون مسلم بن عقیل میرا نام ہے امام حسینؑ علیہ السلام کا بھائی ہون اگر مجھ مجبور و مہجور و خستہ و رنجور کو ایک شب کی اجازت دے تو ٹھہر ہون اُس عورت خجستہ خصلت نے یہ حال سُنکر آپ کی تعظیم کی اور کہا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ÷ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

الحاصل اُس عورت نیک خصلت نے حضرت مسلمؑ کو بڑی تواضع و تکریم
کے ساتھ اپنے مکان مین جگہ رہنے کی دی اور خدمتگذاری
و خاطرداری مین دل و جان سے مصروف ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ترجمہ اور جن لوگون نے جگہ دی
اور مدد کی یہ لوگ وہ ہین ایمان لانے والے سچ واسطے اُنکے
بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت الغرض وہ عورت
بیدار بخت سرگرم اہتمام تھی کہ اس اثنا مین اُس عورت کا
بیٹا تیرہ درون یکسر زبون شام کو گھر مین آیا اور مانکو ایک
میہمان عظیم الشان کی خدمتمین مصروف دیکھکر مستفسر
حال ہوا اُسنے کہا کہ مسلمؑ ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی ہے
وہ خفتہ بخت یہ حال سُنکر مانند بخت خفتہ کے سو رہا صبح کو
جاکر محمد بن اشعث سے خبر کی اُسنے ابن زیاد بدنہاد کے
دربار مین جاکر کہا قصہ کوتاہ ابن زیاد بدنہاد سراپا فساد
کے حکم سے تین سو سوارون نے محاصرہ طوعہ کے مکانکا
کیا حضرت مسلمؑ نے یہ حال پُرملال سُنا اور مصلےٰ سے اُٹھکر
مصلح ہوئے اور صلاح بدن پر آراستہ کرکے تلوار میان سے

باہر نکالی اور رگ ہاشمی جوش مین طبیعت خروش مین آئی شیر زیان نے باہر آکر وہ روباہ خصال پر حملہ کیا دس یا پنچ شقی کو جہنم مین بھیجا کسیکو تاب مقاومت نہ تھی رعب سے تھراتے تھے دہشت سے کانپتے تھے کچھ بن نہ پڑتی تب دور دور سے تیر باران کئی ناگاہ ایک تیر آپکی پیشانی انور پر جا لگا تمام کپڑے لہو سے تر بتر ہو گئے اُسوقت آپ مکہ معظمہ کی طرف مُنہ کر کے فرمانے لگے کہ ای حسین علیہ السلام کچھ تمکو مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے ہماری آہ دل کی کچھ حضرت کے دل پر اثر ہے کہ اُسپر کیا گذری کوفیون نے یہ حال کیا مگر آپکا خیال ہے اب کون قاصد ہے کہ جو حضور کو آنے سے یہان کے روکے اور میری خبر شہادت آپ تک پہنچائے

نظم

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مُرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے ✣ ہمارا کوئی نہین یہان نہ مونس و غمخوار ✣

خبر جو حال سے میرے کرے تمھین نہار	ہمارا حال تو دیکھو کہ کیا گذرتی ہے
ہزار فوج کا نرغہ ہے ایک مین ناچار	بدعہد ہو گئی ہے جو دوست ظاہر تھی
دغا سے ظلم پہ آمادہ ہین یہ نا ہنجار	بلا کے یہان ہمکو خستہ حال کیا
شکستہ حال کیا اور بیکس و ناچار	عجیب عہد شکن بیوفا ہین یہ ظالم

نبی کی آل پہ یہ جبر و ظلم استغفار + اور کبھی بڑی یاس سے یون فرماتے
شعر صبا بہ گلشن احباب من اگر گذری + اِذَا لَقِیتَ حَبِیبِی فَقُل لَہٗ
خَبَرِی + صبا جو گلشن احباب مین ہو تیرا گذر + تو کر کے ان سے
ملاقات کہیو میری خبر + آخر کو پھر مسلم نے بھی لی تیغ خونخوار ہاتھ مین +
اللہ اکبر تھا زبان پر اور تلوار ہاتھ مین + جسطرف چمکی برق وش
شمشیر جوہر بار بس + جون ابر مطلع صاف تھا دشمن کا دو چار
ہاتھ مین + ہیبت سے شیر نر کے تھی روبہ صفت وہ اشقیا + سبکی
شجاعت گم ہی حیرت کی تھی وار ہاتھ مین + ہٹ ہٹ کے پھر
سید ان سے ظالم چڑھے دیوار پر + نامردی سے مارتے تھے
سنگ بد کار ہاتھ مین + دست و دہان سارا بدن اُس
شیر کا زخمی ہوا + تا دو پہر لڑتا رہا وہ تیغ خونخوار ہاتھ مین +
آخرش جہان فوجون کا نرغہ ہزارون سوار و پیدل چارون
جانب سے نیزون کی بوچھار تیغون کی مار تلوارون کی
جھنکار صدہا عداوت شعار بد عہد و بد کار بے مہر و بیوفا بد اطوار و
بے حیا ہون وہان ایک اکیلا بے یار و انصار بے معین و
مددگار اور رضا جوئی پروردگار کہان تک لڑ سکتا ہے اور
کسکا کسکا جواب دے سکتا ہے آخر جب بہت سے ظالمان

پُر دغا کو حضرت مسلم علیہ السّلام اپنی تیغ آبدار سے سیراب کر کے جہنم واصل کر چکے اور باقی اشقیائے پُر دغا تاب آپ کے مقابلہ کی نہ لا کر امان طلب ہوے آپ نے خدا کے خوف سے تقدیر پر شاکر ہو کر تلوار کو نیام مین کیا پھر تو گروہ اشقیائی چارون طرف سے حضرت مسلم علیہ السّلام کو گھیر لیا اور اُس بھوکے پیاسے کے تن اطہر کو زخمون سے چور چور علاوہ رنج و تکلیف پہنچا کر کے شہید کیا اور ذی الحجہ کی تیسری تاریخ سر مبارک کو تن سے جدا کر کے یزید پلید کے پاس شہر دمشق مین بھیجا اور تن اطہر کو سولی پر چڑھایا قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

قطعہ شہید مسلم بیکس ہوے ہزار افسوس
غریب و بیکس و بی یار و غمگسار افسوس
نہ کوئی حامی تھا اُنکا وہان نہ کوئی انیس
نکوئی خویش و برادر نہ کوئی یار افسوس
عجیب نقشہ قدرت نے رنگ دکھلایا
چلی جو حلق پہ مسلم کی خنجر دغا افسوس
چھدا کلیجہ اُن ظالمونکا ای ہای
جو باری باری تھی مسلم پہ تیر بار افسوس
ارے وہ کیسی تھی بدعہد و بیوفا ظالم
یہ کیسی دعوت مہمان دی تبار افسوس
وفا ہی تھی جو مہمانکے ساتھ کر وہ گئے
نہ آیا ہائی لعینون کو زنہار افسوس
ذرا بھی خوف خدا ظالمونکے دل مین نہ تھا
جو کرتی پاس نبوّت وفا نبکار افسوس
پھٹا کلیجہ شقی کا نہ اُسکی ٹوٹی ہاتھ
کیا جن ہاتھون سے مسلم کو دفعتاً آفر افسوس

ستم مسافر تنہا پہ ایسا کسنے کیا | اکیلے مسلم بیکس اُدھر ہزار افسوس
لڑے پھر آپ بھی اسطرح مسلم تنہا | امان طلب ہی رہی وہ ستم شعار افسوس
جدھر کو کرتا تھا حملہ یہ شیر حق الحق | لکو کوسون ہوتی تھی پسپا وہ نابکار افسوس
نبیؐ پہ بھیج خدایا درود اور سلام | اور اُنکی آل پہ اولاد پہ علی کی مدام

یہان سے کچھ حال پُرملال فرزندان حضرت مسلمؑ بھی سُننا چاہیے

روایت ہے کہ جب حضرت مسلم علیہ السّلام بدعہدی و بیوفائی سے گروہ اشقیا کے مکان مین محمد نامی جو کہ دوستدار تھا آل نبی کا قیام پذیر ہوے اور اشقیا نے خبر پاکر محمد موصوف کو بعد گفتگوے بسیار کے قتل کرایا بعدہٗ حضرت مسلمؑ مکان مین قاضی کے کہ وہ بھی دوستدار آل نبیؐ تھا معہ صاحبزادون کے آکر قرار فرمایا اور ایک روز مقیم رہکر ظالمان بدنہاد کی ظلم اور بیوفائی کو خیال کرکے کہ ناگاہ قاضی کو کچھ ضرر نہ پہنچے دونون صاحبزادون کو قاضی کے سپرد کیا تھا اور آپ تنہا قاضی کے مکان سے باہر ہوکر بے یار وفادار بیکسی اور بے بسی کو ساتھ لیکر چلے جاتے تھے ناگاہ راہ مین طوعہ نامی ایک عورت مومنہ ایماندار شان و شوکت سے حضرت کو پہچان کر اپنے مکان مین لیگئی اور شرط خدمت بجا لائی آخر شقی ازلی بیٹا طوعہ کا جب

جب مکان مین آیا اپنی مان کو پریشان دیکھکر اور حال استقامت حضرت پوچھکر اپنی مان کی نظر پنہان باہر گیا اور ابن زیاد ملعون کو خبر پہنچائی آخر وہ بد نہاد دو سو سوار بھیجکر درپے آزار ہوا اور طرح طرح کی تکلیف پہنچائی جسکے بیان کی تحریر مین قلم شق ہوتا ہی آخرش جب آپ شہید ہوے اور یہ خبر قاضی کو پہنچی کہ حضرت مسلمؑ شہید ہوے اور ابن زیاد بد نہاد تلاش جستجو مین آپ کے فرزندون کی ہے اور منادی صاحبزادون کے جستجو کی بہ طمع انعام زر و جواہر کر رہا ہے تب تو قاضی نے نہایت مضطر و پریشان ہوکر اپنے بیٹے سے کہا کہ للہ ان دونون صاحبزادون کو جو یتیم و بیکس ہین اپنے ساتھ لیکر ظالمون سے پوشیدہ اور بچاتے ہوے اُس قافلہ مین جو یثرب کی جانب جاتا ہو ہمراہ کردے اور کسی مرد صالح سے کہدینا کہ یہ دونون مسلمؑ کے پسر و نور نظر بے پدر ہین براہ خدا شناسی انکے حال پُرملال پر رحم کرکے انکے خویش و برادر تک پہنچا دینا آخر کار جب تھوڑی سی شب باقی رہگئی قاضی کا بیٹا دونون صاحبزادون کو ہمراہ لیکر اور تسلی و تشفی دیتا ہوا

قافلہ کی فرودگاہ تک پہنچا دیکھا کہ قافلہ وہان سے روانہ ہوگیا تب قاضی کے بیٹے نے صاحبزادون سے کہا کہ وہ قافلہ جا رہا ہے آپ جلد جا کر ساتھ ہو جائیے اور خود نشان بتا کر مکان پر پھر آیا وہ ناز و نعمت کے پلے کبھی پیدل کاہے کو چلے تھے چلتے چلتے پاؤن مین آبلے پڑ گئے اور تلوون مین کانٹے چبھے کچھ اندھیری شب کا خطر کچھ ظالمون کا ڈر اتنی راہ چلنا دشوار ہوگیا آخر دونون بھائی تھک اور خوف جانوران صحرا سے ڈر کر اپنی یتیمی و بیکسی اور یاد پدری سے باخود باہم گلے مین ڈالکر رونے لگے آہ وہ خرد سالی اور یہ مصیبت وہ گل سا نازک بدن یہ خار صحرا و دشت پر ہیبت تمام شب نالان و گریان ہر سو دوڑتے رہے مگر قافلہ کا پتہ نہ لگا اور کوئی ایسا یار و وفادار نہ ملا آخر بیتاب ہوکر ہاے باباجان ہاے باباجان کہتے ہوے زمین پر گر پڑے

نظم

کہان گئے ہو کدھر وا ہاے باباجان
کوئی نہین جو خبر لیوے وا باباجان
اکیلے دشت خطرناک مین پڑے ہین ہم
خبر کی کون مری تم سواے باباجان

اتنے مین جب آفتاب روشن ہوا تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی کوفہ کی سرزمین مین پڑے ہین اور مکانات کوفہ کے نظر آتے ہین

یہ حال دیکھکر تھرّانے لگے اور بید کیطرح کانپنے لگے اور کہتے تھے
وای قسمت ہم کہان آگئے پھر چھپنے کی جگہ ڈھونڈھتے ہوے
نہر فرات کے کنارے ایک درخت جوف دار کے پاس پہنچے
اور پناہ کی جگہ سمجھکر اُسی مین جا چھپے مگر عکس رخسار
جبیں ماہ و خورشید نثار پانی مین پڑ رہا تھا اتفاقاً ایک
عورت پانی بھرنے کے لئے فرات کے کنارے پہنچے
پانی مین دونون خورشید طلعتون کے عکس رخسار کو دیکھکر
نہایت متحیر اور پریشان تھی کہ خدایا یہ کیا ماجرا ہے اسیجا خیال
و تلاش مین اُس عورت کی نظر ان دونون ماہ پیکر پر پڑ گئی
دیکھا کہ شجر کے جوف مین دو صاحبزادے نہایت حسین و
خوبصورت قمر رشید خورشید طلعت جنکی پیشانی سے یاس
و حسرت چمک رہی ہے بیٹھے ہین نہایت حیران تھے کہ خدایا
حوران بہشتی ہین یا زمین پر زہرہ و مشتری کا ساعت
سعد مین قران ہوا ہے کہ جنکی چمک دمک سے صحرا پُر انوار
و شجر ہجر تجلی زار و چشمہ آب آبرو دار ہے کیا اسرار ہے آخر قریب
جا کر بنظر غور و تامل جو دیکھا تو با وجود شان و شوکت اور اس
روپ رنگت کے اُنکے چہرہ درخشان سے عجب حسرت و یاس

طاری اور آنکھون سے آنسو جاری مہموم و مغموم خوف زدہ بھوکے پیاس سے دل شکستہ بیٹھے ہین قیاسا سمجھی کہ یہ دونون ماہ پیکر حضرت مسلمؑ کے پسر بے پدر ہین یہ سمجھتے ہی دم سر دیکھکر اور گرد پھیر کر نثار ہوتے اور قدمون پر سر رکھکے یہ کہنے لگی نظم

یون عرض کی کے اے مہوشو تم پر فدا ہو میری جان
کس واسطی تنہا یہان بیٹھے ہو اے جان جہان
ہی مومنہ بی بی مری لونڈی نبی کی آل کی
ہمرہ مرے چلیے اگر پہنچا دون مین تمکو وہان
یہ کہکے دوڑی وہان سی وہ جاکے کہا بی بی کو یون
ایک دولت بی انتہا پایا ہی ملنی اس زمان
بی بی کہا دولت ہی وہ کہنے لگی اے نیکخو
مسلم کے وہ دونون پسر جو شہر مین ہین نہان
سنکر یہ مژدہ چلی وہ بی بی باصد بیکلی
ان گلرخون سے جا ملی لپٹا یا چہاتی سے دونان
کہنی لگی ای جان من کیون بہایا تمکو ایسا زن
لونڈی کے گہر کو کیجے ان قدمون سے رشک جنان
گھبرا کے وہ کہنے لگی وحشت زدہ سہمے ہوئے
ہین ظالمونکی خوف سی ہم خستہ تن اور نیم جان
بابا مرا گیا ان اشقیا کی ہاتھ سے
دیتے ہمارے قتل کو ہین ظالم ظلمت نشان
ہم بھی نکل آئے ہین بید یہان چھپے بیٹھے ہین انکے ڈر
جو ستمگری سے ہمین ملتی نہین امن و امان

غرض اُس بی بی نے جو عاشق زار آلِ محبوب کردگار اور جان نثار اولادِ حیدرِ کرار تھی مثل مادِ مشفقہ آبدیدہ ہوکر کہنے لگی کہ مجکو قسم ہے نام پیغمبر و اسم حیدر و خاتون محشر کی کہ اگر تمہیں کچھ بھی صدمہ پہنچا تو پہلے مین اپنی جان آپ پر فدا کرونگی اور کسی پر راز

پنہان عیان ہونے دونگی اسیطرح بہت تسلّی دیکر صاحبزادون کو راضی کیا آخر جوف شجر سے نکالا اور دونون کو اپنے اپنے آغوش مین لیکر مکان پر پہنچی اور تہ خانہ مین فرش پاکیزہ بچھاکر صاحبزادونکو بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا یہ بیچارے غم کے مارے شب کے جگے آرام پاکر سو گئے اُس بی بی نے دوازہ بند کر کے قفل لگا دیا تاکہ کسیکو معلوم نہو مگر قضا و قدر سے کیا چارہ گویا وہی مکان بندی خانہ اور مرگ کا کاشانہ اُنکے لیے ہوگیا یعنی حارث نامی خاوند اُس بی بی کا تمام روز تلاش مین ان صاحبزادون کے حیران و پریشان پھرا جب کہین پتہ نہ پایا شبکو تھک کر مکان پر آیا اور بی بی سے جھنجھلا جھنجھلا کر بولنے لگا بی بی نے کہا آج یہ کیا معاملہ ہے کیون تیرا دل جلا ہے کہنے لگا پسران مسلمؑ کی تلاش مین تمام روز پھرا مین بھی تھکا اور گھوڑا بھی مرا مگر اُنکا پتہ نہ لگا آخر کھانا زہر مار کر کے وہ دوزخی مردار خوار سو رہا جب تھوڑی سی شب باقی رہی تو اُن بچون نے اپنے پدر بے سر کو خواب مین دیکھا کہ تمام بدن لہو مین تر ہے یہ شکل باپ کی جو بچون نے دیکھی نام لی لی کر چلا اُٹھے اور بایکدگر بلکہ زار زار رونے لگے حارث ملعون

ناخدا ترس یہ آواز سُنکر بس جگا اور کہنے لگا یہ کسکی آواز ہے بی بی نے کہا ہمسایہ ہین کوئی ہوگا تجھی اسکی کیا فکر ہے مگر لعین کب مانتا تھا جبر کیکے حجرے کا قفل توڑا اور خنجر خونخوار لیکر دوڑا جب پاس اُن بچون کے پہنچا افسوس وہ اُنکی زلفین مشک فشان پکڑکر باہر لایا تب بی بی نے کہا ای نابکار خدا سے ڈر کیا کرتا ہے یتیمون کو کیون ستاتا ہے اُنکی زلفون کو چھوڑ اور ایذا نہ دے ذرا اُنکی غربت اور عاجزی پر رحم کر ارے یہ بچے معصوم یتیم نادان بے وطن علی کے چمن کے گل نازک بدن ہین خدا کو کیا جواب دیگا نبی کو کیا مُنھ دکھائیگا ہر چند اُس بی بی نے منت و عاجزی کی اور سمجھایا مگر وہ بے رحم کب سُنتا تھا آخر غضب سے پکڑ لیچلا تب وہ یتیم کہنے لگے کہ ہم مصیبت زدون کو چھوڑ دی اگر تجھکو زر کی خواہش ہو تو ہمارے چچا حسین علیہ السلام کے پاس ہمین پہنچا وہان مال و زر تجھے بہت ملیگا نہین تو ہمین بیچکر جو نفع چاہے حاصل کر لے ہمین کچھ عذر نہین لاکھ عاجزی و انکساری وہ بیچارے کرتے تھے مگر وہ شقی القلب ایک بھی نہ سنتا تھا آخر پکڑ لیچلا وہ مومنہ بے ردا اُنکے ساتھ روتی ہوئی اور سارا گھر اُسکا روتا ہوا دوڑا اور کہتے تھے کہ ان یتیمون کو نہ مار اور خون

ناحق مت کر اِنھون نے تیرا کیا نقصان کیا اگر ظالم بھی اِنکو دیکھیگا ترس کھا کر چھوڑ دیگا ارے مجھسے بڑی نادانی ہوئی جو کچھ کیا مینے کیا یہین کیون انکو لائی یہ تو اِنکار کرتے تھے اب کون ایسا حاکم ہے جس سے مین فریاد کرون آخر اُس نابکار نے تلوار کھینچکر چاہا کہ اُنھین شہید کرے تب اُسکے بیٹے نے منع کیا اُس شقی نے اپنے بیٹے کو قتل کیا چاہا کہ بی بی کو بھی قتل کرے تو اُسکے غلام حبشی اُسکا شیر خوار تھا رضاعت کا پاس کرکے آگے آیا اُس ستمگر نے اُسکو بھی قتل کیا پھر بچون کی طرف دوڑا وہ مونسا آگے آکر سپر ہی ظالم کی تیغ سے آخر بے سر ہوئی پھر لونڈی آئی قاتل نے اُسے بھی قتل کیا بچون نے جب یہ ماجرا دیکھا رنگ پھر گیا فق ہوا مگر اُس ظالم کا جگر تب بھی نہ شق ہوا جب کوئی یار و مددگار اُن بچون نے نہ دیکھا نہایت گھبرائی سمجھے کہ قضا آن پہنچی چاہا کہ دو رکعت ندی کنارے وضو کرکے نماز آخری ادا کرین مگر اُس بے رحم نے فرصت نہ دی اور خنجر کھینچکر دوڑا بچون نے کہا کہ سجدہ مین ہمارے تن سے سر جدا کرلے یہ بھی نہ مانا تب بڑے بھائی نے کہا کہ پہلے مجھے شہید کر تا چھوٹے بھائی کو بسمل نہ دیکھون یون ہی چھوٹا بھی کہتا رہا ظالم نے بڑے بھائی کے

پہلے وار کیا چھوٹا یہ حال دیکھکر بھائی کی لاش سے لپٹ گیا ہائی ظالم کو جب بھی رحم نہ آیا اور چھوٹے لڑکے کو بھی شہید کر کے لاشین دریا مین پھینکدین اور سر ان بچون بیکسون معصومون کا کاٹ کر حاکم کے پاس لے گیا حاکم نہایت غضبناک ہو کر بہت سی ملامت کر کے حکم دیا کہ اس حارث ملعون کی بھی گردن مارو آخر وہ ملعون اپنے کئے کی اسیوقت سزا پاکر واصل جہنم ہوا۔ نظم

نہ آیا بچون بھی رحم بیحیا کو ہای × غضب ہی سنگ درون تھا وہ نابکار اکو
کیا تھا جیسا مزا اسکا خوب ہی چکھا × طمع نے خوب ہی دی تھی جہنمی کو رائی

جانا جناب سیّد الشہدا کا مکّہ معظّمہ سے سمت کربلا معلی کو

اب یہان سے کیقدر مختصر احوال کربلا کہ جو حضرت امام حسین ع پر گذرے ہین بیان کرتا ہون راوی لکھتا ہے کہ جسروز وہان کوفہ مین حضرت مسلم ع نے شہادت پائی اُسی روز یہان فرزند ساقی کوثر نے ارادہ سفر کوفہ کا کیا ہر چند عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی وغیرہ نے حضرت کو سفر کوفہ سے فسخ عزیمت کو چاہا بہتیری باتین تملق آمیز کین اور اکثر عزیز اور اقرباؤن نے بکمال عجز اور زاری و اصرار کیا اور کہا کہ ای نور دیدہ بتول و لخت جگر رسول

حال اہل کوفہ کی بیوفائی اور کج ادائی کا حضرت شیر خدا صاحب لافتی علی مرتضے علیہ السلام کے وقت سے آجتک حضور کو بہت اچھی طرح سے معلوم ہے حضرت نے زبان دُر فشان سے گوہر آبدار کو رشتۂ مضمون مین یون منسلک کیا ہے کہ ڈیڑھ سو خطوط قلمی اُن لوگون کے ہمارے پاس باصد التماس آئے اور میرے بھائی مسلم بن عقیل نے لکھا کہ وہ بظاہر ہمارے رشد و ہدایت اور رحمت و عنایت کے طالب ہین کیونکر نہ جاؤن اور امر ہدایت بجا نہ لاؤن پس حضرت امام ہمام نے اُنکے منع کرنیکو نہ مانا اور فرمایا کہ مینے اپنے باپ علی مرتضے علیہ السلام سے سُنا ھے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی سو ایسا نہ ہو کہ وہ مینڈھا مین ہون اور میرے سبب سے بے حُرمتی کعبہ کی ہو قصہ کوتاہ تیسری تاریخ ذی الحجہ روز شنبہ کو معہ عیال و اطفال و معصومان خردسال و رفیقان جان نثار کے حضرت امام حسین علیہ السلام کُل بیاسی آدمی کے ساتھ کربلا کی جانب روانہ ہوئے جیساکہ اللہ تعالے دسوین پارہ سورہ انفال مین فرماتا ھے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے بیچ راہ اللہ کے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہین اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ترجمہ موت ایک پل ہے پہنچانیوالا دوست کا دوست تک جو دم کے دم مین پار لگاتا ہے ❀

حسین بیکس و ناچار پر صلوٰۃ وسلام
علی کے لاڈلی دلدار پر صلوٰۃ وسلام
خدا کی راہ مین جاتا ہی دینے سر اپنا
اس عزم و قصد دل افگار پر صلوٰۃ وسلام
تمام اہل و عیال اور اُنکی یارون پر
خدایا بھیج سب انصار پر صلوٰۃ وسلام
شہید خنجر و کرب و بلا کے راہی پر
لہو کی دھار مین سرشار پر صلوٰۃ وسلام
غریب و خستہ جگر اور بھوکھی پیاسے پر
دلیر و صفدر و جرار پر صلوٰۃ وسلام
یتیم و صابر و شاکر شکستہ دل بازو
اُس ایسے شاہ رضا یار پر صلوٰۃ وسلام
امام و ابن امام اور امام کی بھائی
شہ ولایت و سردار پر صلوٰۃ وسلام
قتیل خنجر اعدا شہید نرغۂ ظلم
ستم کی فوج مین ہشیار پر صلوٰۃ وسلام
نبی کی نور نظر اور علی کی جان و دل
اور اُنکی شوکت و انوار پر صلوٰۃ وسلام

الحاصل منزل بمنزل چلی جاتی تھی ❀ کہ اثناء راہ مین حضرت مسلم مجبور اور اُنکے فرزندان مہجور کی شہادت کی خبر سنی اور کوفیون کی بے اعتنائی کو خیال کر کے ارادہ پھر جانیکا کیا حضرت مسلمؑ کے بھائی اور فرزندان نے اصرار کیا اور کہا کہ بعد مسلمؑ

کے اب ہم لوگون کی زندگی اچھی نہین معلوم ہوتی کوفیان بدوفا سے خون کا بدلا لینگے مارینگے یا خود بھی شہید ہوجاوینگے جب یہ باتین حضرت امام حسین عؑ نے سُنی تو فرمایا لاخَیرَ فِی الحَیاتِ بَعدَکُم یعنی بعد تمھارے زندگی مین کچھ خوبی نہین بیان طول سے مطلب نہین غرض حضرت نے راہ کوفہ کی لی جب کوفہ دو منزل رہگیا تو حُر بن یزید ریاحی معہ ایک ہزار سوار کے آملا اور حکم سے ابن زیاد بدنہاد کے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ مجکو حکم ہے کہ جہان حضرت امام حسین علیہ السّلام ملین اُنکو گرفتار کرا ایسا نہ ہو کہ اور کسی طرف کی راہ لین آپ نے زبان فیض ترجمان سے یون ارشاد فرمایا کہ خطوط متعدد کوفیون کے ہمارے پاس موجود ہین اگر تم لوگ اپنے اقرار پر پائدار رہو اور قول پر قرار رکھو تو مین چلون ورنہ پلٹ جاؤن حُر نے جواب دیا کہ مجکو واللہ اس حال کی خبر نہین اور نہ مین آپ کو چھوڑ سکتا ہون قصہ مختصر حُر نے آپ کو روکا اور آپ بحکم قضا و قدر حُر بن یزید ریاحی کے ساتھ ہوے یہان تک کہ حُر آپکو میدان کربلا مین لایا امام علیہ السّلام نے وہان کی اُوداسی اور جنگل و بیابان کی وحشت دیکھ کر اُس زمین کا نام پوچھا لوگون نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس زمین کو کربلا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ میدان کرب وبلا یہی ہے اِس جگہ ایک نکتہ بیان ہوتا ہے غور کرنا چاہئے کہ جس زمین پر حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اُس زمین کا نام اللہ تعالیٰ نے کرب وبلا رکھا اِسمین کیا وجہ تھی سمجھنے کی بات ہے کہ وہان واقع شہادت امام حسین علیہ السلام کا ہونا علم الٰہی مین ظاہر تھا اسواسطے اللہ تعالےٰ نے اُس زمین کا نام کرب و بلا رکھا اب اِسمین یہ نکتہ اور باریکی ہے کہ کرب کے لغوی معنی سختی اور بدلنا کروٹ پر کروٹ اور بیچین ہونا یعنی مضطرب اب اِسکو یون سمجھنا چاہیے کہ جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام اُس زمین پر پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے کرب اور بلا اور صبر کو حکم دیا کہ جاؤ دیکھو کون کِسکو قبول کرتا ہے آخر الامر یہ بات ظہور مین آئی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کرب اور صبر کو اختیار کیا اور جسقدر کہ سختی اور مصیبت آپ پر گذرے سب آپ نے برداشت فرمایا اور یہ جگہ نہایت غور کی ہے کہ کرب اور صبر دونون ملحق ہے کیونکہ سختی مین دشوار سو ظاہر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسا صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے صبر کو تلخ بنایا لیکن ثمر اُسکا میٹھا بنایا ہے بقولے **شعر**

صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ❁ اسی وجہ سے فرمایا حق تعالیٰ نے

اور جب بلامین وہ ظالمان خدا ناترس مبتلا ہوے تو صبر نہ کر سکے آخرش اوسی بلامین مبتلا رہکر ساتھہ عذاب شدید کے فنا فی النار ہوے

نامہ لکھنا ابن زیاد بدنہاد کا کربلا مین حسین علیہ السلام کے پاس اس مضمون سے کہ یا تو آپ بیعت قبول کرین یا آمادہ جنگ ہون

روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد نے کربلا مین ایک قطعہ خط حضرت امام حسینؑ کے پاس اس مضمون سے بھیجا کہ یا تو یزید سے بیعت کیجے یا آمادہ جنگ وجدال ہو جاے جسوقت امام علیہ السلام نے خط کو پڑہا تو زمین پر پٹک دیا اور ایلچی سے فرمایا کہ میرے پاس اسکا جواب نہین یہ مکر و فریب و بدعہدی میرے ساتھہ نہین کی گویا ساتھ خدا اور رسول کے کی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ترجمہ یعنے یہہ اسواسطے ہے کہ اونھون نے خلاف کیا اللہ کا اور اوسکے رسول کا اور جو کوئی خلاف کرے اللہ اور اوسکے رسول کا پس تحقیق اللہ بہت عذاب کرنیوالا ہے الحاصل ایلچی ابن زیاد سراپا فساد کے پاس گیا تمام حقیقت کو بیان

کیا وہ مردود یہ سنکر غضبناک ہوا اور فوج کو جمع کیا اور فوج ہاویہ کا سپہ سالار عمرو ابن سعد کو بنایا عمرو ابن سعد نے مقابلہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے انکار کیا اوسوقت ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ یا تو حضرت امام حسینؑ سے لڑنیکو جا یا حکومت رے کو چھوڑ دے اوس تیرہ راے بخت زبون نے رے کی حکومت اختیار کی اور بسبب طمع دنیا شہنشاہ دین کے مقابلہ کو فوج کا سپہ سالار بنکر آیا اور ساتوین تاریخ محرم کو کربلا مین پہونچا اور فرات کے کنارہ اوترکر امام تشنہ کے لوگون پہ پانی بند کردیا قصہ کوتاہ ساتوین تاریخ شب دہم تک پانی اہلبیت اطہار اور رفیقان نامدار پر امام تشنہ کام کے بند رہا صبح عاشورہ کو لشکر اعدا مین طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ان کے دل ہلکے میمنہ میسرہ قلب و جناح کو آراستہ کیا ادہر ادہر ہر ایک مبارز لشکر ابن علی علیہ السلام کا با تیغ و سپر طیار رہا موذنون نے نماز صبح کی تکبیر سنائی ملک الموت نے تفسیر آیہ تقدیر لا دکھائی تیمم سے فریضہ صبح ادا کیا سجدہ شکر پروردگار بجا لائے خیمہ اہلبیت مین شور بکا اوٹھا آپ نے تسکین ہر ایک مبارز کو آفرین کی غرض حضرت امام حسینؑ کا بہ نفس نفیس قصد کارزار ہوا اما رسول مکرم صلے اللہ

علیه وآله وسلم زیب سر گرم شد مع ذوالفقار حیدر کرار قاطع سرہاے کفار نابکار زیب کمر زرہ داودی در بر کی خس وخاساک خندق مین اگ دی دروازہ خندق کے باہر آئے آنسو بھر آئے اعزا باوقار ورفقاے نامدار گرد تھے تشنگی سے سب کے دل سرد تھے مبتلاے ہزارون طرح کے اندوہ ودرد کے تھے کسی نے رکاب تھامی قدم چومے اجازت کے طلبگار ہوے سر معرکہ طیار ہوے حضرت نے پیش قدمی کی ممانعت سکوت کی نصیحت آنکھون سے پردہ حجاب کے اوٹھے نظر آے رب قدیر نے کارخانہ قدرت کے دکھاے ملایک صف اول پر صفین باندہ کر آراستہ ازواج طیبات بہشتی اور حلہ فردوسی سے معطر اور پیراستہ رضوان با فوج ملایک مقرب دروازے جنت کے کھول کر باادب استادہ اور واسطے تعظیم وتکریم کے ملاء اعلے امادہ میکائیل نے پیمانہ ارزاق کا فرات مین بھایا حورون نے انگیٹھیان عود وقماری کی سلگائین شراب تسلیم کے پیالے ہاتھ مین شدت انتظار مین بیچین بات بات مین اور ادھر مالک دوزخ درکات جہنم کھول کر منتظر اور امادہ کہ ظالمان قتل ہون اور فورًا اونھون کو داخل دوزخ کرون اور ایک حضرت جبرئیل علیه السلام با ملایکہ جلیل سر بگریبان ہمہ تن حیران ہوا جلنے سے خاک اوڑنے سے پانی بہنے سے آگ جلنے سے معذور فلک گردش

سے زمین لغزش سے کوہ ثبات دشت بلیات سے مجبور جنات بالواے نصرت وآیات مقاتلہ مترصد اجازت ہمہ تن مستعد مقابلہ غرض اطراف سے استجارت مدد ہوتی ممانعت بہ شد و مد ہوتی جناتون نے حضرت امام کی تعظیم کی دست بستہ عرض تسلیم کی سبکو اعانت مین اصرار اور حضرت کو سراسر انکار اور فرمایا کہ خلاف شان شجاعت ہے اگر قوم غیر سے استعانت سے اسجگہہ اب ایک روایت بیان ہوتی ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافرون نے ظلم حد سے زیادہ کیا کہ سرگین وغیرہ آپ پر عین حالت نماز مین پھکینا شروع کیا اوسوقت فرشتگان آب وآتش وخاک وباد نے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو توان ظالمون کو نفے النار کرون اللہ نے حکم دیا کہ جاؤ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو اگر وہ حکم دین تو مدد کرو قصہ کوتا فرشتگان مرقومہ بالا حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاض ہوے اور سبھون نے اپنی اپنی عرض پیش کیا اور کہا اگر حکم ہو توان مردودون کو ابھی نفے النار کرون اوسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ بخوشی اپنی آئے ہو یا بحکم خدا اونہون نی عرض کیا کہ اپنی خواہش سے آیا ہون تب آپ نے فرمایا کہ مجھکو مدد غیر کی درکار نہین میری رضا مندی مولا پر ہے اوسوقت اللہ تعالے نے

فرشتون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہمارے حبیب نے سوائے میری مدد دوسرے کی نہ چاہی اوسیطرح پر حضرت امام حسینؑ پر ظلم حد سے زیادہ گذرا اور تنہائی اور بیکسی اور بے بسی نہایت ہوئی تو اُسوقت بھی وہی فرشتہ آب و خاک و آتش و باد نے درگاہ خدا مین عرضکیا کہ اگر حکم ہو تو مدد حضرت امام حسینؑ کی کرون اللہ تعالے نے فرمایا کہ جاو حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہو اور وہ فرما دین تو مدد کرو الغرض چارون فرشتے حضور مین حضرت امام حسین کے حاضر ہوی اور فرشتہ آب نے عرض کیا کہ اگر حضور فرما دین تو ایسی سنگباری کرون کہ کل ظالمان فی النار ہو جاوین اور فرشتہ باد نے عرضکیا کہ اگر حکم ہو تو مثل قوم ہودؑ کے غارت کر دون غرض ہر فرشتون نے التجا کیا مگر امام علیہ السلام نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ ہم سوای خدا کے مدد دوسرے کی نہین چاہتے اوسوقت اللہ تعالے نے فرشتون سے کہا کہ اگر تم لوگ گواہ رہو کہ میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدد نہ چاہا اوسیطرح پر میرے حبیب کے حبیب یعنی حسین علیہ السلام نے بھی مدد نہ چاہی اس جگہہ ایک نکتہ بیان یہ ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کیونکر مدد چاہتے کیونکہ اللہ تعالے رتبہ شہادت حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رحمت

فرمایا اور انحضرت نے حسین کو مرحمت فرمایا پھر آپ کیونکر مدد چاہتے اور سواے اسکے مدد عاجز چاہتا ہے نہ قادر پس حسین ع کو اللہ تعالے نے ہر طرح کی قدرت دی تھی چنانچہ روایت ہے کہ میدان کربلا مین حسین تنہا رہگئے اور زخمون سے چور ہوے تو وہ روز جنات کے یہان عید اور خوشی کا روز تھا اور جعفر نامے جن کہ وہ حضرت علی کے دست مبارک پر مسلمان ہوا تھا خوشی وعیش مین مصروف تھا اچیانگا ایک جن کہ احوال کربلا سے واقف تھا اوسنے کہا ای جعفر تو شادی کی خوشی کر رہا ہے اور حسین ابن علی علیہ السلام پر میدان کربلا مین یہہ بیتابی ہو رہی ہے کہ تشنہ اور گرسنہ دور از دیار پنجہ ظلم مین گرفتار ہین یہہ بات سنتے ہی جعفر جن نے معہ اپنی فوج کے حضور مین حضرت امام حسین کے حاضر ہوکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو فورًا ان ظالمون کو تہ تیغ کرون امام نے فرمایا کہ تم غائب اور وہ حاضر تم مار وگے وہ مار نہین سکتے جعفر نے عرض کیا یا حضرت ہملوگ بھی حاضر ہوکر لڑینگے اور خود بھی شہید ہونگے حضرت نے فرمایا کہ خاصیت تمھاری کہان جاوے گی اور کیا تو نے یہ سمجھا کہ مین عاجز ہون یہہ کہکر ذوالفقار کو نیام سے باہر کیا دریاے غضب جوش مین آیا ہنوز وار نہ کیا تھا کہ صف کی صف اولٹ گئی

قیامت قایم ہوگئی ہر فرد بشر و شجر و حجر کی زبان پر کلمہ الامان الامان کا جاری تھا او سوقت حکم خدا جبرئیل کو ہوا کہ جلد قبضہ ذوالفقار تھا سو نہین تو دنیا اولٹ جاوے گی فوراً جبرئیل آئے اور ذوالفقار کے قبضہ کو پکڑکر فوراً عرض کیا کہ یا حسین آپکو امت پیاری ہے یا اپنی جان امام حسین علیہ السلام نے ذوالفقار کو نیام مین رکھی اور ایک وار بھی نکیا تھا کہ یہ حال ہوگیا کلیجہ زمین کا پھٹ گیا خلاصہ یہہ کہ امام حسین کو طی کرنا درجہ شہادت کا منظور تھا کیونکہ مدد (چاہتے)

نظم

مدد نہ غیر سے چاہی رہے تہے گو تنہا
کمال صبر و تحمل جو تھا امام کو بس
سوائے شکر یہ تھا لب پہ شکوہ اور گلہ
اگر وہ چاہتے چودہ طبق اولٹ دیتے
پسر مین حیدر صفدر کے زور تھا ایسا
مگر مروت و ہمت سے کام تھا انکو
مہر عزیز دیا اور کل عزیزون کو
پیاری امت عاصی اونھین تو تھی اتنی

حسین تشنہ دہن نے بروز عاشورا
کھینچا شہادت کامل کا خوب ہی نقشا
اگرچہ کرتے تھے ظالم ہزار جور و جفا
مگر تھے مد نظر سختیون مین جن کی رضا
کہ ایک وار مین کر دیتے صف کی صف کو صفا
پئے شفاعت امت گلا کٹا ہی دیا ✤
خدا کی راہ مین لٹا کے صبر و جود و سخا
ستم اس امت ظالم نے اونپہ کیا کیا

غم حسین مین رو رو کے جانکو کہو لو نصیب ہوگی کہان بار و عمر دوبارا
رحیما حال پہ ہم بیکسونکے رحم تو کر
بپاس و صدقہ شہدای دشت کربلا

الحاصل آپ نے ذوالجناح آگے بڑہایا کیسا ذوالجناح برق رفتار تیز و تند خون پر کفارون کے کمربستہ پہاڑون پر چڑہنے والا میدان مین قدم آگے بڑہانے والا پیچہے پہر کے دیکہنے سے کچہہ مطلب نہین بجز قتل کفار کچہہ دوسری غرض نہین صرف راہ خدا مین جان بازی کو مستعد کہ جسکی قسم کہا کر اللہ تعالے پارہ عم سورہ والعٰدیٰت مین فرماتا ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا قسم ہے گہوڑون دوڑنے والونکی ہانپ کر پہر آگ نکالنی والون کی پتہر جہاڑ کر پہر گاؤن مارنیوالونکی جمع کر پس اوٹہاتے ہین ساتہہ اوسکے غبار کو پس بیٹہہ جاتے ہین ساتہہ اوسکے جماعت مین غرض جسوقت امام حسین علیہ السلام میدان مین پہونچے تو سرداران کوفہ کو یہ کلام بکرو فر سنایا کہ خدای کریم دانا و علیم ہے نامہ لکہکر تمنی بولایا جب مین اسطرف کو آیا پہلے مسلم سے تمنے بیعت ہر طرح کی پہر اون کو شہید کیا سب طرح پر بیوفائی کی دنیا و آخرت کی روسیاہی لی میرا غرض

تمسے مقابلہ کا نہین کسیطرحکا مجھہ سے تمسے بد معاملہ نہین مراجعت کی
بھی اجازت چاہی مگر تمہاری مکر و غل سے رہائی نہ پائی اس دشت
مصیبت مین گرفتار کیا ہزارون طرحکا آزار دیا معاملہ طول گفتگو
فضول نہین وقت اتمام حجت کلام میرا خالی از شائبہ نفسانیت حکومت
سے تمہاری کثرت افواج سے خطر نہین غازیون کے دلپر مطلق اثر
نہین تقدیم حکم حاکم علی الاطلاق منظور نہین درکار مغفرت امت
مرحوم مغفور ہے تمہارے واسطے ایک مشت خاک ہی بھی معجزہ صاحب
لولاک ہے ابھی جو جیمین آئے تو ہر برگ درخت خنجر بن جائے زمین خاک
اوڑ آئے آرڈہیونگا جہنی سمندر کا پانی آگ ہو جائے اسرافیل
سے کہون تو ابھی صور پھونکے قیامت برپا ہو جائے انقلاب زمانہ
ہو مبادلہ ہر آب و دانہ ہو دریاے فرات جو تمہارا مقبوضہ ہے کہون
تو اوس مین ایک قطرہ نرہے سراب ہو جائے آفتاب بیتاب مہتاب نایاب
حکومت کوفہ و شام خستہ و خراب ہو اس دشت کوہسار مین جو چراگاہ
ہے وہ رتبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ ہے
گل سے کہون تو اگلہ ہو خار کو چاہون تو نشتر ہو موکل ابر سے کہون
تو برف باری کرے مالک دوزخ کو اجازت دون زبانہ آتش سے
اس صحرا کو گلخن کرے اور اگر ذو الفقار بقصد پیکار صف اعدا

پر چلے اس سرسیے اوس سر سے جا اوترے گو میرے جمعیت کمتر ہے کہ یہان جو مبارز ہے وہ برج شجاعت کا اختر ہے کوئی لخت بتول جگر پارہ رسول ہے مناقب میرے سبکو معلوم دنیا مین مثل میرا معدوم راکب دوش رسول پروردہ آغوش رسول ہون فرزند شیر خدا برادر حسن مجتبےٰ ہون اگر ابھی نعرہ کرون تو گور رستم مین زلزلہ پڑجاے ہر ایک پیر و جوان کا دل ہلجاے جگہ بھرام گور کا گور مین دہل جاے

نظم

ہم ہین سبط رسول ابن علی
رازدار رموز لم یزلی
ہم ہین مقصود خلقت آدم
افتخار عراق فخر عجم
آسمان سے کہون گرے خورشید
شب تاریک ہووے روز سفید
کس کی قدرت ہے جو کرے تحقیر
ہم ازل سے ہین صاحب تطہیر
گر مین مریخ سے کہون اقتل
مرگ کا ممکنات مین ہو غل
تیغ کو گر کہون تو ہو آژدر
مرگ اپنی قضا مین ہو ششدر

تیر میرا شہاب ثاقب ہے
جگر اشقیا کا طالب ہے

بالآخر راوی لکھتا ہے کہ صبح عاشورہ کو لشکر یزید مین جب طبل

جنگ بجنے لگے اور لشکر کی صفین آراستہ ہوئین تو ادہر جناب امام حسین علیہ السلام کے جتنے یار و انصار تھے مصلح و مستعد تیغ ازمائی کے ہو کر منتظر اذن و اجازت حضرت اور بادہ وصال ایزد متعال کے نوش کرنے پر امادہ ہوگئے الغرض حضور سے جناب سید الشہدا کے ایک ایک یار و انصار اجازت پا کر میدان کارزار مین جا کر وہ کام کرکے اور داد شجاعت کی دینے اور اس دلاوری سے لڑے کہ صدہا ظالم چاشنی مرگ اور رنفے النار ہوتے جاتے تھے اور ان دلاورون کے خوف سے اون اشقیا ر بزدل کا قدم آگے نہ بڑہا اجل کا بازار ایسا گرم ہوا کہ ناریون کو امان نہ ملتی تھی اور ہمت ایسے گھٹی جاتی کہ کوئی قدم آگے نہ بڑہاتا ایک دلاور پر فوج اشقیا نے جب تیر برسنے لگتا تو راہی ملک بقا اور جان بحق تسلیم کرتے تھے جب باری یار و انصار کی ہوچکی تو عون و جعفر دو نو بھانجے اپکے جو حسن مین رشک شمس و قمر اور فلک شرافت کی دو اختر تھے حسب اجازت اپنی والدہ مکرمہ کے مستعد ضرب و جدال ہوکر جناب امام مظلوم کی خدمت مین اگر جنگ کی رضا کے طالب ہوے ہر چند جوش محبت و شفقت کب خواہان تھا جو ایسے نونہالان گلشن خوبی و محبوبی کو اجازت ملتی مگر بعد جد و کد بسیار کے حضرت نے سمجھا کہ یہ نمانینگے

بصد مجبوری فرمایا کہ جاؤ تمھین خدا کو سونپا پروردگار تمھارا یار و مددگار رہے یہہ فرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور خیمہ اہلبیت مین کہرام پڑگیا جہان آنکھون مین تاریک نظر آنے لگا مگر وہ دونون غنچہ گلزار گھوڑون پر سوار ہوکر میدان جنگ کی طرف دلاوری و بہادری کے ساتھہ روانہ ہوے اور نیچے میان سے کھینچکر فوج پر ظالمان بیدین کے جا گرے اور اس ڈہنگ سے لڑے کہ دریا خون کا قتل گہہ مین جاری ہوگیا اور جس صف کفار پر گھوڑے ڈپٹا کر جاتے وہ صف گٹا سی انڈی ہوی پھٹ کر ایسی صاف ہو جاتی کہ میدان خالی نظر آنے لگتا آخر لڑتے لڑتے فوج بے رحم مین گھر کر راہی باغ جنت ہوگئے اوسوقت کے اندوہ و غم کا حال کیا لکھا جاے جیسا ماتم اہلبیت مین ہو رہا تھا۔

نظم

کس زبان سے بیان ہو اس غم کا
تاب دل کو نہین نہ ضبط بکا
نوجوانی وہ عون و جعفر کے
یاد کر کیجیے جان کو فدا
ایسے پیارے سدہارے دنیا سے
خانۂ دل اوجاڑ جس سے ہوا
وہ گل اندامی اونکی اور وہ دہوپ
تشنہ کامی کا اوسپہ وہ صدما
اوسپہ بوچھار تیغ و پیکان کی
اور ستمگارون کا ستم زنا

یاد کر کے دل نہ کیون خون ہو	کیون کلیجہ نہ شق ہو پہٹ کا
شور ماتم تہا اہلبیت مین بہیان	شادیانہ خوشیکا وہان بجتا
آہ کر کے پڑا تہا غش کوئے	شکل بسمل کوئی سسکتا تہا

تشنہ تشفی ہر ایک کو دیتے تہے
تہانبے ہاتھونسے دل جگر اپنا

پہر حضرت قاسم نور نظر امام جن و بشر خنجر و سپر باندہ کر مستعد جنگ ہوے اور جناب سید الشہداء سے رضا پاکر و فرسبیر نثار افلاک و انجم کی نظر باد پا پر سوار ہوے اور میدان کارزار کیجانب راہ لیکر فوج ستمگران سے جا مقابل ہوے اور گھوڑا اوٹھا کر مثل باد صرصر جس صف پر جا گرتے اوسطرف عالم خزان کی بہار اور بیدلان نابکار پریشان و بے قرار نظر آتے اور ان تین دن کے بہوکے و پیاسے نوجوانون کے جنگ کے ڈہنگ دیکہکر گہبراتے اور جب کچھ نہ بن آتی مقابلے سے اس شیر دشمن شکار کے روباہ وار راہ فرار اختیار کرتے تہے ضرب شمشیر و تبر سے حضرت قاسم علیہ السلام نے کتنون کو داخل جہنم کیا اور کتنے بیجان سسکتے تہے آخر کار کارزار جب حد کو پہونچا تمام جسم حضرت قاسم علیہ السلام کا زخمون سے چور چور

ہو گیا اور پشت زین سے فرش زمین پر آرمیدہ ہو کر شربت شہادت نوش فرمایا

نظم

شہید قاسم گلگوں قبا ہوئی جس دم
فلک نے رو دیا خون تھا ملک کو بحد غم
وہ کون دل ہے جو اس غم سے پارہ پارہ نہیں
وہ کونجان ہے کہ جس پر نہیں یہ بار الم
ہزار حیف وہ ظالم تھے کیسے سنگین دل
لگائی ایسی نبی زادوں پر جو تیغ ستم
نہ پاس امام کا اونکو نہ خوف حق تھا اونھین
ستم پہ اور ستم کرتے تھے وہ بس اظلم
امام روتے تھے افسوس وہ خوش ہوتے تھے
گرا غضب خدایا تیرا اونہوں پہ بہم
ایدہر تو آہ و بکا اور غم کے نالے تھے
اودہر لعینونمیں عشرت کے ساز و عیش و نغم
ہوا تھا نور نگہ و دُر شہ کی چشموں سے
غم شہادت قاسم مین تھا سیہ عالم
گیا تھا نخل ابھی جو پھلا نہ پھولا تھا
خزاں بہار چمن شہ کی کر گئی درہم

ستم یہ دیکھے مصیبت سہی مگر پھر بھی
ڈگا نہ راہ رضائے خدا سے شہ کا قدم

افسوس جب حضرت قاسم نے شربت شہادت نوش فرمایا اور اس حادثہ جانکاہ نے آتش غم اور بھڑکایا تو حضرت عباس علمبردار پسر حیدر کرار شکستہ صف کفار قوت بازوی امام عالی وقار کو یہ صدمات بہم اور حالات پرغم اور خیمہ گاہ کی

تشنگان خشک گلو کی آواز العطش سنکر تاب نرہی تیغ و سپر تیر و تبر سے محرب و آراستہ ہوکر باد پاے تیز رفتار و برق آثار پر سوار ہوکر شان حیدری دکھاتی اور نشان عالی کو ہرے چمکاتے ہوے مثل سیل دوان کنارے نہر فرات روان کی مقابل مین صف کفار نابکار سے جون شیر جا کھرے ہوے دشمنان نے تنہا ہی کو یہ شان اسد اللہ کی دیکھکر ایسے ہیبت دل مین سمائی کہ کوئی قدم آگے نہ بڑھا سکا الا یہ سمجھکر کہ اگر اس علم بردار نے ایک چلو پانی بھی نوش فرمایا اور تشنگان دلختگان کو بھی پلایا تو پھر کسکو تاب انکے مقابلہ کی رہیگی اور ہم سب کی زندگی محال ہوجاوے گی باوجود اس تشنگی اور گرسنگی کے کم سن لڑکے اور نوجوانون نے تو یہ آفت برپا کی نہ معلوم یہ کیا قیامت کرین پس یہ سوچکر تیر افگنی اور تیغ زنی کرنے لگے اور حضرت عباس بھی بلا وسواس سرگرم کشت و خون ہوئی دشمنان بیدین سے جو سامنے آیا ایک ہاتھ مین ایک کے دو کرتے ہوے اور خرمن تن لعینان کو برق خنجر سے جلاتے ہوے ایسے کشتون سے پشتے کردے کہ موت بھی امان مانگنے لگی اور آپ بعین دلاوری چشمہ فرات سے مشک بھر کر

جانب خیمہ روانہ ہوے الله رے صبر و محبت خویش برادر کہ دریا پہ پہونچکر خود پانی نہ پیا اور پیاسون کی پیاس بجھانیکو پانی لیچلے جب دشمنون نے یہ چالاکی اور دلاوری حضرت کی دیکھی یکبارگی ٹوٹ پڑے اور اسقدر ہر طرف سے تیغ زنی ہوئی کہ شانے اونکے قلم ہوگئے بدن زخمون سے چور ہو گیا اور مشکیزہ مین ایک تیر ایسا لگا کہ پانی بہگیا اور سینہ آپکا فگار ہوکر طایر روح قالب سے پرواز کرنے لگا اوسدم رکاب پاون سے چھوٹی اور غش کھاکر فرش زمین پر آرام فرما ہوکر سیر باغ جنان مین مصروف ہوے قالوا انا لله وانا الیہ راجعون جناب سید الشہدا یہ حال پر ملال دیکھکر کلمات یاس فرماتے وچشم نم ہوتے تہے

نظم

بولے سرور ہوی تمسے جدائی عباس
وای کیونکر یہ جدائی تمہین بھائی عباس
مجھسے تنہائی فقط آہ جگر سوز ہی ساتھہ
بھائی ریا کی ترای تمہین بھای عباس
میری تنہائی کا تمکو نہ ذرا دہیان ہا
چھوڑکر ساتھہ میرا اوای کجائی عباس
سوتے تم ہو نہین وہ آنکھون کی پتلی اٹھو
نیند تنہای مین کیونکر تمہین ای عباس
کوئی ایسا نہین جو ساتھہ دی میرا اب تو
ہوگئی گھر کے مرے ایسی صفائی عباس

کون ہوویگا علمدار و مددگار میرا — ہوگی بیدینون سے جب ہمسے لڑائی عباس
رو اُٹھے اہل حرم پانی پلایا اچھا — آتش تشنگی یہ خوب بجھائی عباس
شانے کاٹے گئے زخمونسے بدن چور ہوا — شکل یہ سونیکے لئے کیسی بنائی عباس
جانتے ہم تو تمہین لڑنے نہ جانے دیتے — آہ تدبیر یہ کسنے تھی بتائی عباس
گھر تو چھوٹا ہی تھا تم لوگ بھی چھوٹے ہمسے — وائے تقدیر کمان کھینچ کے لائی عباس

تم کدہر اور کہان ہین وہ میری نور نظر
دیتا آنکھونسے نہین کچھ بھی دکھائی عباس

لکھا ہے کہ جب اس عالم تنہائی مین کوئی یار و جانثار جناب امام عالی تبار کا نظر نہ آیا تو جناب اکبر علیہ السلام صلاح حرب سے آراستہ و مستعد ہو کر خدمت مین پدر بزرگوار و الا اقتدار کے دست بستہ ہو کر رضا جوے کارزار ہوے جاے غور ہے کہ اس عالم بیکسی و تنہائی مین ایسے پیارے پسر لخت جگر کو کب اجازت جنگ حضور سے مل سکتی تھی مگر چونکہ نظر حضرت کی مشیت اور حقیقت پر تھی اور حضرت اکبر کیجانب سے نہایت جد و کد ہوئی تب جناب سید الشہدا نے چشم نم ہو کر اور دلکو سمجھا کر فرمایا کہ بیٹا جاؤ خدا حافظ پس حضرت اکبر ہر ایک سے بمنت رخصت پا کر سبکو نالان و گریان چھوڑ کر رخش تیز رفتار سمند سرکردار پر سوار ہو کر

ابہجت و شجاعت کو راست و چپ اور صولت و ہیبت کو پیش و پس جلو مین ہمراہ لیکر باشان شکل پیغمبری میدان وغا مین پہونچکر رونق فزا ہوے اشقیاے نابکار حضرت علی اکبر کو ہم شکل پیغمبر دیکھکر سمجھے کہ شاید جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت سید الشہدا کی مدد کو آے ہین نہایت حیران و لرزان ہوکر بھاگنے لگے اکثر کے رنگ فق ہوگئے و اکثر نے نیزہ و سپر گرا کر راہ فرار اختیار کی المختصر ابن سعد بد نہاد کے کہنے اور سمجھانے سے فوج شقی نے حملہ کیا حضرت اکبر یکہ و تنہا اس چابکدستی سے دو دستی تلوار مارنے لگے کہ ہزارون شقی دو پیکر ہوکر فی النار ہوے جاتے تھے اور جسطرف جاتے میدان سپاہ کو سنسان کرتے تھے مگر جب چارون سمت سے دشمنون کے حملے بیحد ہوے تا کہ ایک نابکار بدکردار کا نیزہ سینہ بےکینہ سے پار ہوگیا اور بیہوش ہوکر خانہ زین سے روے زمین پر رونق گزین ہو گلشن جنان مین قیام پذیر ہوے جناب سید الشہدا فرزند جگر پیوند کا یہ حال دیکھکر نہایت مہموم و مغموم ہوے اور لاشہ جگر گوشہ کو گنج شہیدان مین داخل کرکے کلمات شکر بر دہان اور دریاے اشک چشمون سے روان کر رہے تھے خیمہ اہلبیت مین عجب بیتابی و بیقراری ظاہر

ہوی کہ جسکے بیان کی تاب نہین۔

نظم

شہید رنگین ہوے اکبر جوان صد حیف
غم و الم کے علم اور ہوے عیان صد حیف
گرا جو گھوڑے سے ہم شکل مصطفے زخمی
زمین تھی سرخ سیہ غم سے آسمان صد حیف
پسر کی لاش جو سینے سے اوٹھای رو رو کر
ہر ایک قطرے تھی آنسو کی خونچکان صد حیف
پسر شہید ہوا اور برو مگر اللہ ؛
حسین صابر و شاکر تھے حمد خوان صد حیف
پڑے تھے اہل حرم غش مین غم سے اکبر کے
سسک رہا تھا کوی رو کے ناتوان صد حیف
بوجھای فوج ستمگر نے شمع بزم ایسی
ہر ایک سمت سے اندھیر کی فغان صد حیف

کھان امام جھان اور ستمگرونکا ستم
عجیب بات تھی یہ بھر امتحان صد حیف

قصہ کوتاہ جب یکے با دیگرے قریب پچاس آدمی کے شہادت پاچکے تو اوسوقت سید معصوم امام مظلوم نے واسطے اتمام حجت کے فرمایا کہ افسوس کیا کوی بچانیوالا نہین اور کوی فریادرس نہین ملتا ہے جو اللہ کے واسطے ہماری فریاد کو پہونچے افسوس کیا ایسا کوی نہین کہ آج حرم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاوے افسوس قیامت کے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ لوگ کیا جواب دینگے کیونکہ اپنے کو کلمہ گو کہتے ہین

اور قتل فرزند رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی امادہ ہین اور یہ فریاد ہماری کچھ باعث ہراس اور عدم استقبال کے نہین بلکہ محض اسواسطے کہ دیکھین اسوقت کون اس گروہ ناعاقبت اندیش سے باہر آتا ہے اور کون بارگاہ لم یزلی سے آج ہدایت پاتا ہے۔

مسلمان ہونا حضرت حر کا اور شہادت پانا

الغرض جب آپ نے باتین تمام فرمائین تو حر معہ فرزند و برادر و غلام کے کہ سعادت ازلی مقدر اون لوگون کی تھی لشکر کفار سے باہر نکل آئے اور داخل رحمت ہوئے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ دہر مین فرماتا ہے يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ یعنے داخل کرتا ہے اللہ جسکو چاہتا ہے بیچ رحمت اپنی کے اور داخل ہونگے ظالمان بیچ عذاب درد دینے والے کے جیسا کہ فرمایا اللہ پاک نے وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اور ظالم کے طیار کیا ہے واسطے اونکے عذاب

نظم

یہ گفتگو امام کی حر سنکے برملا — بیتاب ہوکے اپنی سپہ سے ہوا جدا
تب ابن سعد بولا کہو کیا ارادہ ہے — حر نے کہا حسینؑ اب ہون گا مین فدا

امت ہون اونکے نانا کی اور کلمہ گو بھی ہون
کیا دونگا مین جواب خدائے قدیر کو
پیارے یہ ہین نبی کے علی کے یہ لعل ہین
ہے بھول تم شقی عداوت شعار کی
ہو کر خفا یہ حر سے کہا ابن سعد نے
یہان لشکر کثیر و خزانہ خطیر ہے
حر نے کہا خموش ارے بے ادب خموش
آخر وہ منع کرتا رہا اسنے باگ لے
بحر محبت حر کی جو دلمین تھا موجزن
دوڑا کے راہوار کو پھر ذوق و شوق سے
ہو کر تصدق عرض لگا کرنے با ادب
ہو کر شہید سرخرو دونون جہان مین ہون
پا کر کے اذن شاہ سے حر سوی کارزار آ
شوکت جو راس و چپ تھی شجاعت تھی پیش رو
ہل من مبارز کی صدایون بلند کے
جس صف پہ جا گرا وہ صفا چٹ نظر پڑی
شمشیر آبدار کے ایک ایک وار مین

مجھ سے نہ ہوگا یہ جو کرون اونسے مین دغا
احمد نبی کو حشر مین کیا منہ دکھاؤن گا
محبوب خلق بھی ہین یہ مطلوب کبریا
لڑ کر کے انسے ہوگا تمہارا کبھی بھلا
کیون اپنی جان دینے کو جاتا ہے وہان بھلا
وہان عسرت جفا کشی بے برگی و نوا
اونسے تو ہے وہ اعلے ہین با فضل کبریا
ہمراہ بھائی بیٹا غلام ایک با وفا
دریا کے فضل ایزدی وہان تھا امنڈ رہا
حر خدمت امام مین پہونچا بصد ولا
لجاے یا امام وغا کی مجھے رضا
منظور ہو حضور مین یہ فدیہ کر مرا
جون شیر نر روان ہوا اللہ کو دبا
تائید غیب پشت پہ اور رحمت خدا
گھبرا گئے سپاہ ستم کے سب اشقیا
راہ فرار ڈھونڈنے ہر ایک پھر لگا
سیر از زیست ہوگئے کتنے وہ ناسزا

میدانکو جاتا ہے اور ضعف و ناطاقتی کے باعث پاون لغزش کہاتا ہے بے اختیار ہوکر دوڑکر اور فرمایا کہ فرزند دلبند تو ایسے حالتین کھان جاتا ہے اور مجھکو اپنا داغ دکھاتا ہے دنیا مین میری نسل کا بقا میری تیری زندگی پر موقوف ہے تو اس کشتی اہلبیت کا ناخدا ہے تجھکو ابھی بہت صدمے اوٹھانے ہین الغرض حضرت عابد بیمار کا ہاتھ پکڑکے خیمہ مبارک مین لائے اور نعمتین معرفت حق اور علم مطلق کی کہ جو سینہ بسینہ چلی آتی ہین اونکو تفویض فرمائین اور بہت سی وصیتین اور نصیحتین کین اور قصد کارزار کا کیا جیسا کہ اللہ تعالے سورہ نسا مین فرماتا ہے فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ط پس چاہیے کہ لڑین بیچ راہ خدا کے وہ جو بیچتے ہین دنیا کو زندگانی کے بدلے آخرت کے اور جو کوی کہ لڑے بیچ راہ خدا کے اور مارا جاوے یا غالب اوے پس البتہ دینگے ہم اوسکو ثواب بڑا

جانا میدان کارزار مین حضرت امام حسین علیہ السلام کا اور زخمون سے چور چور ہونا جسم

مبارک کا

قصہ کوتاہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام صف اعدا مین آئے اور اوسوقت خیمہ اطہر مین شور و قیامت برپا ہوا اور حضرت شہربانو مغموم اور زینب و کلثوم رونے لگین اور جان کہونے لگین اور کہتی تھین کہ اے شاہزادہ کونین اب تو میدان مین جاکر اپنا سر راہ خدا مین کٹاتے ہین اور ہمکو تنہا اس دشت کربلا مین کس پر چھوڑے جاتے ہین آپ نے فرمایا کہ تم لوگون کو خدا کی سپرد کرتا ہون کہ بیکسون کا وہی چارہ ساز اور وکیل ہے وکفا باللہ وکیلا اور یہہ فرمایا +

شعر

اب راہ خدا مین سر قضا کو سونپا — اور لاش زمین کربلا کو سونپا
کرتے ہین سفر مین ہم سفر دنیا سے — ای اہل حرم تمہین خدا کو سونپا

یہ فرمایا اور سب کو چھوڑ کر میدان کارزار مین تشریف لای طیار ہوئے ہ

پھونچا یہ کارخانون مین فرمان کبریا — جائے نسیم جلد کرے راہ کو صفا
ہان رعد سے کہو کہ دہل فتح کے بجا — قدرت کی چوب برق سے نقارہ پر لگا

رنگین گذری آبروی کائنات کا
چھڑکاو آب خضر کری آب حیات کا

اعدا اوسوقت بر سر مقابلہ ہوے اور نیزہ و تلوار کا مینہ حضرت پر برسانے لگے اوسوقت ذوالفقار نے بصد تمنا عرض کیا کہ اے جگر پارہ مصطفے و نور دیدۂ فاطمہ زہرا و سردار سینہ علی مرتضے آپ سکوت کو راہ دے ہین اور یہ شقاوت پسندان وار پر وار کرتے ہین اور درپے آزار ہین ہم قیامت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور حضرت شیر خدا صاحب لافتے کو کیا منہ دکہائین گے نیام سے باہر کیجیے صف کفار کیطرف ارادہ فرمائیے ؎

یہ سنکے اپنی جامہ سی باہر ظفر ہوی
یعنے جدا نیام سے تیغ دوسر ہوی
جوہر کو فوج دیکہکے زیر و زبر ہوی
قبضہ سے قبض روح سپاہ عمر ہوی

حاشا کبہی نہ دیکھی ہو جو عمر جام مین
کہتی تہی سب کہ تیغ ابہی ہی نیام مین

قصہ کوتاہ بعد تعجب التجا اور اصرار کے حضرت نے ذوالفقار آبدار کو نیام سے باہر کیا صاعقۂ غضب ظالمون کے سر پر گذرا ہنوز حضرت نے وار نہ کیا تہا کہ کفار ان نابکاران ادہر ادہر بغل جہانکنے لگے

لگے اور راہ بھاگنی کی تاکنے لگی غرض امام علیہ السلام صف اعدا کے مقابلہ مین آئے اور ذو الفقار حیدر کرار کے جوہر دکھای جسکے سر پر پرے تو زمین مین جا اوترے ایک گروہ کثیرہ اور جم غفیر کو جہنم مین داخل کیا جماعت گروہ اشقیا مستغرق ہوی کسیکو تاب گفتگو باقی نہ رہی جانوران تری اور خشکی کے گھبراے اور کہنے لگے آج سامان قیامت ہے آخر کار کفاران یک زبان ہوکر الامان الامان کہنے لگے اور راہ فرات کی لی ◆

ہ

ناگفتہ یہ آئی کہ وعدہ وفا کرو
بس اے حسین اب نہ زیادہ وغا کرو
ای تاجدار حشر سر اپنا فدا کرو
آباد بزم خلوت رب العلا کرو
آئے ہو قتل کرنیکو یا قتل ہونیکو
زہرا کو بھیجتا ہون مین لاشے پہ رونیکو

اوسوقت طبیعت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بر سر رحم آئی ذوالفقار کو نیام مین کیا اور شوق شہادت نے طبیعت مین جوش فرمایا ادہر تو حضرت امام حسین علیہ السلام شوق شہادت مین ہمہ تن مصروف اودہر عمر سعد شقی نے اپنی فوج سے کہا کہ ای لوگو اب کیا دیر ہے اولا تو یہ کہ امام بر حق تن تنہا رہ گئے اور

دو ٹکڑے ذوالفقار کو نیام مین کر چکے

ف

یہ سنتے ہی لرز گیا خورشید مصطفےٰ
جز قتل اسکے نہ تھی انہین کچھ صدا
رکنا تھا تیغ کا کہ بڑھے وہانسے اشقیا
تنہا پہ ہر طرف سے گرے فوج بیحیا

حربے تھے چار لاکھ کے اوس نیم جان پر
بس ہر گھڑی تھی موت کی ضربت بانیر

یہ سنکر تمام اشقیانے ایکبارگی اوپر امام علیہ السلام کے حملہ کیا اور تیر اور نیزہ اور شمشیر کا مینہہ برسا دیا زخمونسے چور چور کر دیا ناگاہ ایک تیر کسی بدبخت بے پیر کا پیشانی انور پر امام علیہ السلام کے ایسا لگا کہ تمام چہرہ خون مین تر بتر ہو گیا آپ بار بار منہ پر ہاتھ پھیرتے اور یون فرماتے تھے کہ کل قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین اسیطرح جاؤنگا اور عرض کرونگا کہ بعد آپ کے آپ کی امت بیوفا وجفا کارنے ہمارا یہ حال کیا اور علے مرتضے شیر خدا کو اپنا یہ حال دکھاونگا غرض جب آپ زخمون سے بہت چور ہو گئے اوسوقت اعداے بیدین خیمہ مبارک کی طرف دوڑے امام تشنہ کام نے غصہ ہو کر للکارا اور پکارا کہ اے قوم نابکار حرم محترم رسول خدا صلے اللہ علیہ

واله وسلم کی طرف کیون جاتے ہو اور میری عورات کو کسواسطے ایذا پھونچاتے ہو تمکو فقط ہمارا قتل کرنا منظور ہے عورات بیقصور نے تمھارا کیا کیا ہے اشقیاے بیحیا یہ باتین سنکر اس جرات سے باز آئے اور پھر فاطمہ کے چاند پر گہنائے اور ہالے کیطرح پر گردا گرد ہوگئے اور نیزہ و تلوار کا مینہہ برسانے لگے یہانتک کہ اوس تن نازنین پر جو برگ گل نازک تر تھا اسی اور دو بیاسی زخم کاری لگے اور دوسری روایت ہے ایک ہزار نو سو پچاس زخم کاری جسم مبارک پر لگے اور بدن مبارک برنگ گل خون سے تر بتر ہوگیا اوسوقت حکم خدا جبرئیل کو ہوا کہ خون حسین کو بستان سراے جنت مین لیجاؤ تا کہ گلگونہ رخسارۂ حور عین ہوگا کانہن الیاقوت والمرجان ترجمہ گویا کہ وہ یاقوت ہین اور مونگا ہین الحاصل آپ نے واسطے تکمیل درجہ شہادت کے اعدا سے ایک جام پانی طلب کیا کسی نے وقت آخر سمجھکر لادیا ہنوز ایک قطرہ لب خشک تک نہ پھونچا تھا کہ ایک شقی نے آپکے چہرہ انور پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سے گر گیا اور قطرہ لب خشک تک نہ پھونچا پھر تو اوسوقت آپ رو بقبلہ ہو بیٹھے اور ادہر حکم خدا ہوا کہ پردہ درمیان سے اوٹھادو کہ ہمارے اور حسین علیہ السلام کے درمیان مین حجاب نہ رہے اب اسجگہہ ایک تمثیل لکھی جاتی ہے کہ

حضرت یوسفؑ کے وقت مین زلیخا نے جب عورتونکو مجتمع کیا اور ایک ایک ترنج اور ایک ایک چاقو ہر ایک کو دیکر حکم تراشنی کا دیا جب عورتون نے چاہا کہ ترنج کو تراشین کہ اس درمیان مین زلیخا نے نقاب رخسے حضرت یوسف علیہ السلام کے اوٹھا دیا وہ عورتین تاب جمال حضرت یوسفؑ کی نہ لاسکین اور از خود رفتہ ہوکر بجاے ترنج کے اپنی اپنی انگشتین کاٹ ڈالین اسیطرح روز عاشورہ کو جب حسین زخمی ہوکر فرش زمین پر گرے تو حکم آلھی ہوا کہ حجاب درمیان سے اوٹھ جاے غرض امام حسین علیہ السلام ساتھہ معشوق حقیقی کے اسے سہو ومحو اور وصل تھے کہ مطلق اپنے تن من کا نہ کچھہ خیال نہ سر کٹنے پر پرواہ نہ ملال رکھتے تھے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب معنے شہید کے لکھتے ہین کہ شہید اوسے کہتے ہین کہ دلکو اوسکے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اسیواسطے دین کے کام مین جان دینا اور اوسکے نزدیک آسان ہے چنانچہ حسنین بروز عاشورہ مشاہدہ جمال کبریاے مین ایسے مصروف تھے کہ مطلق اپنے جسم کی خبر نہ رکھتے تھے غرض ادہر حسنین سے یہ راز ہوتا تہا اور ادہر اعداے بیدین کی یہ شقاوت نیزہ پر نیزہ اور تلوار پر تلوار اور تیر پہ تیر برساتے تھے اور یہان فرزند رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت کہ ہمہ تن محو تجلیات کبریا ہو

غرق بحر رحمت خدا ایسا ہوئے کہ نجانا کہ قدم کہان ہے اور قدم نے نجانا کہ نفس کہان اور نفس نے نہ جانا کہ دل کہان اور دل نے نجانا کہ جان کہان ہے اور جان نے نہ جانا کہ سر کہان ہے

نظم

تو نے اپنا جمال دکھانیکو جو نقاب منہہ سے اوٹھا دیا
وہین محو حیرت و بیخودی مجھے آئینہ سا بنا دیا
وہ جو نقش پا کیطرح رہی تھی نمود اپنے وجود کے
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

الحاصل اوسوقت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ گروہ انبیا میدان کربلا مین ایستادہ شیشہ ہاتھہ مین لئے خون اوٹھانے پر آمادہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اہتمام فرزند مین سب سے زیادہ خیال رسول مقبول زیادہ پریشان حال

نظم

ڈوبا شفق مین جب مہ تابان مصطفے   یعنی حسین ابن علے جان مصطفے
باد خزان تھی اور گلستان مصطفے   جب گر پڑا زمین پہ وہ جانان مصطفے
خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقت ظہر تو سجدہ ادا کیا
تن پر جو بیکے زخم تو شکر خدا کیا
طے آپنے تمام مقام رضا کیا
دشمن نے جبکہ سر کو بدن سے جدا کیا

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خونیں بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا
حور و ملک کا دیکھا او سے دل اوداس تھا
پر شاہ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا
جسدم گری زمین پہ تو کوی نہ پاس تھا

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنی گلے سے لگا لیا

لگتا جو تیر تن پہ تو کہتے کہ یا آلہ
راضی ہوں میں رضا پہ تری تو ہی خود گواہ
یہ کہکے جب زمین پہ گرے شاہِ دین پناہ
روح الامین اوٹھانیکو تھی کرکے ایک آہ

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

ہر چند زخم کہاتے تھے اور ضعف تھا کمال
جاری زبان پہ شکر خداوند ذوالجلال
جز یاد حق کسی کا نہ اوس وقت تھا خیال
تلوار کھا کے جبکہ زمین پہ گری نڈھال

خود مصطفے نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین گھوڑے سے جھکی تو نکل

رکوع ہوئی اور جب فرش زمین پر تشریف لائے تو عین سجدہ کی صورت تھی اور اوسی حال مین قبلہ رو ہو بیٹھے اور حق تعالیٰ کے ساتھہ راز و نیاز ہونے لگا بخشایش امت عاصیان کا قصہ آغاز ہونے لگا نہ سر کٹنے کا ملال اور نہ زخمونکا خیال رو رو کر فرمانے لگے کہ خداوندا حسین اپنے یار دیار سے دور ہوا اور سارا بدن اوسکا زخمونسے چور ہوا سارے خویش و اقارب اوسکے کٹ گئے لاشون سے اوسکے جنگل اور میدان پٹ گئے دیکھہ ہر ہر زخم سے فوارہ خونکا جاری ہی اور ہر قطرہ خون مین تیری ہی یادگاری ہے **شعر**

عاشق کے بدن سے جو ٹپکتا لہو گرا
وہ لہو کہتا وحدہ لا شریک لہو

میرے سر اوتارنیکے طیاری ہی سو خداوندا حسین فقط بخشایش امتان عاصی کے لئے یہ سب صدمی سہ گیا سو خداوندا مجھکو امید ہے تیری ذات سے کہ بہ طفیل جناب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بحرمت میرے پیراہن خونی اور کفن رنگین کے میرے نانا جان کی امتون کے گناہون کو معاف کر دے نامہ اعمال کو اونکے حرف خطا اور جرم سے صاف کر دے ساری امتون پر کرم کیجے تشنگی محشر اور آتش دوزخ سے نجات دیجئے اسیطرح زخمون سے سیلاب خون کا جاری دلمین شکر حق زبان پر بخشایش امت کی طلب گار رہی ہی تو

دیدہ شوق بکر مشاہدہ جمال مطلق مین سہو و محو ہو گئے اور اوسوقت جو آپنے دیکھا وہ دیکھا اور جو سنا وہ سنا ہمین معلوم کہ کیا ہوا غرض طاقت بیان خارج زبان ہی کیونکہ حضرت امام حسین مقام لی مع اللہ مین موصول تھے

شعر

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال
از خدا نبود جدا ہم چون شعاع از آفتاب

اب یہان سے حال شہادت جناب سید الشہدا کا بصد اشکباری بیان ہوتا ہی

روایت ہے کہ جب امام پشت زین سے فرش زمین پر تشریف لائے تو دوپہر ڈھل چکی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا گویا تکبیر اول گھوڑیکی پشت پر واقع ہوئی اور گھوڑیسے خم ہونا رکوع کی صورت تھی اور پشت زین سے مائل بہ زمین ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تھی اس صورت پر پھر مجموعی نماز ظہر کی ادا ہو گئی پہر سنان علیہ اللعن نے آپکی پشت نازنین پر نیزہ چلایا کہ آپ زمین پر گر پڑے اور نیزہ سینہ مبارک سے پار ہو گیا پھر تو شمر ملعون آپکے سینہ پر جو بحر عرفان کا سفینہ اور اسرار الہی کا گنجینہ تھا چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھہ کھولکر دیکھا اور فرمایا کہ تو کون ہے اوسنی کہا کہ مین شمر ہون آپ نے فرمایا اپنے منہہ سے

ڈہاٹھا کھولدے اوسنے ڈہاٹھا کھولدیا آپ نے دیکھا کہ دانت اوس ملعون کے مثل دندان سور منہ سے باہر نکلے ہین آپنے دل مین فرمایا کہ ایک علامت میرے قاتل کی راست ہے پھر آپ نے فرمایا ذرا سینہ کھول اوسنے کھولا آپ نے دیکھا کہ اوسکے سینہ پر برص کی سپید داغ ہین آپ نے فرمایا کہ میری قاتل کی بھی نشانیان ہین جیسا کہ آج شبکو نانا جان نے خواب مین مجھے فرمایا تھا وہ بجنسہ موجود ہین قصہ کوتاہ آپ نے جب حسب مطابق سب نشانیونکو دیکھا تو فرمایا صدقت یا رسول اللہ ما بعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام نے پوچھا کہ اے شمر تو جانتا ہے آج کون دن ہے اور کون تاریخ ہے کہا دسوین تاریخ محرم کی جمعہ کا دن ظہر کا وقت فرمایا کہ اسوقت خطیبان امت جد امجد کے ہمارے کیا کرتے ہونگے کہا ممبرون پر خطبہ پڑھتے ہونگے اور نعت آپکے نانا جانکی کرتے ہونگے آپ نے فرمایا کہ افسوس جسکے جد امجد کی توصیف مسجدون مین پڑہی جاوے اوسکے نواسے کے ساتھ تو یہ معاملہ کرتا ہے میری مانند کون مرتا ہے اے شمر یہ وہ سینہ ہے کہ جسپر نانا جان اپنا روی مبارک ملتے تھے تو اسوقت اوسپر بیٹھا ہے اور جس حلق تشنہ پر ہمارے نانا جان بوسہ دیتے تھے اوسپر تو تلوار چلاتا ہے ذرا دوزخ کی آنچ کو خیال مین نہین لاتا ہے مین دیکھ رہا ہون کہ اسوقت حضرت ذکریا

پیغمبر میری داہنی طرف اور حضرت یحیی پیغمبر علیہ السلام بائین جانب کھڑے کف افسوس مل رہے ہین اے شمر ذرا میرے سینے سے اوترتا نماز پڑہون غرض آپ قبلہ رو ہوکر خون سے منہ ہاتھ دہوکر نماز مین مشغول ہوئے شمر ملعون نے صبر نہ کیا کہ آپ کو نماز تمام کرنے دی چہرہ مبارک پر تلوار ماری روح مقدس لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے ہوئے گلشن فردوس کو سدہارے اگرچہ قتل مین آپ کے بہت ملعون شریک تھے پر روح عالی نے شمر کی تلوار اور سنان کے نیزہ سے پرواز فرمائی اوسوقت از عرش تا فرش شور و غل برپا ہوگیا کہ آج چراغ خاندان مصطفے کا گل ہوگیا گویا قیامت قایم ہوگئی انا للہ و انا علیہ راجعون

ص

ضرب اول مین شہ دین نے کہا بسم اللہ
دوسری بار پکارے مدد یا بار آلہ
تیسری ضرب مین آئی یہ صدائے جان کاہ
بخشدے حشر مین یارب میری امت کے گناہ
پھر نہ کچہہ حضرت شبیر کے آواز آئے
جب گلا کٹ گیا تکبیر کی آواز آئی

روایت ہی کہ جب شمر علیہ اللعنۃ نے جناب سید الشہدا کے سر کو تن نازک سے جدا کیا تو قیس بدبخت نے پیراہن شریف کو اوتار لیا اور حبیب بدنصیب نے آپ کی تلوار اپنے قبضے مین کی ادہر تو امام مظلوم کا یہ حال اور اودہر خیمہ اہلبیت مین ماتم بپا تھا کیسکو غش

کسیکو سکتے کا عالم تھا جسکے بیان سے خامہ کا جگر شق ہوتا ہے خصوصًا حضرت زینب و کلثوم کا عجب حال تھا اور رو رو کر یہ فرماتی تھین

شعر

یارسول اللہ کیا بیداد ہے
ظلم امت نے کیا فریاد ہے

القصہ عرش سے فرش تک ملک و جن وحوش و طیور شجر و حجر نوحہ گر تھے عجب طرح کا سحرا ہولناک جنگل سن سان سناٹی کا عالم ہو کا مکان معلوم ہوتا تھا گریہ و زاری کی آواز ہر جانب سے آتی تھی روایت ہے کہ بحکم شمر اور ابن سعد بدنہاد کے بیس سوار نے گھوڑون پر چڑھ کر نعش مبارک کو روند ڈالا یہان تک کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہو گئے بعدہ عمر سعد اور شمر لعین اور چند شیاطین اپنی فتح کی نوبت بجاتے ہوئے خوشی مین غزل گاتے ہوئے خیمہ عالیین شہنشاہ دین پناہ کی کہ جنکی ڈیوڑھی پر حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہم السلام جھک جھک کر سلام کرتے تھے اور ملایکہ مقربین بلا اذن قدم نہین دہرتے تھے بلا خوف و خطر گھس آئے اور لوٹ پر لوٹ کرنے لگے سارا اسباب لوٹ لیا یہان تک کہ ایک تنکا بھی باقی نہ رہا اور بیبیان جتنی تھین سبکو قید کرکے چارون طرف خیمہ کے پہرے جمائے پھر شمر بدذات نے چاہا کہ حضرت عابد بیمار کا سر کاٹ لے ایک شخص نے شمر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے بیرحم کیون ظلم کرتا ہے

اور ظالمون کے احوال سے خوف نہین کرتا که الله تعالے فرماتا ہے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ یعنے حق تعالے نہین دوست رکھتا ہے ظالمو اور تو قیامت کا خوف نہین کرتا که خاندان فاطمہ زہرا کے چشم چراغ ہین اور بستان علی کے پہول اور نونہال ہین کوئی متنفس طفل شیر خوار تک باقی نرہے شمر بدنہاد نے کہا که مجھے حکم ابن زیاد بدنہاد کا ہے که خبردار آل مصطفے سے ایک لڑکا بھی زندہ نرہنے پاوے خاندان نبوت کا یک قلم مٹ جاوے اوس شخص نے کہا که آخر یہہ سب بیچارے ابن زیاد بدنہاد کے پاس جاتے ہین وہ جو چاہیگا کریگا پہر عمر سعد نے منادی کرادی که خبردار کوئی شخص امام حسین کے خیمہ مین نه جاوے اور حضرت عابد بیمار کو نه ستاوے غرض جب حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شہید خنجر جفا ہوے اور اہل حرم نے مصائب بیشمار جھیلے اوسوقت کی اون کی بیقراری اور گریہ وزاری کا بیان جگر کو چاک کرتا ہے شمه اوسکا یہ ہے

رو رو اہل حرم یہ پکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
واے سرور گئے رنمین مارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
کسکو سونپا ہمین او رکھا کیا کیسے پوچھین کہان تم ہو شاہا

کیون چلے جاتے ہو یون بسارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
آپ راہی ہوئے سوئے کوثر ہمکو اس بن مین چھوڑا ندی پر
چل رہے ہین جہان غم کے دہارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
ظلم کرتے ہین ظالم یہ بیحد اور ستم پر ستم قہر بے حد
کون حرمت یہ تم بن سنوارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
دکھن کہین کس سے ہم جا کے اپنا کوئی سنتا نہین یہ کلپنا
سنگدل ہین ستمگار سارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
لے خبر کون شاہا ہماری بے تمہاری ہوی زیست بھاری
ہم تھے جیتے سہارے تمہارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
آپکو عیش جنت کا بھایا خیال ہم سبکا کچھ بھی نہ آیا
کیسے ابتر ہین حال اب ہمارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
کون ہے درد کی جو دوا دے دلکی میری لگی کو بجھا دے
سوز دل سے ہین اٹھتے شرارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
کوئی حامی نہین سر پہ باقی درد دلکی کرے جو تلافی
سوتے سب ہین ندی کے کنارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
ایک عابد ہین بیمار وہ بھی درد و اندوہ سے زار وہ بھی
جیوین ہم آپکے سہارے کربلا مین لٹے ہم بچارے

تھے جو عباس شاہ دلاور قوت بازو شہ کے برادر
پیاسے دریا سے وہ بھی سدھارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
ماہ و خورشید وہ عون و جعفر خانہ تھا جن سے منوّر
چھپ گئے دونون آنکھون کے تارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
نوجوان قاسم اور علی اکبر گھر کی زینت تھی جن سے سراسر
زیب جنت ہوے وہ دولارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
بالے اصغر بھی جیتے جو ہوتے دیکھکر اونکو غم دلکا کھوتے
کر گئے سونے وہ گہوارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
بھائی بیٹے وہ بھوکے پیاسے اور سرور نبی کے نواسے
کیا ہوے اب یہ کوی بتا رے کربلا مین لٹے ہم بچاری
جسکے قبضہ مین ہون سارے دریا بوند پانی اوسے ہای نہ دیا
یہ مسلمان ہین کیسے نکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
پیارے اصغر کہان ہین بتا دو ڈھونڈھکر اون کو تو کوئی لادو
منتظر مان ہے گودی پسارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
دیس باغ مدینہ جہونکا آج جنگل مین گھر ہے اونھون کا
اوجڑے گلشن بسے ہین دیارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
کیسی بستی ہماری بسی تھی وای کب ہمکو یہ بے بسی تھی

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD

آج غارت ہین سامان وہ ساری کربلا مین لٹے ہم بچاری
باغ کیسا ہمارا ہرا تھا نخل شاداب پھولا پھلا تھا
دم مین آئی خزان کیسی واری کربلا مین لٹے ہم بچاری
لوگ پوچھینگے ہم سے وطن مین کیا کیا جاکے پیارونکو بن مین
کون منہہ سے کہینگے ہم آری کربلا مین لٹے ہم بچارے
کوئی رستا وطن کا بتا دے تاکہ فریادی ہون ہم نبی سے
اور کہین جا یہ اونکے دوارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
کوچ جسدم ہوا کربلا سے سب پہ مظلومون کے تھے یہ نالے
وائے کیا ہے بلا پر بلا ری کربلا مین لٹے ہم بچارے
دیکھکر رہ مین لاش عزیزان وائے اہل حرم تھے یہ نالان
مت کرو ابتو ان سے جدا ری کربلا مین لٹے ہم بچاری
چھوڑ کر جائین کیونکر ہم اونکو ساتھ لائے تھے یہان جو کہ ہمکو
وہ تو بے سر پڑے ہین پیارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
دیکھتا راہ مین جو یہ کہتا آپ ہین کون حالت یہ ہے کیا
کہتے یہ درد و غم دکھ کے مارے کربلا مین لٹے ہم بچاری

نوری پتھرا گئین روکے آنکھین تاب دلکو کہان اب جو لکھین
روکے اہل حرم یہ پکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے

بعد شہادت حسین علیہ السلام کی تاریکی کا ہونا اور خون کا برسنا آسمان سے

روایت ہے کہ جسدن راکب دوش نبی شہید ہوے تو عجب نہ تھا کہ غضب الٰہی سے سارے
دنیا اولٹ جاے اور آسمان گر پڑتا تو بجا تھا اور اوس دن کی مصیبت روز قیامت سے
کچھ کم نہ تھی بلکہ بعض نشانیون سے لوگ ڈرے کہ شاید آج ہی قیامت قایم ہوگی منجملہ
اوسکے یہ ہی کہ بعد شہید ہونے حضرت امام علیہ السلام کے ایسا غبار سخت اوٹھا کہ سارے
دنیا اندہیری ہوگئی کسیکو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا دلون پر ایسی
خیرگی آنکھون مین تیرگی آگئی کہ کسیکی بات کوی بوجھتا نہ تھا اور آفتاب
ایسا سیاہ ہوگیا کہ دنکو تارے نظر آنے لگے اور تین روز تک
جہان تاریک رہا روایت کی بیہقی نے کہ جس روز حضرت امام حسین نے
شہادت پای تو آسمان سے اسقدر خون برسا کہ ہملوگون کے گہر مین
جو برتن اور جتنے مٹکے اور گہڑے تھے وہ سب خون سے لبالب بہر گئے تھے
اور چھ مہینے تک آسمان پر سرخی نمود رہی اور ابن سیرین نے لکہا ہے
کہ سرخی شفق کی جو کنارہ آسمان پر اب تک دنیا مین نظر آتی ہے
یہ سرخی بعد شہادت آپ کے ظاہر ہوئی قبل شہادت حضرت
امام حسین علیہ السلام کے یہ سرخی مطلقا کبھی آسمان پر نمودار
نہ ہوتی تھی اور جو دریافت کیا تو چھے روز اور مہینا اور

تاریخ شہادت کی حضرت امام حسین کی تھی اور یہ سرخی شفق کہ جو خاص بطرف مغرب کے ظاہر ہوتی ہے اسمین یہ وجہ ہے کہ حضرت امام حسین بعد زوال دوپہر کے یعنی اول وقت ظہر کے شہید ہوئے اور بعد شہادت حضرت امام حسین کے آسمان سرنگون ہوا واسطے اوٹھانے خون شہدائے کربلا کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص جب کوئی چیز اوٹھائیگا تو بغیر سر جھکائے نہین اوٹھا سکتا اور سر جھکانے سے تعظیم لازم ہوتی ہے پس آسمان نے تعظیم بھی ادا کی اور خون شہدا اونکا اوٹھا لیا اسیسے وجہ سے کنارہ مغرب پر شفق آجتک موجود ہے اور قیامت تک رہیگی کیونکہ کنارہ مغرب سے آسمان نے جھک کر خون اوٹھایا خلاصہ یہ کہ سرخی شفق اصل مین عکس خون شہدائے کربلا ہے بیت این سرخی شفق کہ برین چرخ بیوفا ست ہر شام عکس خون شہیدان کربلا ست روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جبدن امام مظلوم شہید ہوئے تو مینے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد دوپہر کے خواب مین دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہین اور بال آپ کے بکھرے ہوے ہین اور گرد وغبار سر اور ریش مبارک پر پڑی ہے اور ہاتھ مین ایک شیشہ ہے جسمین لہو بھرا ہے اس حالت کو دیکھ کر مین بیقرار ہوا اور پوچھا کہ یا حبیب اللہ کے آپکا یہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا اے ابن عباس کیا حال پوچھتے ہو اوسوقت فرزند

میرا حسین شہید ہو گیا اس شیشہ مین آج صبح سے اسوقت تک خون ہے حسین اور اوسکے عزیزونکا اوٹھاتا پہرتا ہون ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے یاد رکھی وہ تاریخ اور وقت اور مہینا پھر خبر ملی مجھکو کہ اوسیوقت اور اوسی تاریخ کو حسین علیہ السلام شہید ہوے

روانہ ہونا اہلبیت کا مع سرہای شہدا کربلا سے کوفہ کو

روایت ہے کہ جب عمر سعد بدبخت نے عاشورہ کیدن سر سرور کونین حضرت امام حسین کو خولی بن یزید کے سپرد کیا اور خود ایکروز یعنی آپ گیارہوین تاریخ محرم کو کربلا مین مقام کرکے اپنی طرف کی لوگونکو جو واصل جہنم ہوے تھے دفن کرایا اور جناب سید الشہدا کی لاش مبارک اور سارے شہداون کی لاشین تین دن تک اوسیطرح پر خاک وخون مین پڑے رہین بارہوین تاریخ صبح کو بروز یکشنبہ عمر سعد نے ڈنکا کوچ کا کربلا سے بجوایا اور شہیدونکے سرونکو برچھیون اور نیزون پر چڑہا کر میدان کربلا سے کوفہ کو لے چلا اہلبیت اطہار اوسکے پنجہ ظلم مین گرفتار جسوقت میدان کربلا مین ہوکر اہلبیت اطہار کا گذر ہوا اوسوقت شہیدونکی لاشونکو کو خاک وخون مین پڑا دیکھکر ایسا شور ونالہ وزاریکا بلند کیا کہ آسمان وزمین پر زلزلہ طاری ہوگیا اور حضرت زینب نے جب نعش راکب دوش نبی کی خاک وخون مین غلطان

دیکھی تو اوسوقت ضبط گریہ نہ ہو سکا ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور فرمایا وا جداہ وا محمدؐ آہ افسوس یہے لاش شہنشاہ زمن کے ہے آپ کے حسین کا بدن ہے یہی حسین ہین جنکے منہ پر آپ بوسے دیتے تہے یہی حسین ہین جنکے سینہ پر آپ اپنا منہ ملتے تہے یہی حسین ہین کہ جنکو آپ خطبہ پڑہتے وقت گود ہین اوٹھا لیتے تہے یہی حسین ہین کہ سینہ مبارک خوابگاہ تھا یہی حسین ہین کہ آغوش ناز مین حضور کے پلے تہے یہی حسین ہین کہ وقت وفات کے آپ نے فرمایا تہا کہ مین دو چیز بزرگ امتون مین چہوڑی جاتا ہون ایک قرآن دوسرے امام حسنؑ حسینؑ علیہم السلام غرض حضرات زینب و کلثوم بہائی کی لاش بے سر پہ پہونچکر زار زار روتی تہین اور یون فرماتی تہین۔

نظم

منم حسین سر از تن جدا سلام علیک   شہید کشتہ راہ خدا سلام علیک
کہ ای شہید بجور و جفا سلام علیک   غریب بیکس و بے آشنا سلام علیک

ادہر تو حضرات زینب و کلثوم کا یہ حال تہا اور ادہر حضرت عابد بیمار لاشہ پدر بے سر کو دیکہکر تاب گریہ نہ لا سکے اور شتر سے گر کر باپ کے لاشہ کو لپٹ گئے اور رو رو کر کہنے لگے ✤ ✤ ✤

نظم

خدا کیواسطے بابا سے مت چہوڑاو مجہے   خدا کیواسطے مقتل مین چہوڑ جاؤ مجہے

غرض زاری اور اشکباری اوسوقت اہلبیت کے بیان سے باہر ہے

نظم

غرض بیان غم اہلبیت آسان نیست
حکایت است که آنرا بشرح پایان نیست

مدفن ہونا لاش مبارک جناب سید الشهدا کا بعد تین روز کے اور واسطے تعزیت کی آنا انبیاؤن کا اور فرشتون کا اور جناتون کا

روایت ہے که بعد جانے لشکر عمر سعد کے اوسیدن یعنے بارہوین محرم روز یکشنبه کو که کناره فرات کے ایک گاؤن ہے عاصریه وہانکے لوگون نے جمع ہوکر جسد مبارک کو جناب امام حسینؑ کے قبر مین دفن کیا اور ساری بنی ہاشم کو ایک جا پایئن آپ کے اور باقی گنج شہیدان کو ایک جگهه دفن کیا اور حضرت عباس علمبردار عاصریه کی راه پر جہان شہید ہوے تہے وہین پر دفن ہوے اب اسجگهه ایک نکته بیان ہوتا ہے یعنی دفن مین لاش مبارک جناب سید الشهدا کی جو تین روز کا وقفه ہوا اسمین کیا سبب تہا اسمین یه تہا که دفن مین حضرت رسول صلے الله علیه و آله وسلم کے بہی تین روز کا توقف ہوا تہا اور وجه توقف کی یه تہی که جو آنحضرت صلے الله علیه و آله وسلم سے حین حیات مین پوچہا گیا تو آپنے فرمایا که جنازه میرا طیار کرکے رکهه دینا کیونکه نماز ہماری پہلے خداے جلیل خود پڑہیگا بعده ملائکه مقربین

بعدہ جنات بعدہ اہلبیت نماز میری پڑہین پہر امت صالحین صف بہ صف ہماری نماز ادا کرین غرض تیسرے دن یعنی روز چہارشنبہ کو نماز سے فراغت ہوی تب لاش مبارک حبیب مکرم کی دفن کی گئی اب یہ مقام غور ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم فرما چکے تھے کہ حسین مجھسے ہین اور مین حسین سے ہون اور شہادت حسین عین شہادت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسو جہہ سے دفن مین لاش مبارک حضرت امام حسینؑ کے تین دنکا توقف ہوا دوسرے یہ بہید معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو یہہ منظور ہوا کہ جسطرح پر نماز جنازہ کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل انبیا اور ملائکہ نے ادا کی اوسیطرح پر نماز جنازہ حسینؑ بھی ادا ہو چونکہ وقت شہادت حسین ارواح کل انبیاو ملایکان مقربین وجنات وغیرہ واسطے تعزیت شہادت حسین حاضر ہین حکم خدا ہو کہ نماز جنازہ شہدای کربلا پہلے انبیا لوگ پڑہین بعدہ ملایکہ مقربین بعدہ جنات پہر امت نیک بخت پڑہین پس وقفہ دفن مین لاش مبارک امام مظلوم کی بہید اور سبب یہی تھا کہ روز جمعہ دسوین محرم کو شہید ہوے اور بارہوین تاریخ روز یکشنبہ کو مدفون ہوی کیونکہ اداے نمازین انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس طرح پر تین روز کا توقف ہوا اوسیطرح پر تین روز کا وقفہ بوجہہ اداے نماز دفن مین لاش مبارک حضرت امام حسین کے ہوا اور یہ بات روایت سے بخوبی ثابت ہی

که وقت شهادت حسین کے ارواح انبیا اور ملایک واسطے تعزیت کی حاضر نهین چنانچه روایت هی ابو سفاخر کهتے هین که ایک شخص کو لوگون نے دیکھا که طواف خانه کعبه کر رها هی اور رو رو کر التجا کرتا ہے که خداوندا میرے گناه بخشدے مگر مجھے یقین ہے که تو میرے گناه نه بخشیگا مشایخ حرم نے کها که اے بھای تو نے کون ایسے گناه کیے هین جس سے نا امید هوتا هی اگر ریگ دریا کے برابر گناه هو اور انسان عفو چاہے تو وه ایسا رحیم ہے که بخشدیتا هی اوس شخص نے کها اچھا میرے گناه کا حال ادهر آؤ اوسنتے جاؤ سب لوگ اوسکے نزدیک گئے اوسنے کها که ای بھائیو مین شریک اوس لشکر بد اختر کا تھا که جو حضرت امام حسین سے لڑا تھا بعد وقوع واقعه کربلا کے مین اوسجگهه کھڑا تھا که ناگاه آواز رونیکی کان مین آئی مگر کوئی رونیوالا نظر آئی نهین دیتا تھا ناگاه مینے آسمان کیجانب جو نظر اوٹھائی تو کیا دیکھتا هون که دروازه آسمان کا کھلا ہے اور ایک خیمه نورانی آسمان سے اوترا اور برابر سر شاهزادیکے آکر هوا پر معلق ٹھر گیا پھر تین شخص روحانی آسمان سے آگئے اور زیارت شاهزادیکی کرنے لگے اور جسد اطهر کو مشک و زعفران و کافور و گلاب سے معطر کیا ایک شخص میری پاس کھڑا تھا مینے اوس سے پوچھا که یه کون لوگ هین اوسنے کها که مقربان بارگاه رب جلیل هین یعنے حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیهم السلام هین بعده فرشتگان آسمان سے فوج بفوج آتے تھے یهانتک که جسکا حد و شمار نهین بعده دیکھا مینے که ایک خیمه آسمان سے اوترا جسکے شامل

فرشتگان بہت تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خیمہ کے پاس آکر کہا کہ یا آدم صفی اللہ خیمہ سے آپ اُترین مینے دیکھا کہ حضرت آدم اور شیث اور ادریس علیہم السلام خیمے سے اُترے اور زیارت شاہزادہ کی کرنے لگے پھر دوسرا خیمہ آیا جبرئیل نے آکر کہا کہ یا نبی اللہ آپ اُترین مینے دیکھا کہ حضرت نوح اور سام علیہم السلام اُترے پھر ایک خیمہ اُترا حضرت جبرئیل علیہ نے آکر کہا کہ یا خلیل اللہ آپ اُترین پس حضرت ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق علیہم السلام اُترے پھر ایک خیمہ آسمان سے فرود آیا جبرئیل علیہ السلام نے پاس آکر کہا یا کلیم اللہ اب آپ نزول فرمایئے پس حضرت موسی و ہارون علیہم السلام اُترے پھر ایک خیمہ اُترا حضرت جبرئیل نے آکر کہا یا روح اللہ اب آپ نزول فرماوین پس حضرت عیسی اور شمعون علیہم السلام اُترے غرض اسیطرح پر سارے پیغمبر علیہم السلام آتے گئے پھر ایک خیمہ آسمان سے اُترا کہ جسکے گرداگرد بہت سے ملائکہ حاضر تھے وہ بھی آسمان سے اُترے جبرئیل ع نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آپ بھی نزول اجلال فرماوین پس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ اصحاب کبار اور حضرت علی مرتضے اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین نے نزول اجلال فرمایا بعدہ ایک خیمہ آسمان سے پھر اُترا اُسمین عورتین تھین حضرت جبرئیل ع نے عرض کیا کہ یا خاتون جنت آپ بھی اُترین غرض حضرت خاتون قیامت بھی شامل

حضرت حوا و حضرت بی بی ہاجرہ و حضرت بی بی مریم پارسا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے نقاب پوش اترین پھرتے دیکھا کہ سر نے حضرت امام
حسین علیہ السلام کے اپنی جگہ سے حرکت کی اور ستر قدم آگے جا کر پیشانی کو اپنے قدم
پر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھکر باواز بلند اور دردناک سے کہا
کہ ناناجان حسین آپ پر قربان دیکھئے شامیان اور کوفیان بیوفانے
ہمپر کیسے کیسے ستم پہنچاے آپکی عظمت کو کچھ بھی خیال مین نہ لاے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر شاہزادی کا اٹھا لیا اور منھ پر منھ ملکے
رونے لگے بیتاب ہوے انکے اسوقت سارے انبیا بموافق آپکے
روتے تھے بمضمون اس غزل کے ہمکلام ہوتے تھے **غزل** آدم درین عزا
بغم وغصہ مبتلا است ⁂ کشتی نوح غرقہ طوفان ابتلا است ⁂ گویا براے ماتم
سلطان دین حسین ⁂ چندین خروش و ولولہ در خیل انبیا است ⁂ انبیا غم از
براے دل مصطفے خورند ⁂ آن خود چہ داغہا ست کہ بر جان مصطفے است ⁂
گر مرتضے نگوید ازین غصہ درخور است ⁂ ور فاطمہؑ بنالد ازین حالہا رواست ⁂
پس وقفہ ہونا تین دن کا دفن لاش مبارک مین حضرت جناب امام حسین علیہ السلام
کے بھید اور سبب یہی تھا کہ جو اوپر بیان کیا گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو شامیون کا وہی حال کردون
کہ جو قوم لوط کا مینے کیا تھا آپ نے فرمایا کہ نہین قیامت کے دن اپنے اور ہمسے

لڑائی ہوگی اس کلمہ کے سنتے ہی سارے بدن مین میرے لرزہ پڑ گیا آخر اُسی حال مین روبرو حاضر ہو کر مینے کہا کہ الامان یا رسول اللہ تب آپ نے فرمایا کہ جا ہمارے سامنے سے دور ہو اور یہ کلمہ ارشاد فرمایا لَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ اللہ تعالےٰ تیری مغفرت نکرے تجھے اہل جنت نکرے اسواسطے مین یقین جانتا ہون کہ خطا میری معاف نہ ہوگی

داخل ہونا قافلہ کا کوفہ مین اور گشت پھرانا سر شبیر کا

روایت ہے کہ جب سر مبارک جناب سید الشہدا عم سر شہدای کربلا کے کوفہ مین پہنچا وہان کے مرد و عورت چھوٹے اور بڑے تماشے کے لئے ٹوٹ پڑے جسکی نظر سر سید الشہدا اور محملون پر اہلبیت اطہار کے پڑتی تھی ہائی ہائی کرکے روتا تھا اور کوئی نعرہ واحسینا کا بلند کرتا تھا اور اکثر کوفیان بیوفا اپنے ظلم پر نادم ہوتے تھے اور خصوص جن لوگون کی نظر سر سرور پر پڑتی تھی مارے ہیبت اور جلال کے ہوش اُڑ جاتے تھے اور غش پر غش آتے تھے ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب سر شبیر پھاٹک پر ابن زیاد کی لائے اور نیزے سے اُتارنے لگے تو مین اُسوقت نزدیک سر مبارک کے حاضر تھا دیکھا کہ لب آپ کے ہل رہے ہین کان لگایا تو سنا کہ یہ آیت تلاوت فرما رہے ہین فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی ظالمون کے عمل سے اللہ کو غافل نہ جاننا میری بات کو یقین ماننا بعدہٗ ابن زیاد نے اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کو قیدخانہ مین بھیجا اور سر حسین ع کو

[illegible] ۱۳۵ [illegible]
ابراہیم [illegible]

نیزے پر چڑھاکر کوچہ و بازار مین پھرایا زید بن ارقم صحابی کہتے ہین کہ سر مبارک میرے کوٹھے کے کھڑکی کے نزدیک آیا تو مینے بگوش خود سُنا کہ سر مبارک نے اِس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا گیا تُمنے سمجھا کہ اصحاب کہف کا قصہ میرے قصہ سے عجوبہ تھا ارقم کہتی ہین کہ جسوقت مینے یہ آیت سر مبارک سے سُنی تو تمام بدن کے رونگٹے کھڑی ہوگئے اور مینے رو کر کہا کہ یا ابن رسول اللہ حقیقت مین قصہ آپکا اصحاب کہف کے قصہ سے کہین عجیب تر ہے جیسا کہ ظلم اور ستم آپ پہ ہوا اصحاب کہف کیا کسی فرد بشر پہ قیامت تک نہوگا **روانہ ہونا بندیان اہلبیت کا کوفہ سے شام کو** روایت ہے کہ جب ابن زیاد بدنہاد کوفہ مین سر شبیر کا گشت کوچہ بکوچہ کرا چکا تو بعد کئی دن کے شمر ذالجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ معہ سرہاے شہداے کربلا اور بندیان اہلبیت اطہار باحتیاط تمام کوفہ سے دمشق مین یزید کے پاس روانہ کیا شمر ملعون خوشی سے گرجتا جاتا تھا اور آگے آگے نقارہ فتح کا بجایا جاتا تھا اور ہر منزل مین نئی طرح کی کرامات اور ہر مقام مین طرح طرح کے واقعات سر شبیر سے ظاہر ہوتی تھی بسبب اختصار کے نہ لکھے گئے ورنہ ایک دفتر عظیم ہوتا **خوشی کرنا یزید کا اور آراستہ کرنا کوچہ و بازار کا** روایت ہے کہ جب بعد طے منازل کے قافلہ شہر دمشق مین پہنچ گیا تو یزید پلید اس خبر کو سُنکر مارے خوشی کے پھولگیا پھر بحکم

پارہ ۱۵ [illegible] رکوع

یزید پلید کے ہر گلی اور بازار کی دوکانین سجنے لگین جابجا توپین فتح کی چھوٹنے لگین اور ہر جگہ سامان جشن درست ہوگیا غرض اُس شقی نے تمام شہر اور اپنی کچہری کے مکانون کو ہر طرح سے آراستہ کیا اور سبکو دربار عام کا حکم دیا جب سب طرف کے ایلچی اور امراے شام دربار مین اُسکے حاضر ہوے پھر تو ہر طرف سے مبارکبادی پڑنے لگی اور دروازے پر اُس بدنہاد کی نوبت بجنے لگی مگر حقیقتاً وہ مبارکبادی بجاے لعنت کے تھی پھر وہ ملعون بڑی شان و شوکت سے تخت بدبخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ جتنے چھوٹے بڑے شہر کے ہین تماشہ کو جائین اور ہمراہ قافلہ کے خوشی کرتے ہوے آوین **پہنچنا اہلبیت کا شہر دمشق مین** روایت ہے کہ علی الصباح قافلہ شہر دمشق مین داخل ہوا مگر بباعث کثرت تماشائیون کے اور ہجوم شامیون کے چیونٹی کو بھی راہ نہ ملتی تھی مارے دھوم دھام اور کثرت وازدحام کی چھاتی سے چھاتی چھلتی تھی غرض اسطرح پر قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے چلتے ظہر کے وقت سرہاے شہدا یزید کے پھاٹک پر آئے یزید علیہ اللعنت نے پہلے اہلبیت اطہار کو ایک کمرہ مین خاص علیحدہ ساتھ بیڑی کی اُتروایا بعد اسکے سرہاے شہدا کو روبرو منگوایا پھر اُس پلید نے ایک ایک کا سر دیکھا اور نام و نشان اور حال صاحب سر کا پوچھنا شروع کیا جب اُسنے حال سے سب سرون کے اطلاع پائی تب سلطان کربلا کے سر مبارک کی نوبت آئی شمر مردود نے

کجا رواست یزید پلید یہ سُنکر غصہ ہوا اور کہا کہ ای مرد کیا کرون تیری
صحابیت کا لحاظ کرتا ہون اگر تو صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
نہ ہوتا تو ابہی مین تجھے مار ڈالتا مرد نے کہا سبحان اللہ ای ملعون تیرا عجب حال
ہے کہ میرے قتل کرنے مین تو صحابیت کا تجھے خیال ہے اور رسول عربیؐ
کے ماہ پارونکو اور علیؑ و فاطمہؑ کے دلدارون کو میدان کربلا مین تشنہ
اور گرسنہ انواع انواع قسم کے ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا حتی کہ طفل
شیر خوار تک کو ایک ایک قطرہ پانی سے ترسا کے مارا اُسوقت تجھے فرزندان
اور عزیزان نبی کا کچھ خیال نہ آیا شرم نہ معلوم ہوئی ایسا تو کوئی کافر بہی کسی
ادنے مسلمان کے ساتھ نہین کرتا ہے وہ بہی عاقبت سے ڈرتا ہے مگر
حیف صد حیف کہ تو اپنے کو کلمہ گو اور اُمت نبیؐ کہتا ہے اور اپنے نبی کے
نواسے کو تو نے کہ جسکی قدر اور مرتبہ خدا و رسول کے نزدیک کسقدر بزرگ تہی
کہ نشانی و تصویر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہی جنکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھسے ہین اور مین حسین سے ہون اُنکو
تو نے اِس ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا اور خود کافر ہو گیا گویا یہ ظلم و ستم
تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا حقیقت مین تو
اُنہی قوم مین سے ہے کہ جسکی خبر اللہ تعالی سورہ آل عمران سیپارہ ۳ مین
دیتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ

وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ یعنی تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہین ساتھ نشانیون اللہ کے اور مار ڈالتے ہین پیغمبرون کو ناحق اور مار ڈالتے ہین اُن لوگون کو کہ جو حکم کرتے ہین ساتھ انصاف کے لوگون مین سے پس خبر دی اُنکو ساتھ عذاب درد دینے والے کے یہ لوگ وہ ہین کہ ناپید ہوئے عمل اُنکے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہین واسطے اُنکے کوئی مددگار یزید مردود شمرہ کی باتین سُنکر شرما گیا آخرش سمرہ روتے ہوئے اُس پلید کے دربار سے باہر چلے گئے

نصیحت کرنا ایلچی قیصر روم کا یزید پلید کو روایت ہے کہ جسوقت سر مبارک کے ساتھ یزید بے ادبیان کر رہا تھا اُسوقت ایلچی قیصر روم کا بھی وہان حاضر تھا سر شبیر کو دیکھکر رونیلگا اور کہنے لگا کہ ای یزید اب تک بعض ٹاپوؤن مین نشان سُم حضرت عیسیٰؑ باقی ہے ہملوگ اہل نصارے ہر سال سُم کی زیارت کو جاتے ہین اور کمال تعظیم بجا لاتے ہین حالانکہ خر دنیا مین ہزار ہا ہین مگر ہملوگ شک نہین کرتے کہ آیا یہ نشان سُم خر عیسیٰؑ ہے یا نہین اور بقدر مقدور اپنے تحفہ تحایف نظر دیتے ہین افسوس کہ کل تمھاری نبی جنت کو سدہارے اور آج ہی تمنے جان بوجھکر خاص اپنی نبیؐ کے لعل اور علیؑ کے نونہال اور حضرت فاطمہؑ کے لخت جگر کو معہ خویش و عزیزان و برادران و رفیقان کے تشنہ اور گرسنہ

انواع انواع قسم کے ستم کے ساتھ شہید کیا ای یزید ایکبار برسم تجارت زمان حیات
مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ گیا اور حضور نبوی مین بھی حاضر
ہوا اور بکمال ادب و انکسار کے سلام بجا لایا اور مشاہدہ سے جمال حق نما کے عاشق زار
ہو گیا اور شیفتہ کامل شکیبا ہو گیا آخر حضور اقدس کے ہاتھ پر ایمان لایا اور
روم مین آنکر اپنے اسلام کو چھپایا پھر کتنے برس ہوئے کہ بیٹیان اور بیٹے
ہمارے سب مسلمان ہو گئے اور فضل الٰہی سے سب صاحب ایمان ہو گئے
ای یزید پلید یہ سر جسکا آگے تیرے اس خرابی کے ساتھ دھرا ہے حجرہ سے
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باہر آئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم انکو اپنے گود مین اٹھا کر ادھر ادھر گھومنے لگے اور لب و دندان
کو انکے چومنے اور فرمانے لگے کہ خدا کی مار اور اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑے
ای حسین اس آدمی پر کہ جو تجھ ناحق مارے سر تیرا تن نازک سے اتارے ای
یزید تجھے شرم نہین آئی کہ جسکی خاطر اللہ اور اللہ کے رسول کو اسقدر منظور
تھی کہ ایام طفولیت مین حضرت جبرئیلؑ گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور بہشت سے
میوہ لاتے تھے جسکی خاطر ہوتی پر سے جبرئیلؑ کے دو ٹکڑے ہوا جسکی خاطر
اتنی منظور تھی کہ اگر سرور عالم نماز فرض جماعت کے ساتھ سجدہ مین ہوتے
اور یہی حسین کہ جسکا سر تیرے آگے دھرا ہے پشت مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اسی سجدہ کی حالت مین چڑھ بیٹھتے تو فوراً وحی نازل ہوتی کہ یا حبیب اللہ

آپ سجدہ کو طول دیں اور سر نہ اٹھاویں تاوقتیکہ حسینؑ بخوشی اپنے نہ اُتریں ہمکو خاطر شکنی حسینؑ کی گوارا نہیں افسوس صد افسوس کہ اُسی حسینؑ کو تو نے بے خانماں کرکے تشنہ و گرسنہ مع خویش و اقارب و رفیقاں کی کنارہ پر نہر فرات کے ایسی ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا کل قیامت کے دن تو کیا جواب دیگا سُننے سے اِس کلمہ کے یزید مردود نے سر جھکا لیا اور دربار مین ایک ماتم برپا ہوگیا پھر اُس پلید نے کہا کہ کیا کہوں تو ایلچی قیصر روم کا ہے اسکا پاس کرتا ہوں ورنہ ابھی تجکو قتل کروا ڈالتا اُسنے کہا اے یزید لعنتی تجھے شرم نہین آتی کہ قیصر روم کے ایلچی کا تو تو نے پاس کیا اور اولاد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنکے جد کا تو کلمہ پڑھتا ہے اسکا کچھ تو نے پاس نہ کیا ایسی بیرحمی کے ساتھ قتل کر ڈالا خدا و رسول کا بھی تو نے کچھ لحاظ نہ کیا دیکھنا دنیا اور آخرت مین تو ایسے عذاب شدید مین گرفتار ہوگا کہ جسکی خبر اللہ تعالی کلام اللہ سورہ رعد سیپارہ ۱۳ رکوع ۵ مین فرماتا ہے لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ یعنی واسطے اُنکے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا بہت شاق ہے اور نہین واسطے انکے اللہ سے کوئی بچانیوالا یزید پلید یہ سب کلمات کو سُنکر بہت شرمندہ ہوا غرض ایلچی قیصر روم سخت سخت کہتا ہوا مغموم اُسکے دربار سے چلا گیا

سوال کرنا یزید کا حضرت عابدؑ سے اور جواب معقول پاکر شرمندہ ہونا

روایت ہے کہ جب یزید پلید پر سب طرف سے لعنت و ملامت ہونے لگی تب اُس مردود نے

سبکی طرف سے منہ موڑا اور حضرت عابد بیمارؑ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ کسکا ماہ پارہ ہے
لوگون نے کہا کہ یہی حضرت زین العابدین امام حسینؑ کے بیٹے اور حضرت علی مرتضیٰؑ
کے پوتے ہین تب وہ جہنمی حضرت سجادؑ سے کہنے لگا کہ اے لڑکے تو کچھ جانتا ہے
کہ باپ تیرا چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر جلوس فرماوے اور انکے نامون کا خطبہ منبر پر
پڑھا جاوے بارے شکر ہے کہ تمھارے باپ کے مقصود دلی بر نہ آئی حضرت عابد بیمارؑ
نے فوراً جواب دیا کہ ای یزید بھلا یہ تو بتلا کہ یہ منبر جو مسجد وغیرہ مین بنے ہین ہمارے
باپ دادا کے گھر ہین یا تیرے باپ دادے کے ہین اور خلافت اور عمارت ہمارے
خاندان مین رہا ہے کہ جنھون نے راہ خدا مین جہاد کئے ہین اور کفار اور
مشرکین کو قتل کر کے مسلمانون سے شہرون کو آباد کیا یا تیرے گھرانے مین کہ
ہمیشہ سے تیرے خاندان کے لوگ شرک اور کفر کرتے رہے دین کو چھوڑ کر
طالب دنیا ہوے صبر کر عنقریب قیامت کے دن حق تعالیٰ ہمارا تیرا معاملہ بہت
اچھی طرح سے فیصل کریگا اور بیشک ہماری داد دیگا جیسا کہ تو نے اہلبیت رسالت
پر ظلم کیا سب اسپر ظاہر ہے ظالمون کی ظلم سے اللہ تعالیٰ غافل نہین جیسا کہ سپارہ
تیرہ سورہ ابراہیم مین فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ
یعنی اور ہرگز مت گمان کرو اللہ کو کہ بیخبر ہے اس چیز سے کہ کرتے ہین ظالم یزید پلید
سننے سے اس کلمہ کے دم بخود ہو کر سر کو جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا اور بعد حکم
دیا کہ سر حضرت امام حسینؑ اور سارے شہدا کی سرون کو دروازہ پر دمشق کے لٹکا دو تاکہ

معلوم ہو کہ جو کوئی بغاوت پر میرے سر اُٹھاویگا اسیطرح پر سر اسکا کاٹ کر لٹکایا جاوے گا چنانچہ حسب الحکم اُس مردود کے برابر تین شبانہ روز سرہاے شہداے نامدار دروازہ پر دمشق کے لٹکے رہے قصہ کوتاہ جو شخص اُن سرون کو دیکھتا تھا وہ یزید مردود پر از حد لعنت اور ملامت کرتا تھا روایت ہے کہ جب یزید بدبخت پر ہر طرف سے نفرین اور لعنت بیحد ہونیلگی اور حضرت امام زین العابدینؑ کی باتون سے معقول ہوا تب کہنے لگا کہ امام زین العابدینؑ اگر کچھ حاجت ہو تو بیان کرو کہ اُسے روا کرون آپ نے فرمایا کہ چار حاجتین رکھتا ہون ایک یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالے کرتا کہ اپنے ہاتھ سے مارون یزید مردود نے سرداران کوفہ سے پوچھا کہ حضرت امام حسینؑ کو کسنے مارا لوگون نے کہا کہ خولی نے خولی نے ڈر کر کہا کہ مینے نہین مارا ہے سنان نے مارا ہے سنان نے انکار کیا اور کہا کہ شمر نے مارا ہے یزید نے شمر سے پوچھا اُسنے بھی انکار کیا تب یزید غصہ ہوا اور کہا سچ کہو کسنے مارا تب شمر نے کہا کہ مین سچ بتاتا ہون امام حسینؑ کا قاتل وہی ہے جس نے بلوانان عرب اور شام کو جمع کیا اور خزینہ بیت المال کا کھولدیا اور

لشکر کو ہتھیار اور گھوڑا دیا اور ابن زیاد کو سردار لشکر بناکر حکم دیا کہ جا حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُنکے ہمراہیونکا سر کاٹ لا یزید نے یہ باتین سُنکر سر کو جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا پھر یزید نے حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اور حاجت بیانکرو آپ نے فرمایا دوسری حاجت یہ ہے کہ سر میرے بابا جان اور کل شہیدون کا ہمین دے اور تیسرے مجھے اور اہلبیت کو چھوڑ دے تاکہ مین سبکو اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لیجاؤن۔ چوتھے کل جمعہ کا روز ہے مجکو اجازت دے کہ کل جامع مسجد مین خطبہ پڑھون یزید نے یہ سب قبول کیا اور کہا کہ بہت خوب یہ تینون باتین مجھے منظور ہین

خطبہ پڑھنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا بروز جمعہ

روایت ہے کہ جب دوسرا دن ہوا اور نماز جمعہ کا وقت آیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بحکم یزید جامع مسجد مین تشریف لائے اور اُس روز جامع مسجد مین اسقدر خلقت کا ہجوم تھا کہ کسیکو جگہ نہ ملتی تھی القصہ یزید پلید نے باصرار تمام اپنا وعدہ پورا کیا اور امام زین العابدینؑ کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا جسوقت حضرت امام منبر پر آئی اور ایک خطبہ مشعر حمد الٰہی او نعت رسالت پناہی بہ فصاحت و بلاغت تمام پڑھکر بیان کیا اور کہا کہ ای لوگو جو مجکو جانتا ہے

اور میرے خاندان کو جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ آج اسوقت جان اور پہچانے کہ مین فرزند حسینؑ ذبیح خنجر کا ہون بھتیجا حضرت امام حسنؑ مجتبےٰ کا ہون مین وہ ہون کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت کے میوے کھلایا کرتے تھے باپ میرا جو نور دیدہ مصطفےٰ اور سرور سینہ مرتضےٰ تھا اسکو شامیون نے بھوکھا پیاسا بے یار و آشنا تن تنہا میدان کربلا مین شہید کر ڈالا اور اہلبیت رسالت کو یہان اسیر کر لاتے الغرض آپ نے احوال معرکہ کربلا کو اس بلاغت سے بیان کیا کہ سبھون کے دل موم ہوگئے مسجد مین شور قیامت برپا ہوا تمام لوگ بآواز بلند رونے لگے یزید مردود اس نوحہ وزاری سے ڈرا اور موذن کو حکم دیا موذن نے پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر جس وقت موذن نے کہا اشہد ان محمد الرسول اللہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے منبر سے اتر کر عمامہ اپنے سر کا جدا کیا اور کہا اے موذن برای خدا ذرا خاموش رہو موذن چپ ہوگیا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید کے پاس آکر کہا کہ ای یزید سچ بتا کہ یہ محمد رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہین یا تیرے

اور اگر میرا جد بزرگوار جانتا ہے تو پھر تو نے کسواسطے میرے باپ حسین ابن علی علیہ السلام کو قتل کرایا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عترت کو قیدیون کی طرح شہر بشہر پھرایا اور رخنہ دین متین مین ڈالا تمام لوگ مسجد مین روتے روتے بیہوش ہونے لگے الغرض اُسی حالت مین یزید کے اشارہ سے موذن نے اذان پوری کی اور لوگون نے نماز ادا کی

روانہ ہونا قافلہ اہلبیت کا شام سے مدینہ طیبہ کو مع سر شہدائے کربلا کے

روایت ہے کہ جب یزید پلید اپنے دلکا حوصلہ نکال چکا دنیا کے واسطے دین کو برباد کرچکا اُسوقت اہلبیت اطہار کیواسطے مدینہ جانیکو اسباب وغیرہ سفر کا مہیا کردیا اور ہر شخص کو بقدر حاجت کے کپڑا اور زادراہ بھی دیا اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ مع تیس ۳۰ جوان مسلح کے اہلبیت اطہار کے ساتھ جاوے اور حفاظت اور آرام سے اُن لوگون کو مدینہ طیبہ پہنچا آوے۔ المختصر حضرت امام زین العابدینؑ سر حضرت امام حسینؑ اور دیگر شہیدون کا یزید سے لیکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور فراق پدر مین زار زار روکر

فرمانے لگے کہ آئے تھے ہم مدینہ سے باپ کے ساتھ اور یہان سے بے پدر ہو کے چلے سارے خویش و اقارب کو بحر فنا مین ڈبو کے چلے عمر بھر کے کمائی دشت کربلا مین کھو کے چلے الغرض نعمان بن بشیر بہت حفاظت اور احتیات اور تعظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کو لے چلے کہ کہین پر تکلیف نہ ہو اور حضرت عابد قدم بہ قدم پدر بزرگوار کو یاد کرکے روتے تھے اور فرماتے تھے۔

شعر

کیا کہین آکے ہم اس دشت مین کیا کھو کے چلے
گھر سے آئے تھے یہان ہنستے ہوئے رو کے چلے
دست امید ہر اک بات سے ہم دھو کے چلے
ہاے کیا آئے تھے گھر بار سے کیا کھو کے چلے

ما درین جا نہ ہمین ساز سفر گم کردیم
وای بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم

داخل ہونا حرم محترم کا مدینہ منورہ مین جانا اوپر روضہ جناب سرور عالم کو معہ سر امام مظلوم کے روایت ہی کہ جب قافلہ مدینہ منورہ کے قریب آیا اور اہل مدینہ کو اہلبیت کے خبر ہوی تو ہر گلی کوچہ مین شور ہو گیا تمامی مرد و زن فراق مین سید الشہدا کے زار زار رونے لگے بہر سارے مہاجرین و انصار مرد و عورت چھوٹے

بڑے واسطے استقبال اہلبیت کے گھر سے روتے ہوئے باہر آئے یا حسینا و یا سیدا کے نعرے عرش تک پھونچائی جب حضرت امام زین العابدین اور دختران اور خواہران جناب سید الشہدا پر نظر اہل مدینہ کی بڑی اور پیراہن اونکا بصورت گریبان تا دامان چاک دیکھا اور کپڑون مین اونکے خون باپ اور بھائیون کا لگا ہوا اور زلفون پر گرد و غبار عجب طرحکی پریشانی کا عالم دیکھا بعدہ جب سر سرور دیکھا سب کے ہوش جاتے رہے مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپنے لگے گویا وہ روز قیامت سے کم نتھا روایت ہے کہ جس روز حضرت امام زین العابدین معہ اہلبیت و سرہاے شہداے کربلا مدینہ طیبہ مین پھونچے تو شجر و حجر در و دیوار کو مبتلاے ماتم پایا جدہر دیکھا کیفیت قیامت کی نظر آئی نگری مدینہ کی سونی پاے ہر سمت سے صدا نالے کی آتی تھے گویا محشر مچا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زار زار روتی ہوی اپنے حجرہ سے نکل آئین اور شیشہ خاک کربلا جو خون ہوگیا تھا اپنے ساتھ لائین جب اہلبیت نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ رنج اون کا دوبالا ہوگیا اور جب

جب وہ شیشہ پر خون دیکھا جگر پر خار غم چبھ گیا حضرت ام سلمہؓ حضرت عابد کو گلے لگا کر روتی تھین اور کہتی تھین **نظم** تم مدینہ مین سینہ زن آئے ٭ خبر مرگ نوجوان لائے ٭ ہائے تنہا کہو تو کیون آئے ٭ میرے جانی کی کیا خبر لائے ٭ اپنے بابا کا تم تو سر لائے ٭ کہو قاسم کی کیا خبر لائے ٭ تب حضرت زین العابدین علیہ السلام نے رو رو کر فرمایا **نظم** کیا کہین ہم تو لٹ گئے ہے ہے ٭ ہمسے بابا تو چھٹ گئے ہے ہے ٭ نقد جان آپکی مسافر کا ٭ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ٭ موت غربت مین سد راہ ہوئے ٭ ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی ٭ اسوقت کی آہ و زاری اور ہر ایک کی بیقراری خصوصًا ام سلمہؓ کا ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتی ہوئی بیہوش ہو جانا احاطہ تحریر اور بیان سے باہر ہے یہ حال معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج ہی انتقال کیا الغرض حضرت ام سلمہؓ اہلبیت رسول و اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر روضہ منورہ پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئین اور بے اختیار رو رو کر خون دل سے قبر عالی کو بھگو کر مزار مطہر کو جنبش مین لائین اور سر مبارک کو جناب سید الشہدا کے مزار شریف پر رکھدیا اور ایک آہ کھینچکر رونے لگین اور ادھر حضرت زینب مغموم خاک مزار شریف کی لیکر سر اور آنکھون پر اپنے ملکر کہنے لگین واجداہ و امحمداہ نانا جان ہماری آپ پر قربان ہے آپکے حسین نور عین ہین یہی راکب دوش نبی ہین یہی تین دن کے پیاسے خنجر آبدار کے مارے ہین نانا جان اسواسطے آپ نے پالا تھا کہ امت بیدین اس ستم کے ساتھ شہید کرے اب ہمارا کوئی غمخوار نہ رہا یہی فرماتی تھین

اور روتی تھین اُسوقت مزار اقدس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک روتا تھا اور حضرت سکینہ کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران حضرت سید مظلوم کی گریہ وزاری اور حضرت عابد بیمار کی بیقراری سے مسجد نبوی مین ایک زلزلہ پڑ گیا مزار رحمت عالم ہلنے لگی آسمان و زمین چکر مین آئے ملائک چلائے گھبرائی قریب تھا کہ مزار انور پھٹ جاے آسمان ٹوٹ پڑے ساری دنیا اُلٹ جاے مزار شریف نے جنبش کیا صدا آے وا حسینا یا نور عینا غیب سے آئی شعر شب تا بروزگار من روز تا بہ شب ہم نالیدن است و غم تو با گریستن

الغرض حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اہلبیت کو تشفی اور دلاسا دیکر اور ہاتھ پکڑ کے سبکو گھر لے آئین بعدہٗ حضرت امام زین العابدین ؑ نے سر مبارک کو حسین ؑ کی جنت البقیع مین حضرت سیدہ کی پاس حضرت امام حسن ؑ کی پہلو مین مدفون فرمایا پھر تو جو مرد و عورت سنتے تھے واسطے ماتم پرسے کے آتے تھے اور حال کربلا سنکر روتی روتی بیہوش ہو جاتی تھی

گوشہ نشینی اختیار کرنا حضرت امام زین العابدین کا اور حال وقوع کربلا کو یاد کرکے دن رات رونا

روایت ہے کہ بعد اسکے حضرت امام زین العابدین ؑ دن رات یاد الٰہی مین مشغول تھے اور واقعات کربلا اور مصیبات آل عبا کو یاد کرکے روتی اور جسوقت شفقت پدری یاد آتی تو فراق پدر مین آنسو بہاتے تھے اور روتے روتے بیہوش ہو جاتے کبھی کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلاتی اور جب پانی پیتے تو تشنگی شاہ کربلا کی یاد کر کے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچتے راوی لکھتا ہے کہ اسقدر آپ روتے کہ کوٹھے

کے پرنالے سے آنسو آپ کے بہا کرتے اور نیچے پرنالے کے تراوت سے آنسو کے گھاس سبز نکل آتی ایکدن ایک آدمی اُس پرنالے کے نیچے سے چلا جاتا تھا کپڑے پر اُسکے آنسو گرا اُسنے قصد دھونیکا کیا لوگون نے کہا اے شخص یہ پانی نہین ہے حضرت عابد علیہ السلام کا آنسو ہے آپ اسقدر روتے ہین کہ پرنالے سے گرتا ہے جا تیرے واسطے صورت نجات کی ہوگئی راویون نے لکھا ہے کہ چار آدمیون سے زیادہ دنیا مین کوئی نہین رویا ایک تو حضرت آدم علیہ السلام بسبب عتاب الٰہی کہ بہشت سے باہر آئے اور تین سو برس تک اپنی گناہ پر رویا کئے دوسرے حضرت یعقوبؑ جدائی مین حضرت یوسف علیہ السلام کے اسقدر روئے کہ بصارت چشم جاتی رہی اور آنکھ سفید ہوگئی تھی تیسرے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فراق پدر مین یعنی بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آپ چھ مہینے حیات رہین مگر کبھی ایک شب بھی چین سے نہ سوئین اور کبھی ہنستے آپ کو کسی نے نہ دیکھا اور شب کو اسقدر روتی تھین کہ ہمسایہ کے لوگ گھبرا کر شکایت کرتے تھے چوتھے حضرت امام زین العابدینؑ بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک حیات رہے کسی فرد بشر نے تمامی عمر متبسم نہ پایا ہر دم غم پدر کھاتے رہتے اور خون جگر پیتے رہتے کبھی کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلاتے اور تمام عمر گاہے رونے سے آپکو فرصت نہ ملی اور جب آپکو اپنی بیکسی اور بیکسی

کا خیال آتا تو یہ کہتے کہتے آپ کو غش آجاتا **نظم** بسوزم از تپ درد جدائی ؛؛ کجائی ای پدر آخر کجائی ؛؛ ز حال من چنین غافل چرائی ؛؛ نگاہی کن خدارا بر نگاہے ؛؛ شدم بسمل ز تیغ ظلم شاہا ؛؛ فآحا ثم آہا ثم آہا ؛؛

سزا پانا قاتلان شبّیر اور ظالمان کربلا کا

واضح ہو کہ سزای قاتلان شبّیر و ظالمان کربلا اگر لکھی جاوے تو ایک دفتر طول ہو جاوے کیونکہ جو کوئی ایک ادنے مسلمان کو ناحق عمداً قتل کرتا ہے وہ تو ہمیشہ کو دوزخ مین رہیگا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا یعنی اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جانکر پس سزا اُسکی دوزخ ہے ہمیشہ رہنے والا بیچ اُسکے اور غصہ ہوا اللہ اوپر اُسکے اور لعنت کی اُسکو اور تیار کر رکھا واسطے اُسکے عذاب بڑا اب دیکھنا چاہئے کہ حسین ع تو بیخ مومنان اور امام دو جہان تھے اُنکی قاتل کی نہین معلوم کیا سزا ہوگی اور جسقدر کہ ظلم اور ستم ظالمان کربلا کا حسین ع پر ہوا حدّ بیان سے باہر ہے دنیا مین ظالمان جو کچھ سزا پاوین بجا ہے اور عقبے مین جو کچھ اُسپر عذاب کیا جاوے روا ہے

رواج دینا یزید پلید کا فسق اور فجور کو اور بے حرمتی کرنا بیت اللہ شریف اور مدینہ منوّرہ کو اور فی النّار ہونا اُس روسیاہ کا

روایت ہے کہ جب یزید پلید قتل حضرت امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت
اطہار سے فرصت پا چکا تب اُس روسیاہ نے عجب عجب طرحکا فتنہ وفساد برپا
کیا اور جو منہیات شرعیہ تھی اُسنے اُسکو رواج دیا شراب پینا اور بھائی کا بہن
سے نکاح کرنا اور فسق و فجور سب حد سے زیادہ ہونے لگا تب اُس ملعون
نے مسلم بن عقبہ کو معہ بائیس ۲۲ ہزار سوار اور پیادہ کے واسطے لوٹنے مدینہ
منورہ اور بیت اللہ کے روانہ کیا چنانچہ تین روز تک اُس شہر کے لوگ
قتل اور لوٹ مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی اور سب خاص و
عام بلا کے دس ہزار آدمی سے زیادہ شہید ہوئے اور مسجد نبوی کے
ستونون مین گھوڑے باندھے اور مزار شریف کے گرد پیشاب اور لید
سے نجس کیا تین روز مسجد نبوی مین نماز نہ ہوئی ممبر پر کتے اور بلی بیٹھکر
سعید بن مسیب بوضع دیوانون کی مسجد عالی مین جھاڑو دیا کرتے تھے ہر
وقت نماز پنجگانہ کے آواز اذان اور اقامت کی صاف صاف قبر شریف سے
آتی تھی اور ایسا ایسا فعل ناشائستہ کیا کہ جسکے بیان سے لرزہ بدن پر پڑتا ہے
بعد ازان اون مردودون نے بیت اللہ شریف کی بیحرمتی کی بذریعہ گوپھن کے
پتھرون سے کعبہ معظم کو سنگسار کیا اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے
اور شیشہ آلات وغیرہ چورچور ہوگئی اور خانہ کعبہ کے پردونکو جلا کر بیدینون نی
کھانا پکایا غرض انواع قسم کا ظلم اور ستم یزیدیون کا برپا رہا

آخر یزید مردود بڑی بڑی بیماریون مین گرفتار یعنی عارضہ کوڑہ مین مبتلا ہوکر فی النار ہوا حتی کہ حس و حرکت سے ناچار ہوا اور تین برس سات مہینے بعد اپنے باپ کے تخت حکومت پر سلطنت ظلم کے کیا اور خدا و رسول سے برگشتہ ہوکر دین کو واسطے دنیا کے برباد کیا اور پہاڑ گناہ کا اپنے سر پر دھرکے پندرھوین ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری مین جس دن کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اسی دن شہر حمص مین جو ملک شام مین واقع ہے اٹتالیس برس کی عمر مین داخل جہنم ہوکر انواع قسم کے عذاب مین مبتلا ہوا جیسا کہ اللہ تعالی پارہ عم سورہ لم یکن الذی مین فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا أُولٰئِكَ شَرُّ الْبَرِيَّةِ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوے اہل کتاب سے اور شرک مین بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے یہ لوگ وہ ہین بدتر خلق کے پس کافر ہونے مین یزید اور یزیدیون کے کسیطرح کا شک نہین بلکہ درجہ ظالمان کربلا کا کافرون سے بھی بڑھ گیا پس یہ ظالمان دیدہ و دانستہ مبتلا۔ عذاب شدید کے ہوے کہ جسکی خبر اللہ تعالے کلام اللہ مین دیتا ہے إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ سَلٰسِلَا وَأَغْلٰلًا وَسَعِيرًا تحقیق ہمنے تیار کر رکھین واسطے کافرون کے زنجیرین اور طوق آگ کے تہ تیغ ہونا کوفیان بیوفا و ظالمان کربلا کا ہاتھ سے مختار بن عبیدہ کے انواع قسم کے ذلت اور رسوائی

کے ساتھ روایت ہی کہ جب مختار بن عبیدہ نی کوفہ پر تسلط پایا تو پہلے ایک غلام خاص کو عمرو بن سعد کے بلانیکو بھیجا ابن سعد کا بیٹا حفص نامی حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہے اُسنے کہا کہ خانہ نشین ہوا ہے حکم دیا کہ عمرو بن سعد اور اُسکے بیٹے کی گردن مارو اور طرح طرحکا عذاب کرکے اُن اشقیاؤن کے سرون کو اُتارو غرض ویسا ہی کیا گیا اور شمر ملعون کو بھی بڑے عذاب شدید کے ساتھ مارا اور اُن سب کے سرون کو محمّد بن حنفیہ کے پاس روانہ کیا پھر مختار نے حکم دیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین شریک لشکر عمر سعد کا تھا سبھون کو جس جگہ پاؤ قتل کرو یہ سُنکر سب کوفی بصرہ کو بھاگے اور لشکر مختار نے پیچھا کیا اور جہان جسکو پایا وہین اُسکو قتل کیا اور لاش کو اُن مردودون کے جلا دیا اور گھر لوٹ لیا اور خولی بن یزید کہ اُسنے سر مبارک حضرت امام حسین ع کا اپنی ہاتھ سی کاٹا تھا قید ہو کر آیا تو پہلے مختار نی اُس ملعون کے دونو ہاتھ کٹوائی پھر دونون پاؤن پھر اُسکو سولی پر چڑھایا پھر اُس مردود کی گردن ماری اور بدنکو اُسکی آگ مین ڈالدیا غرض اسیطرح ہر ایک لشکری عمر سعد کو طرح طرحکا عذاب کرکے فی النار کیا اور ایک روایت مین ہی کہ مختار نے چھ ہزار کوفیون کو جو شریک قتل حضرت امام عالیمقام کی تھی بڑے بڑے عذاب و ذلت کے ساتھ مارا روایت ہی کہ جب مختار نی عمر سعد اور خولی بن یزید اور ان اشقیا کے ہمراہیون کو قتل کیا تب ابن زیاد بدنہاد کے قتل کی فکر مین

مصروف ہوے اور ابن زیاد اُن دنون موصل مین تیس ہزار سپاہ کے ساتھ تھا مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ مختار کی فوجکا سپہ سالار تھا لشکر ہمراہ کر کے موصل مین بھیجا جب ابراہیم موصل مین پہنچے تو ابن زیاد سے مقابلہ ہوا آخر فوج شام کی شکست ہوئی بہت سے لوگ ابن زیاد کے مارے گئے پھر ابن زیاد مردود بھی مارا گیا تیغ حیدری سے سر اُسکا اُتارا گیا سر کو اُسکے ابراہیم کے پاس لائے ابراہیم نے مختار کے پاس بھیجدیا مختار نے کوفہ مین محفل کو آراستہ کر کے مومنون کو بلوایا اور سر ابن زیاد ملعون کا دیکھا کر کہا کہ دیکھو یہ اُس مردود جہنمی کا سر ہے جسنے امام حسین علیہ السّلام کو شہید کرایا اور اہلبیت رسالت پر ظلم او ستم کیا دنیا مین ایسی سزا اُس ملعون کی ہوئی آخرت مین نہین معلوم اُسپر کیسا عذاب سخت ہوگا اور مختار کی لڑائی مین ستر ہزار آدمی شام کے مارے گئے اور یہ واقعہ سنہ ۶۷ ہجری مین عاشورہ کے دن بعد چھ برس کے واقعہ کربلا سے واقع ہوا اور جسوقت سر ابن زیاد بدنہاد اور اُسکے سردارون کا مختار پاس لا رکھا یک بیک ایک سانپ بہت بڑا سا ظاہر ہوا لوگ ڈر کر ہٹ گئے پس وہ سانپ سب سرون مین سے ابن زیاد کے سر کے پاس آ کر اُسکے نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے مُنہ سے نکلا اور غائب ہوگیا اسیطرح سے تین بار مُنہ مین گیا اور نتھنے سے نکلا اور غائب ہوگیا روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور عمر اور شمر اور قیس اور خولی

اور سنان اور عبداللہ ابن قیس اور یزید بن مالک اور باقی اشقیا اور مددگاران یزید طرح طرح کی عقوبتون سے مارے گئے اور لشکر مختار نے اُنکی لاشونکو اسطرح گھوڑون کے سمون سے روند ڈالا کہ ہڈیان اُنکی چور چور ہوکر مثل سرمہ کے پسگئین روایت ہے کہ قاتل حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک آگ کے تابوت مین رہیگا اور زنجیر آگ کی اُسکے ہاتھ پاؤن مین پڑی ہوگی اور طرح طرحکا اُسپر عذاب شدید ہوگا اور ایسی بدبو اُسکے بدن سے آویگی کہ دوزخی اُس سے پناہ مانگین گے

مبتلا ہونا انواع قسم کے عذاب مین قاتلان حسینؑ وظالمان کربلا کا اور اُسی حالت مین فی النار ہونا

روایت ہے کہ بائیس ہزار سپاہ روسیاہ سے لشکر شام اور کوفی کو جو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا مین لڑے تھے کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اُس سال کی بلا عظیم مین گرفتار نہ ہوا ہو جب ایک سال پورا ہوگیا اور روز عاشورہ دوسرا آیا تو اُن لشکریون مین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ رہا تھا چند اشقیا باقی تھے کہ وہ بھی مختار کی لڑائی مین مارے گئے روایت ہے کہ امام سید فرماتے ہین ایک امیر نے میری میہمانی کی اور اُس مجلس مین اور بھی بہت سے لوگ تھے سبھونکی اُسنے خوب مہمانی کی اتنے مین تذکرہ معرکہ کربلا کا ہونے لگا حاضرین مجلس بولے کہ جو لوگ شریک قاتلان امام حسینؑ تھے علاوہ

عذاب آخرت کے بڑی بڑی فضیحتی اور عذاب مین گرفتار ہو کر فی النار ہوے امیر مجلس جسنے دعوت کی تھی بے دھڑک بول اٹھا که آپ لوگ یه کیا کہتے ہین مین بھی شریک قتل امام حسین ع کے تھا مگر اب تک کوئی بلا مجھپر نه آئی بعد واقعه کربلا کے مینے کوئی مصیبت نه اٹھائی یه کہہ رہا تھا که شعله چراغ کا اسکی طرف لپکا اور فوراً خشک لکڑی کیطرح اس شیطان کو جلا دیا سارے جسم کو کوئیلا بنا دیا راوی لکھتا ہی که قسم ہے خدا کی اپنی آنکھون سے دیکھا که جلکر سیاه مثل کوئله کے ہو گیا روایت ہی که شام مین ایک بدبخت قاتلان سے امام دوجہان کے تھا منه اسکا سور کے منه کیطرح ہو گیا اور جابر بن یزید نے عمامه مبارک کو آپکے یعنی حضرت امام حسین ع کے سر سے اتار کر اپنے سر ناپاک پر رکھا فوراً پاگل ہو گیا اور جعونه حضرمی نے کرته حضرت امام حسین ع کا اتار کے پہنا تھا وه ملعون کوڑھی ہو گیا بال سر اور داڑھی کے اسکے گر پڑے اور اس کرته پاک مین ایک سو ستر سوراخ لوگون نے گنے تھے که تیرون اور نیزون سے ہو گئے تھے **روایت عناصر الشہادتین مین ہے** حضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے فرمایا که موسے علیه السلام نے بعد وفات ہارون علیه السلام کے دعا کی که الٰہی میرے بھائی ہارون کی گناه بخشدے حق تعالے نے موسے ع کے پاس وحی بھیجی که ای موسے ہارون پر کیا اگر سارے اگلے پچھلے لوگون کی بخشش مجھسے چاہو تو سبکو بخشش دون مگر قاتلان امام حسین ع کو ہرگز

نہ بخشونگا مین بہ نفس نفیس قاتلان حسین ؑ سے بدلا خون شبیر کا لونگا اور نہ بخشونگا جیسا کہ اللہ تعالے پارہ دہم سورہ توبہ مین فرماتا ہے اَستَغفِر لَہُم وَلَا تَستَغفِر لَہُم سَبعِینَ مَرَّۃً فَلَن یَّغفِرَ اللّٰہُ لَہُم ذٰلِکَ بِاَنَّہُم کَفَرُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَہدِی القَومَ الفٰسِقِینَ یعنی بخشش مانگ واسطے اُنکے یا نہ بخشش مانگ واسطے اُنکے اگر بخشش مانگی تو واسطے اُنکے ستر بار پس ہرگز نہ بخشیگا اللہ واسطے اُنکے یہ اسواسطے کہ کافر ہوے ساتھ اللہ کے اور رسول اُسکے کے اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم فاسقون کو پس ظاہر ہے کہ جیسا جیسا ظلم اور کفر اور فسق قاتلان حسین ؑ نے کیا دوسرے نے نہین کیا پھر کیونکر بخشایش اُنکی ہو **روایت** کنز الغرائب مین ہی کہ ایک سانپ سانپونمین بڑا دوزخکا ہے اور نام اُسکا شدید ہے ہر روز ستر مرتبہ وہ سانپ غصہ سے پیچ وتاب کھاتا ہے اور ہر بار زہر ہلاہل اوگلتا ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ ای شدید تو کیا چاہتا ہے عرض کرتا ہی خداوندا قاتلان حسین ؑ کو میرے حوالے کرتا کہ اپنے جی بھر اُنکو کاٹون اور لہو اُنکا چاٹون ارشاد ہوتا ہے کہ شدید ٹھہر عذاب قاتلان حسین ؑ کا تیرے حوالے ہوگا **روایت** حضرت مخدوم الملک جہانیان جہان گشت قدس اللہ سرہٗ سے مرقوم ہے کہ جتنے ظالمان کربلا ہین سب ایک ایک عذاب سخت مین مبتلا ہین اور تا قیامت

مبتلا رہینگے چنانچہ حضرت مخدوم موصوف فرماتے ہین کہ ایک روز مین جنگل مین تھا دیکھا کہ ایک فیل مست نہایت قوی وجیت زور شور سے چلا آتا ہے مین بخوف جان ایک درخت عظیم الشان پر چڑھ گیا وہ ہاتھی بھی اُسی درخت کے نیچے آیا اور قے کیا تو اُسکے مُنھ سے ایک بچہ سور کا نکلا اُس ہاتھی نے اپنے پیر سے اسقدر ملا کہ گوشت و پوست و اُستخوان سب سرمہ ہوگئے تب اُسکو سونڈ سے لپیٹ کر نگل گیا اور اپنی راہ لی مُجکو نہایت تعجب گذرا عرض کیا کہ خداوندا یہ کیا بھید ہے ندائی غیبی ہوئی کہ ای مخدوم اُسی ہاتھی سے پوچھو مین قریب ہاتھی کے گیا اور کہا السّلام علیک ای بندۂ خدا اُسنی جواب دیا علیکم السلام ای مخدوم مینے کہا تونے کیونکر جانا کہ مین مخدوم ہون ہاتھی نے کہا جسنے آپسے پوچھنے کو فرمایا اُسی نے مجھسے کہدیا کہ آپ مخدوم ہین اور مین اعمال شمر لعین قاتل حسینؑ اور وہ بچہ سور شمر ملعون ہے ہمکو حکم ہے کہ قیامت تک ہر روز اسی طرح سے ایذا دے چنانچہ جس روز سے یہ مردود فی النّار ہوا ہے ہر روز اسی ایذا مین مبتلا ہی اور قیامت تک مبتلا رہیگا اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر سے شیطان کو اللہ تعالی نے تصدّق کیا اور ہابیلؑ پر سے قابیل کو اور حضرت موسیٰؑ پر سے فرعون کو اور حضرت ابراہیمؑ پر سے نمرود کو اور حضرت عیسیٰؑ پر سے شیوع کو اور حضرت

ذکریا علیہ السلام پر سے ستر ہزار قوم یہود کو اور حضرت حسینؑ پر سے دو ستر ہزار کو اللہ تعالی نے تصدق کیا چنانچہ حدیث سے روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ وحی بھیجی حق تعالے نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہ مینے مارا یحیی بن ذکریا کے عوض ستر ہزار قوم یہود کو اور مین مارنیوالا ہون تمھارے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار چنانچہ بمصداق اس خبر کے پہلی لڑائی مین مختار کے ستر ہزار اہل شام مارے گئے پھر دوسری بار اور اہل دولت عباسیہ مین سفاح عباسی کے ہاتھ سے ستر ہزار اہل شام مارے گئے دونون ملاکے ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے یہان سے عظمت اور فضیلت جناب حضرت سید عالم امام حسین علیہ السلام اور شدت عذاب آخروی قاتلان حضرت حسینؑ کے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت یحیی پیغمبرؑ کے خون کی عوض مین ستر ہزار آدمی مارے گئے اور بعوض خون حضرت امام حسینؑ کے دونے یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار

حال تشریف بری جناب خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کا میدان حشر مین اور خاتمہ کتاب کا

روایت ہے کہ قیامت کے دن جب سواری جناب خاتون قیامت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نکلی گی تو جمیع اولین و آخرین مرد و عورت و کل مخلوقات کو حکم ہوگا کہ سب لوگ اپنی انکھین

بند کرین **بیت** پکارینگے ملایک خلق آنکھین موندلین اپنی ؎ نبی زادی یہان آتی ہے اب حشر دگر ہوگا ؎ اور سبب اسکا یہ ہے کہ جناب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالے عنہا اُسوقت اس طرحپر تشریف لائنگی کہ کسیکو حالت پُر اضطرا کے دیکھنے کی تاب نہ ہوگی یعنی دندان شکستہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو سنگ جفا سے شہید ہوا دہنے ہاتھہ مین اور عمامہ خون آلودہ شیر خدا علی مرتضے کا بائین ہاتھہ مین اور پیراہن زہر آلودہ حضرت حسنؑ کا داہنے کاندھے پر اور جامہ خون آلودہ حضرت حسینؑ کا بائین کاندھے پر **سہ** لیے ہونگی وہ دندان شکستہ اپنے بابا کا ؎ علی کا خون بھرا عمامہ اُسکی ہاتھہ پر ہوگا ؎ رکھیگی دوش پہ شبیر کا وہ پیراہن پُر خون ؎ بندھا رومال ہین گلے حسن کا سب جگہ ہوگا ؎ قصہ کوتاہ یہ سب چیزین لیے ہوئے متوجہ عرش الٰہی کے ہوکر اس درد و آہ و سوز جانکاہ سے رونگی اور بیتاب ہونگی کہ سب فرشتے زار زار رونے لگینگے سارے انبیا کرسیون پر سے گر کر بیقرار ہونے لگینگے حوران جنت بھی اُسوقت رونے لگینگی ہوا فقت حضرت سیدہ رضی اللہ تعالے عنہا عرش کا پایا پکڑ کر فرمائینگی **بیت** کھڑی ہو عرش کے نیچے کہینگی داد دے میری ؎ مرے عادل ترا انصاف ظاہر کب ادھر ہوگا ؎ تیری ہین دوست کی بیٹی کھڑی ہون آج فریادی ؎ یقین ہے آج مجھپر فضل تیرا بیشتر ہوگا ؎

بعدہٗ عرض کرینگی کہ خداوندا فاطمہ کی فریادرسی کر فاطمہ کا انصاف دے
اُسوقت عرش الٰہی کو لرزش ہوجاویگی عرش سے فرش تک
جنبش ہوجاینگی دریاے قہاری جوش مین آویگا ۵ یہ نکلے
جوش مین آیگا وہان دریاے قہاری ؎ روانہ قافلہ
ایک خلق کا سوے سقر ہوگا ؎ اُسوقت حضرت جبرئیلؑ شور
کرتے ہوتے حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر
ہونگے اور زار زار روکر عرض کرینگے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضے اللہ عنہا اسوقت عرش
الٰہی کے پاس آئی ہین اور دندان شکستہ حضور کا اور عمامہ خون آلودہ
حضرت علی مرتضٰے کا اور پیراہن زہر آلودہ حسنؑ کا اور جامہ خونین حسینؑ
کا اپنے ساتھ لائین ہین عرش مین ایک زلزلہ پڑا ہے عرصات محشر
مین عجب طرحکا تہلکہ ہورہا ہے دریاے قہاری چڑھا
آتا ہے پروردگار عالم کا غصہ بڑھا آتا ہے نعرہ واحسینا یا حسناکا
سن سنکے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے آپ ذرا عرش کے قریب تشریف لائین
اور حضرت سیدہ کو سمجھائین اور نہین تو بات کی بات مین دریاے قہاری
موجزن ہوگا آسمان وزمین تہ وبالا ہوجاویگا شامت سی قاتلان حسینؑ کی دونون
جہان جلکے سیاہ ہوجاویگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً عرش کے

پاس تشریف لاینگے اور روکر حضرت سیدہ سے فرما دینگے کہ ای نور دیدہ وای فرزند پسندیدہ مادر حسنین آج دن فریادرسی کا ہے نہ فریاد کشی کا آج روز نوازش کا ہے نہ گذارش کا آج دن معاف کرانیکا ہے نہ دوستان کے معاف کرانیکا ہ کہینگے رحمت اللعالمین زہرا سے ای بیٹی ذبچانے خلق کو احسان تیرا سب پہ ہوگا ٭ نہ کر محجوب مجکو انبیا سے ای مری زہرا تو کہ امت کی ضرر مین تیرے بابا کا ضرر ہوگا ٭ اُسوقت حضرت سیدہ فرمائینگی کہ باباجان کیا عرض کرون پیراہن زہر آلودہ حسنؑ کا دیکھکر جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور جامہ خونین حسینؑ کا دیکھکر کلیجہ منھ کو آتا ہے **شعر**

غم حسین سے بابا کہین کیا حال ہم اپنا ٭ پُھکا جاتا ہے تن ہی ہی کہین کس سے یہ غم اپنا ٭

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائینگے کہ ای جان پدر میرا دندان شکستہ اور عمامہ علی کا خون آلودہ اور پیراہن حسن وجامہ حسین علیہم السلام کو ہاتھ مین لیکر جناب باری مین دعا کرو کہ خداوندا بحق دندان شکستہ سنگ جفا وبحق عمامہ خونین علی مرتضے وبحق پیراہن زہر آغشتہ حسن مجتبی وبحق جامہ خون آلودہ حسین شہید کربلا کے جو شخص کہ میرے فرزندان اور اہلبیت کا دوست ہوئے اور جو شخص کہ مصیبت پر حسینؑ کے روتا ہو واقع کربلا کو یاد کرکے ملول ہوتا ہو اور جو تخم محبت کا آپکے اپنے مزرعہ دل مین بوتا ہو اور انکی تابعداری مین جی جان کھوتا ہو اُسکی گناہ معاف کردے نامہ اعمال اسکو

اوسکے گناہونکے صاف کردے پھر مین بھی اپنے گیسوے خاک آلودہ اور دندان شکستہ کو ہتیلی پر دہرون اور اپنے شکستہ دلان امت کے لئے جناب باری مین شفاعت کرون کہ الٰہی جسطرح پر میری امتان عاصی نے تیرے فرمان توڑے اوسیطرح پر تیرے بندگان نافرمان نے میرے دندان توڑے پر محمد نے گناہ اون دندان شکستونکے معاف کئے تو جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنیوالا گناہ امت عاصی کے معاف کردے ہنوز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کیا نہو گا کہ حکم پروردگار ہوا کہ اے حبیب میرے آپکی خدمت اور پاسداری مجھے اسقدر منظور ہے کہ اگر آپ چاہین تو مین سبکو بخش دون مگر دندان شکستون کو آپ کے اور قاتلان کو حسین ع کے ہرگز نہ بخشونگا اور ایک ایک متنفس سے جدا جدا بدلہ خون حسین کا لونگا آپ انلوگون کے حق مین ہرگز دعا نفرمائین کیونکہ سورہ منافقون مین ہم خبر اسکی دے چکے ہین اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ط کیا بخشش مانگے تو واسطے اونکے یا نہ بخشش مانگے تو واسطے اونکے ہرگز نہ بخشیگا اللہ واسطے اونکے تحقیق اللہ راہ نہین دکھاتا قوم فاسقونکو اب دیکھنا چاہیے کہ ظالم اور کافر اور فاسق ہوتے ہین یزیدیون کے

کیا باقی تھا بلکہ درجہ کفر اور ظلم اور فسق کو اون مردودون نے حد تک پھونچایا القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا داد مظلومان کربلا کو حوالہ خدا فرمائیگے اور واسطے امت کے مغفرت چاہینگے پس اوسیوقت اللہ تعالے دوستان اہلبیت اور امت عاصی بخش کر داخل فردوس فرماوے گا اور ظالمان کربلا کو داخل جہنم کرے گا

نظم

نکالین کے کفن سے بخشش انکا وہ جامہ   خدا کو جب دکھاوینگے تو منظور نظر ہوگا
ادہر کو دوستان مصطفے جاوینگی جنت مین   اودہر کو ناریونکا نار مین بادگہر ہوگا

مناجات

ہی میرا جوہر ایمان ولای حسنین   ای دو صد جان و دلم باد فدای حسنین
دو نو شہزادی ہین محبوب خدا کے محبوب   حق تعالی کی رضا عین رضای حسنین
عترت پاک تو امت کو ہی مصحف کیجگہہ   اسمین ہو جہوٹ تو مصحف ہی بجای حسنین
شاہ مسموم کو سبز اور شہ مقتول کو سرخ   رمز اسرار شہادت ہی قبای حسنین
کیا محبت تہی نبی کو کبہی مطلق نتہی چین   دیکہہ تی یا کہ نہ سن پاتے صدای حسنین
حامل وحی جب آتی تہی بحضور سرور   وحی حضرت کو تو ہوتا تہا برای حسنین
کبہی گہوارہ ہلاوین کبہی دین سیب جنا   کیا تہی جبرئیل امین کار روای حسنین

یک قلم سر ہو فدا دو نوجوان کا تب بھی
صبرانہ ورنہین خون بہای حسنین
تر گئے دیدۂ خاتون سے ہرگز آنسو
وی مگر بخشش امت ہو جزای حسنین
ہین شہ آیت رحمت کے نواسے رحمت
تا شہادت پہ کی امت تھی دعای حسنین
جز بہ تسلیم و رضا دم نہین مارا مطلق
ازمایش تھی صرف کرب و بلای حسنین
ورنہ کیا دخل شہادت کا بزہر و خنجر
تحت و فوق ہون درہم بہ ندای حسنین
بزم فردوس مین لیجاتی ہین جبرئیل امین
طبق نور مین چنکر کے ثنای حسنین
ہی قسم دامن خاتونکی کہ تا ہو نہ نجات
مین نچھوڑون کبھی دامان ردای حسنین
جز غم آل نبی مجھکو کچھ آزار نہین
کچھ دوا میری نہین غیر دوای حسنین

تمت

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ نسخہ دلچسپ مسمے احسن الشہادتین فی رموز السبطین از ابتداے ماہ محرم سنہ ۱۲۹۳ ہجری لغایۃ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری بہ تصدق حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبطفیل شہداے کربلا و دوازدہ امام وچہاردہ معصوم تمام ہوئی اور سنہ ۱۳ م مین سید غلام حسین نیچر نے بحکم جناب معلے القاب پیر دستگیر حضرت شاہ غلام نجف صاحب دام برکاتہ سجادہ نشین درگاہ شاہ ارزانی قدس سرہ العزیز مطبع ارزانی جواہر اکسیر پریس مین چھپا و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بھیجو درود و سلام نبی پر | آل نبی اولاد علی پر

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ

بروح اقدس آن سید پاک ۔ کہ جسکی شان مین نازل ہے لولاک
سب اوسکو کہتے ہین پیغمبر حق ۔ پر ہے وہ احمد بے میم مطلق
بروح اشرف آن شاہ مردان ۔ نبی کا جانشین اور شیر یزدان
وصاعت اوسکو احمد کی بجا ہے ۔ کہ جسکا نام ہم نام خدا ہے
بروح اطہر خاتون جنت ۔ دیا بیٹون کو جسنے بہر امت
بروح سبز پوش سرو قامت ۔ ہرا جسنے کیا باغ امامت
بروح منور آن شہیدان ۔ خدا جسنے کیے شبیر پر جان
بروح ان امام لعل رخسار ۔ شہادت کا چمن ہے جس سے گلزار
بروح پاک حضرت شاہ سجاد ۔ امام عاشقان زین العباد
بروح پاک باقر کان عرفان ۔ عیان جس نے کیا اسرار سبحان
بروح جعفر صادق شہ دین ۔ ہوا تصدیق جس سے دین کا آئین
بروح حضرت موسی کاظم ۔ کہ جس کے امر پر چلنا ہے لازم

بروح پاک آن شاہ خراسان
رضا جسکی رضای حق ہی یاران
بروح ان تقی گنج تقوے
تفاوت جس سے ہوی جگمین ہویدا
بروح آن نقی بہر حقیقت
ہین جسکے قطرہ سب اہل طریقت
بروح عسکری خورشید تابان
کہ جسکے ذرہ ہین سب اہل عرفان
خداوندا ظہور مہدی دین
شتابی ہو کہ ہووے دلکو تسکین
اوکھاڑی بیخ دین سے کفر کی سد
رہی قایم جہان مین دین احمد
بروح جملہ اہل بیت نبوے
و دیگر ہین جو فرزندان علوی
اوٹھا کر ہاتھ سوی قبلہ ہو کے
پڑہو الحمد و قل سب صدق دلسے

کہ پاؤ مغفرت در روز محشر
شفیع ہووی تمہارا ابن حیدر

تمت

دیگر فاتحہ

پڑہو ایک فاتحہ تم اور سب مل
کرے مشکلکشا حل سب کی مشکل
برای روشنی ایمان و دین کے
و بہر عافیت ہر مومنین کے
وہ جلتے ہین جہانمین یار و غمخوار
جزای خیر حق دے اونکو بسیار
و دیگر حاجات حاجتمندونکی سب
خدا پر لا ہی بہر پنجتن اب
پڑہی اس فاتحہ کو جو مسلمان
خدا اوسکے کرے سب مقصد آسان

الٰہی واسطے حضرت نبی کے قدم دکھلا مجھے حضرت نبی کے
کہ تا اوس پر فدا ہو کر پڑھے شاہ صلوٰۃ اللہ وسلم ہر سحرگاہ

حسین اس فاتحہ کا یہ صلا دے
شراب اپنی محبت کی پلا دے

واضح ہو کہ چند ترکیبات نماز عاشورہ کی معہ اسناد معتبر اور صحیح کے اس نظر سے لکھے جاتے ہین کہ یہ کتاب نظر سے جس بھای مسلمان کے گذرے تو وہ اوس پر عمل کرے اور ثواب عظیم پاوے اور واسطے مغفرت مجھ حقیر کے بھی دعاء خیر فرماوے اولا یہ کہ روز عاشورہ کو ستر مرتبہ کہے حَسْبِیَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اور تین مرتبہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا تَحْتَ الثَّرٰی اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ روز عاشورہ کی بارہ رکعت نماز ہدیہ ہمارے کرے اور ہر رکعت مین دس دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے اور بعد فراغت کے سو مرتبہ درود پڑہے پس پڑہنے سے اس نماز کے درجہ شہادت کا پاوے گا اور قیامت مین ہمراہ میرے حشر اوسکا ہوگا **ایضا** فرمایا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ واسطے فرزندان ہمارے

چار رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کی پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے وہ شخص قیامت مین حسین کے ساتھہ ہوگا **ایضاً** معدن المعانی مین ہے کہ روز عاشورہ کو جو کوئی ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے اور جو حاجت نیک ہو وہ چاہے اللہ پوری کرے **ایضاً** روز عاشورہ کو جو چہار رکعت نماز پڑہے اور بعد نماز کے آیت الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص دس بار پڑہے تو جو مطلب رکھتا برآوے **ایضاً** فرمایا شبلی علیہ الرحمۃ نے کہ چار رکعت نماز دو سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے اور ثواب اوسکا نیاز امامین کرے تو وہ شخص قیامت مین شہیدونکے ساتھہ اوٹھایا جاوے گا **ایضاً** روز عاشورہ کو دو رکعت نماز پڑہے اور اس دعا کو بعد نماز کے سات مرتبہ پڑہے تو اوس سال مین نہ مرے اور اگر موت اوسکی پہونچی ہوگی تو اوسکو توفیق پڑہنے کی نہ ہوگی دعا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَ اللهِ مِلْأَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ سُبْحَانَ اللهِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا

واسئالہ السلامۃ والسعادۃ ورحمۃ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حسبی اللہ ونعم الوکیل
ونعم المولی ونعم النصیر وصلی اللہ علی خیر
خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اور روز عاشورہ کو یہ دعا لکھکر دہوے اور رہیے اور پانی
اور نام مہینہ کا محرام الحرام سے ذوالحجہ تک لے اور سر پر ملے دعا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم اجعل کید اعدائی فی نحورھم واعوذ بک
من شرورھم حسبی اللہ وکفی سمع اللہ لمن دعی
لیس وراء اللہ المنتھی من اعتصم بحبل اللہ نجا
ومن یتوکل علی اللہ کفی سبحان اللہ لم یزل ربنا
رحیما ولا یزال کریما یا ارحم الراحمین

تمت

سید
منیلی
سنہ ۱۳۰۰ ھ
غفر
حسین

گل مخمس نعتیہ از تصنیف نور بر غزل مولوی کافی صاحب عاشق رسول بنارسی

یہ کیسی آفت پر شور و شر ہے
جگر ٹکڑے ہے دل زیر و زبر ہے
زمین تا آسمان بھی نوحہ گر ہے
جہان مین شور محشر کسقدر ہے
قیامت رحلت خیر البشر ہے

نہ دیکھا جیتے جی وہ روی خندان
نہ کیون اس غم سے ہو دل زار و گریان
ہوا ہجر نبی سے دل پریشان
ملک جن و بشر ہین زار و نالان
زمین تا آسمان بہی نوحہ گر ہے

یہ شاہنشاہ کا نظرون سے چھپنا
یہ بخشش خواہ کا نظرون سی چھپنا
یہ عالیجاہ کا نظرون سے چھپنا
رسول اللہ کا نظرون سے چھپنا
اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہے

علی کہتے تھے ہر پیر و جوان سے
نہین جینے کا اس سوز نہان سے
کہان جاؤن بتاؤ اب یہان سے
وفات سید کون و مکان سے
سر شوریدہ مین درد سر ہے

نہ ہے سرو صنوبر کا تصور
نہ مہر و مہ نہ اختر کا تصور
نہ سنبل کا نہ عنبر کا تصور
کیسی کے روے اطہر کا تصور
ہمین تو رات دن اٹھون پہر ہے

یہ رو رو کرتے تھین زہرا دعائین
الٰہی خلق سے اب ہم بھی جائین
کیسے اب جاکے دکھہ اپنا سنائین
کہان تک صدمۂ فرقت اُٹھائین
کدہر وہ جذبۂ آہ سحر ہے

کرون کیا دور کردون سی تلافی
مریض غم کا ہے اللہ شافی
پہونچ ای نور لیکر ورد و صافی
تڑپتا ہے تپ فرقت سی کافی
کوئی وہان تک نہین کرتا خبر ہے

غزل نعتیہ از تصنیف مولوی محمدؐ عمر صاحب کلیم مدراسی

پر نور ہو گیا صل علی روی محمدؐ
واللہ کہ ہے روی خدا روی محمدؐ
گیسوی حسن جیسے تھے گیسوی محمدؐ
عطرای نہ کیون عطر جو دی بوی محمدؐ
بے تیغ گرین خاک پہ تن سے سر اعدا
پہر جاوی جدہر کو رخ ابروے محمدؐ
کیون کر نہ دہوان نکلے اوڑی سنبل مشکین
دیکھی جو شب افروزی گیسوے محمدؐ
جب تن مین نہ تھا عرش پہ وہ نور خدا تھا
اسوجہ سے رخ شمس کا ہی سوی محمدؐ
رفعت مین ہے خامہ شجر طور سی زیادہ
لکھتا ہون جو وصف قد دلجوی محمدؐ
لب کھل نہین سکتے ہین کلیم اونکی ثنا مین
نایاب ہے وہ لعل سخن گوی محمدؐ

نظم دعائیہ بحضرت خالق الانام بوساطت جناب

امام علیہ السلام

اے حسین حسن جیو کے بھیا کربلا کے بسیا
بھوکی پیاسی جنان کج جو یا کربلا کے بسیا

دو جاہی ہمارے غم کی سیل تھم جاہی اس چشم نم کی
دو کرم کی کچھ ایسی دو یا کربلا کے بسیا

تو ہین کربل مین سیس کٹیا تو حق کی غرضے سپہ کو بچایا
غرضی موری بھی سن سنو یا کربلا کے بسیا

دیکھو ہی نظر سے پیا کے واسطے حق کا سن لو دیا سے
اب مین یوت ہون تھری دیا کربلا کے بسیا

بھکاری تو ہارے دوار آس لاہی کرکے آیا ہی پیارے
بھیک دو مہر سوی سخیا کربلا کے بسیا

واسطے رب کے پار لگا دو مین ہون ڈوبت ہی بچالو
غم کے طوفان مین پر گئی نیا کربلا کے بسیا

توری بخشش کے بلبلجاؤن آج مین بھی مراد اپنی پاؤن
نور دیوت ہی توری دوہیا کربلا کے بسیا

قصیدہ مدحیہ در منقبت والا شان جناب شاہ نجف صاحب سجادہ نشین صاحب درگاہ بساط حضرت ارزاحمد صفا مصنفہ از نورالدین

شہ غلام نجف تاجدار حقانی
سریر ملک ولایت کی جنکو سلطانی

علیم شرع مبین و کلیم علم و یقین
معین دین مطین سبنے رحمانی

فہیم علم احادیث و کاشف اسطار
بعون رب جہان رازدان قرانی

محقق عارف کامل مدقق ادیان
معین کشف و کرامات دینی روحانی

بقلب طالب احمد و عاشق احمد
غلام آل رسول و فدائی یارانی

خزینہ سر الٰہی کا سینہ بے کینہ
بھری ہین خاطر اقدس مین کنز عرفانی
چمک ہی جاتا ہے دل صاف آئینہ کی صفت
وہ بزم صحبت اقدس ہے صاف نورانی
سخی و عادل و باذل ہے صاحب ثروت
مدام رحمت حق سر پہ فضل یزدانی
ہمین لطف و عنایات اونکے خوش شاداب
مدام گشت امید سئول و خذلانی
ہمیشہ رہتا ہی اوس در پہ سائلونکا ہجوم
جہان کی رحمت کھوب کر رہی ہی دربانی
سماط فیض سے ہین ذلہ خوار پیر و جوان
حصول رشد مریدون کو قلبی و جانی
نکیسے نعمت الوان سے بہرہ یاب ہون سب
کھلے ہین باب وہ قسمت کی باقدردانی
خوشی سے ساحل مقصد کا آشنا ہی غریب
وہ بحر لطف مین اونکے ہے لطف طغیانی
جھمیلہ میلونکا اوس در پہ مجمع فقرا
بہار لطف ہی درگاہ شاہ ارزانی
وہ زینت عرسونکی اور درگہونکی وہ رونق
نظر مین گنبد مینا کے بس ہے لاثانی
مدام رونق درگاہ ہو مرا ممدوح
خلیفہ جاے نشینان شاہ ارزانی

بفرق نور خدایا رکہ اوسکو سایہ فگن
قبول بزم عطوفت مین ہو ثنا خوانی

خاتمۃ الطبع

بیمن افضال رب المشرقین والمغربین و بہ برکت نام پاک نبی الحرمین کتاب لاجواب
مسمی باحسن الشہادتین فی ہموم السبطین

الرسول الثقلین مع ذکر شہادت دیگر امامان علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام متضمن نکات عجیب و غریب جسکے لفظ لفظ حسرت و اندوہ افزا و فقرہ و فقرہ ہوش ربا و جگر گزا ہین جسکے کچھ جز اولا مطبع عظیم آباد مین چھپے باقی مطبع مقبول الطبع خاص و عام فی ہذہ الایام موسوم بمطبع ارزانی معروف بہ جواہر اکسیر حسب الارشاد جناب فضائل مآب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین صاحب العظمت والشرف شاہ غلام نجف سجادہ نشین درگاہ شاہ ارزان صاحب قدس سرہ و دام اللہ فیوضہ بحسن اہتمام و خوبی لا کلام سید غلام حسین مینیجر مطبع ابن سید احمد علی مرحوم بعین انتظام و دلسوزی انطباع پذیر ہوے المرقوم یکم ماہ ذالحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۳ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء

قطعات تاریخ من نتائج فکر مولوی نور الدین صاحب المتخلص بہ نور مداح رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم خلف الصدق عالم بے بدل مولانا مولوی پناہ علیصاحب بنارسی و تلمیذ حضرت مولانا ذاکر علیصاحب عموی المتخلص بہ ذاکر خلیفہ و شاگرد مولانا سید مصحفی نے الرحمۃ اللہ مرحوم و مغفور

داستان اوس شہ بیکس کے شہادت کی ہے
چھپ چکی جب کتاب الم و غم افزا
جسپہ ہر روز رہا صدمہ جوع اور عطش
لفظ لفظ اوسکے نظر آئی ہر اک گریان وشر

نور خواہان سن ہجری کا جو ملہم سے ہوا
فکر تاریخ مین اس نسخہ کی بس آیا غش
١٣٠٠

ولہ

طبع شد این کتاب پر تمکین   حسب حکم جناب عالی ہمم
شاہ ذی حوصلہ **غلام نجف**   قدوۂ سالکان راہ کرم
حسب ایمای صاحب مطبع   منبع خلق و حلم و جود اتم
منشی بے بدل **غلام حسین**   نام نامیش در جہان است علم
جست چون **نور** سال تاریخش   با نیاز از سروش عیب رقم

از سر آہ گفت ہاتف غیب
ہست دردا کتاب رنج و غم
١٣٠٠

قطعہ تاریخ من نتائج فکر مولوی محمد عمر صاحب المتخلص کلیم برادرزادہ مولانا موصوف و تلمیذ حضرت موصوف مرحوم

دیدم چو این کتاب غم افزا و جانگزا   از شدت الم ہمہ تن حال شد تباہ
در عین جوش گریہ و سینہ زنی کلیم   تاریخ طبع گفت امام غریب آہ
١٣٠٠

تمت

CENTRAL

تصحیح اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۷	بجاوسے	بجالاوے	۱۶۴	۱۷	علی اسلا	علیہ السلام
۲۱	۶	نذر دینا	مدد دینا	۱۶۴	۵	خوردو سال	خورد سال
۲۲	۱۶	دلیل کو سناتے	دلیل لوگون کو سناتے	۱۶۴	۸	شروع ہوا اسوقت	شروع کی اوسوقت
۳۱	۱۱		تحقیق ہو یہی فضیلت آپکی نزدیک خداکی امن تبخ کیونکہ قسم کھائی آپکی حیات کی خدانے نہ حیات سائر انبیا سکا	۱۷۱	۹	ہی	ہرگز
۳۶	۱۷	پیرا سے	پیر سے	۱۸۰	۴	بدے ظلم کے	بدلہ ظلم
۴۲	۱۶	لھرون	ٹھون	۱۸۱	۳	محبس	سجن
۵۶	۱۵	حسین	حسنین	۱۸۲	۱۲	قیا	قیامت رن
۵۷	۵	باپارشنیند	با نازشنیدہ	۱۹۲	۱۳	حسین علیہ السلام سے	حسین علیہ السلام تھے ستمگار کربلا فی حسین علیہ السلام کے
۶۱	۱	مشتق	شتق	۲۰۶	۷	فاذکرو لے	فاذکرونی
۶۳	۱۱	اللہ تعا درجہ	اللہ تعالی درجہ	۲۱۰	۱	بالہ	مایہ
۶۴	۱۴	بر رخے	بہر رخے	۲۴۲	۱	انگریزہی	انگلیزی
۶۵	۱۳	ودہر	دہر	۲۴۴	۱	اکیکے	اکیلے
۷۷	۱۶	آئین	آتین	۲۶۰	۷	بجون ہی	بجون پربھی
۷۹	۱۵	آنحضرت	آئے حضرت	۲۶۲	۳	الخنیب	النجیب
۹۵	۷	کیونکہ	کیونکر	۲۶۰	۲	تقاتلہ	آمادہ مقابلہ
۹۹	۳	دھرس	فطرس	۲۶۹	۲	ظلم	جب ظلم
۱۱۶	۱۷	اتھوان	آٹھون	۲۶۹	۱۷	اللہ تعالے	اللہ تعالے نے
۱۱۷	۱۷	علی السلام	علی علیہ السلام	۲۷۰	۳	کہ میدان	کہ جب میدان
۱۳۳	۱۰	در	اور	〃	۱۳	عرض	عرض کیا
۱۳۹	۱	علیہ السلام	علیہم السلام	۲۷۱	۱۳	جن	حق
۱۴۷	۱۱	روز عید تھا	روز عید کا تھا عہد	〃	۱۴	اور	زور
۱۵۰	۱۵	کے	کا	۲۷۲	۵	خون	خو
۱۵۷	۱۲	میش	کبش	〃	۱۴	بیعت	تہیت
۱۵۷	۱۵	عبدالطلب	عبدالمطلب فی	۲۷۳	۶	منظور نہین	منظور ہے
۱۶۰	۱۱	بھی جاویگا	بھی دیا جاویگا	۲۷۷	۱۶	حد	حسد

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۱	۴	اڑنے جاتے	اڑنے نہ جاتے	۳۱۵	۱۴	یہ کسن	وجہہ یہہ لکھے
۲۸۳	۱۲	مظلو	مظلوم	۳۱۶	۱۵	لکھکے	لکھے
۲۸۳	۳	ثا عاقبت	تا عاقبت	۳۲۰	۱	۲	۴
۲۸۴	۱۴	ایہگو	یہہ گفتگو	۳۲۱	۱۰	کررہتھا	کررہا تھا
۲۸۵	۱۴	رابس وچپ	راست وچپ	۳۲۳	۸	روکے	رویا گئے
۲۸۶	۶	اوسکا	اوسکے	۳۳۶	۱۷	انواع کے	انواع قسم کے
۲۸۷	۴	کوہرانیکے	کہ اڑانیکے	۳۴۴	۱۳	بموافقت حضرت	بعد حضرت
۲۸۸	۱	ناہتی	ناطاقتی	۳۴۷	۱۱	بعد	بدلا
۲۹۰	۱	اوقت	اوسوقت	۳۵۶	۱۱	تمکین دیتا	تمکین نہ تھا
۲۹۲	۱۳	عر	عوض	۳۵۷	۱۴	الظار	استار

۴ آن سر که بر کنار نبی داشتے وطن
در طشت زر نهاده بکاوش یزید پست

Checked
1987

STATE CENTRAL LIBRARY
HYDERABAD, A.P.

NOT TO BE ISSUED